ناموسِ صحابہ و اہلِ بیت کے تحفظ کا علمبردار

سلسلہ وار

خیرپور سندھ

نظامِ خلافتِ راشدہ

ربیع الاول 1431 ہجری شمارہ نمبر 6 مارچ 2010

تاجدارِ رسالت مقصودِ کائنات
خاتم المعصومین کی ولادت کا مہینہ

پہلی بہار

اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراضات کی حقیقت

مشن سب سے زیادہ عزیز ہے

ڈاکٹر علامہ خالد محمود
کی نظر میں

حضرت مولانا حق نواز شہید
کے چھوٹے صاحبزادے سے بات چیت

امیرِ عزیمت، بانی سپاہ صحابہ پاکستان

حضرت مولانا حق نواز جھنگوی شہید رح

تاریخ ساز جد و جہد

قائد اہلسنت مولانا احمد لدھیانوی مدظلہ

پاکستان کو فرقہ واریت کی آگ سے بچانے کا عزم کر رکھا ہے

واقعہ کربلا
کی من گھڑت کہانیاں
نامور بلوچ عالم دین مولانا محمد علی نقشبندی کے قلم سے

گورنر پنجاب
کی بدحواسیاں
ضمنی الیکشن کے تناظر میں

کراچی میں
مولانا عبدالغفور ندیم اور بیٹا شہید
ذمہ دار کون؟

مولانا ضیاء القاسمی
کا گھر جلانے کا واقعہ
حقائق کیا ہیں!

ہدیہ
25 روپے

CamScanner

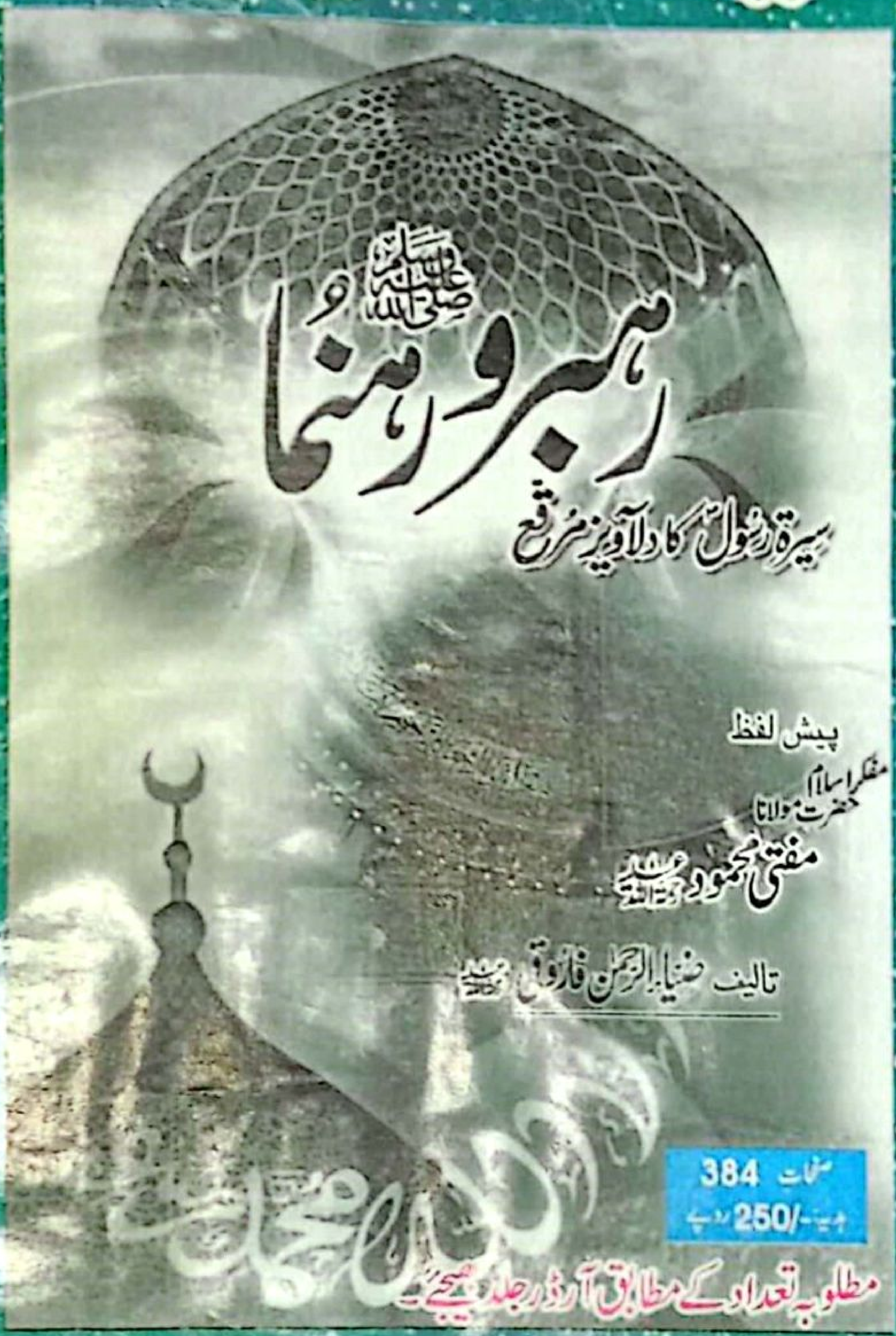

مطلوبہ تعداد کے مطابق آرڈر جلد بھیجئے۔

سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم

پر نہایت بے مثال گلدستہ

- ☆ آنحضرت ﷺ کی حیات طیبہ پر ادب و انشاء کا شہ پارہ
- ☆ سینکڑوں عربی، انگریزی، اردو اور فارسی کتابوں کا نچوڑ
- ☆ معارف و علوم کا گنج گراں مایہ
- ☆ جامعیت و کاملیت کا زندہ جاوید نمونہ
- ☆ نہایت مستند جامع ذخیرہ
- ☆ چار سو سے زائد صفحات پر مشتمل انمول تحفہ

سیرت رسول ﷺ کے تمام اہم عنوانات پر مستند اور مکمل دستاویزات سیرت رسول ﷺ کی انگریزی، عربی، اردو کی بڑی بڑی کتابوں کے دریاؤں کو کوزے میں بند کیا گیا ہے۔

خوبصورت ٹائٹل
نیا ایڈیشن
نیا انداز
نیا لہجہ
نئی زبان

ایک عاشق رسول ﷺ کی سوز و گداز سے معمور تحریر

- ☆ آنحضرت ﷺ سے قبل دنیا کی معاشرتی حالت
- ☆ سیرت رسول ﷺ کا فلسفیانہ پہلو
- ☆ سیرت رسول ﷺ کا حسین پہلو
- ☆ سیرت رسول ﷺ کا اجتماعی سماجی پہلو
- ☆ سیرت رسول ﷺ کا اداری پہلو
- ☆ آنحضرت ﷺ ایک ممتاز رسول
- ☆ آنحضرت ﷺ ایک مرقع حسن و جمال
- ☆ آنحضرت ﷺ کا تجارتی پہلو
- ☆ رہبر و رہنما کا انقلابی اقدامات
- ☆ سیرت نبوی ﷺ اخلاقی اور معاشرتی پہلو
- ☆ آنحضرت ﷺ کے معاشی قوانین
- ☆ سیرت رسول ﷺ کا ازدواجی پہلو
- ☆ آنحضرت ﷺ کی اولاد و شجرہ گان نبوت
- ☆ آنحضرت ﷺ ایک بے مثال مبلغ اور داعی انقلاب
- ☆ سیرت رسول ﷺ کا معاشی پہلو
- ☆ آنحضرت ﷺ ایک طبیب کی حیثیت سے
- ☆ آنحضرت ﷺ بحیثیت ایک ہادی و مہدی
- ☆ آنحضرت ﷺ ایک مربی و محسن
- ☆ آنحضرت ﷺ افصح العرب خطیب
- ☆ آنحضرت ﷺ بحیثیت قانون ساز
- ☆ سیرت رسول ﷺ کا سائنسی پہلو
- ☆ معمولات نبوی و مشروبات نبوی ﷺ
- ☆ آنحضرت ﷺ بحیثیت سپہ سالار
- ☆ غزوات رسول ﷺ
- ☆ آنحضرت ﷺ ایک اولوالعزم فاتح
- ☆ آنحضرت ﷺ بحیثیت سپہ سالار
- ☆ غزوات رسول ﷺ
- ☆ آنحضرت ﷺ بحیثیت ایک سیاستدان
- ☆ آنحضرت ﷺ ایک قائد انقلاب
- ☆ آنحضرت ﷺ سربراہ مملکت
- ☆ اللہ کا نبی ﷺ اللہ کی زبان میں
- ☆ آنحضرت ﷺ شعراء کی زبان میں
- ☆ آنحضرت ﷺ غیر مسلموں کی زبان میں

شائع کردہ
ادارہ اشاعت المعارف سمندری فیصل آباد پاکستان 0300-6661452

ناموسِ صحابہ و اہلِ بیت کے تحفظ کا علمبردار

سلسلہ وار نظامِ

خلافتِ راشدہ

خیرپور سندھ

زیرِ سرپرستی

قائد اہلسنت شہید علامہ علی شیر حیدری

جامعہ حیدریہ

مارچ 2010ء — شمارہ نمبر 6

فہرست

فہرست	3
مولانا عبدالغفور ندیم شہید کردیئے گئے	5
مولانا قاسمی کے گھر جلانے کا واقعہ	6
درس قرآن ۔۔۔۔۔ عبدالمنان معاویہ	7
قائد اہلسنت کا پیغام ۔۔۔۔۔ کارکنان کے نام	11
سیرۃ النبی ﷺ ۔۔۔۔۔ پہلی بہار	13
مولانا حق نواز جھنگوی شہیدؒ ۔۔۔۔۔ سیرۃ کردار	21
خطابت کا شہسوار ۔۔۔۔۔ مدیر الصدیق کے قلم سے	27
معیار صحابیت ۔۔۔۔۔ علامہ خالد محمود	30
مشن سب سے زیادہ عزیز ہے	33
ضمنی انتخابات کا تکمیل	35
آل محمد کے جھوٹے دعویدار	37
مقام صحابہ کرام	41
واقعہ کربلا کی کہانیاں	45
بزم قارئین	48
آپ کی مشکلات کا روحانی حل	50

چیف ایڈیٹر

انجینئر طاہر محمود

Tahirengr@hotmail.com

ایڈیٹر

محمد یونس قاسمی

نرخنامہ سالانہ

سعودی عرب	180 ریال
متحدہ عرب امارات	180 درہم
برطانیہ	25 پونڈ
امریکہ	45 ڈالر
کینیڈا	50 ڈالر
جاپان	5000 ین

رابطہ کیلئے: محمد یونس قاسمی جامعہ حیدریہ اعظم کالونی لقمان خیرپور سندھ

0300-7916396

0333-6033296

فرمان الٰہی عزوجل

(وہ صحابہؓ) گھر میں صبح وشام اللہ کی تسبیح کرتے ہیں۔ یعنی ایسے لوگ جن کو اللہ کے ذکر، نماز پڑھنے اور زکوۃ دینے سے نہ تجارت غافل کرتی اور نہ ہی خرید وفروخت، وہ اس دن سے جب دل (خوف وگھبراہٹ کے سبب) الٹ جائیں گے اور آنکھیں اوپر کو (چڑھ جائیں گی) ڈرتے ہیں تاکہ اللہ ان کے عملوں کا بہت اچھا بدلہ دے اور اپنے فضل سے زیادہ بھی عطا کرے اور جس کو چاہتا ہے اللہ بے شمار رزق دیتا ہے۔ (القرآن)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فرمان رسول ﷺ

حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے قلوب کا معائنہ فرمایا، محمد رسول ﷺ کو پسند فرمایا، چنانچہ آپ ﷺ کو رسول ﷺ بنا کر بھیجا اور علم میں ممتاز کیا اور اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے دلوں کو دیکھا، تو آپ ﷺ کے اصحاب کو پسند فرمایا، اور انہیں اپنے دین کے مددگار اور اپنے نبی ﷺ کے وزراء و مشیر کار بنایا۔ پس یہ مومنین (صحابہ کرامؓ) جس چیز کو اچھا سمجھیں وہی اللہ کے نزدیک اچھی ہے۔ اور جسے مومن قبیح اور غلط سمجھیں وہ اللہ کے نزدیک بھی قبیح ہے۔ (کنز العمال جلد 2 صفحہ 113)

اصحاب رسول رضی اللہ عنہم

حضرت حسینؓ کی خلفاء ثلاثہ سے محبت

سیدنا حسینؓ نے اپنے بچوں کے نام حضرات خلفاء ثلاثہ (سیدنا ابو بکرؓ، سیدنا عمرؓ، سیدنا عثمان ذوالنورینؓ) کے نام نامی پر رکھے تھے۔ محبت و مودت عقیدت وعظمت کی اس سے بڑی اور کیا دلیل ہوسکتی ہے؟ کیا کبھی کسی نے یہ دیکھا ہے کہ لوگوں نے اپنے دشمنوں اور کافروں کے نام پر اپنے محبوب بچوں کے نام رکھے ہوں؟ کیا کسی نے اپنے بچوں کے نام ابلیس، شیطان، فرعون، ہامان، نمرود، شداد، ابوجہل اور ابولہب رکھے ہیں۔ کیوں نہیں؟ اس لئے کہ وہ خدا کے دشمن اور اس کے پیغمبر علیہ السلام کے دشمن تھے۔ ان کا نام رکھنا تو درکنار سننا بھی گوارہ نہیں اسی طرح اگر معاذ اللہ ثم معاذ اللہ حضرات خلفاء ثلاثہ وازواج مطہرات، اللہ پاک اور اس کے رسول ﷺ کے دشمن ہوتے تو کیا خاندان نبوت کے یہ اکابرین کبھی ان کے ناموں پر اپنے بچوں کے نام رکھتے؟۔۔۔سوچئے اور تقیہ کی نقاب الٹ کر دیکھئے آپ کو حقیقت کا چہرہ نہایت روشن نظر آئے گا اور تمام شکوک وشبہات یکدم رفع ہو جائیں گے۔

از کتاب (اسلام میں صحابہ کرامؓ کی آئینی حیثیت) مولفہ (علامہ فاروقی شہیدؒ)

فکر جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ

میں ایک بنیادی بات اس عظیم اجتماع میں کہنا چاہتا ہوں کہ جب سے پاکستان معرض وجود میں آیا ہے۔ اس دن سے آج تک ہماری زبان، ہمارا لہجہ، ہمارا طرز یہ رہا ہے کہ ہم مطالبہ، کبھی اسلامی نظام کے نفاذ کے عنوان سے کرتے آئے ہیں، کبھی خلفاء راشدین کے ایام سرکاری سطح پر منائے جائیں، یہ مطالبہ، دشمنان اصحاب رسول کے قلم، زبان بند کرنے کے لئے قانون سازی کا مطالبہ اور کبھی اسلامی نظام کو جو فقہ حنفیہ کی صورت میں چلا آرہا ہے اس کے نفاذ کا مطالبہ۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آخر ہمیں بھیک مانگنے کی اتنی لمبی عادت کیوں پڑ گئی ہے اور بھیک بھی اس دروازے سے جس نے کبھی خیرات نہ ڈالی ہو۔

(خطبہ جمعہ، جھنگ)

علامہ فاروقی شہیدؒ نے فرمایا

میرے بھائیو! تورات حضرت موسیٰ علیہ السلام پر اتری، موسیٰ علیہ السلام کے صحابہ پر تورات میں تیرہ آیتیں اور محمد ﷺ کے صحابہؓ پر بیس آیتیں۔ انجیل میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے صحابہ پر نو آیتیں۔ زبور میں حضرت داؤد علیہ السلام کے صحابہ پر سات آیتیں اور رسول اللہ ﷺ کے صحابہ پر گیارہ آیتیں۔ یہ قرآن جو رسول اللہ ﷺ پر اترا ہے اس میں صحابہؓ کی شان میں سات سو آیتیں موجود ہیں، اگر قرآن کھولیں تو آیتیں نظر آتی ہیں۔ لیکن میں ایک بات اور کہتا ہوں کہ قرآن مت کھولو، قرآن کو کھولے بغیر یہ جو قرآن کی شکل ہے جو دو گتوں کے درمیان ہے صرف یہ قرآن بند پڑا ہے اس کی جو بند شکل ہے اگر یہ صحیح ہے تو صدیقؓ صحیح ہے۔ اگر یہ صحیح ہے تو سیدنا عمرؓ صحیح ہے بند قرآن صحیح ہے تو سیدنا عثمانؓ صحیح ہے کیونکہ قرآن موجودہ شکل کی دو جلدوں میں بندہی خلفاء ثلاثہ کے ادوار میں ہوا تھا۔

(ساہیوال تقریر سے اقتباس)

فرمودات اعظم طارق شہید رحمۃ اللہ علیہ

میری اب تک کی گفتگو سے یہ بات ثابت ہوگئی ہے کہ اخلاص کی دولت اس کو نصیب ہوتی ہے جسے اپنے مشن کی صداقت پر کامل یقین ہو اور مشن کی صداقت پر یقین تب ہی ہوتا ہے جب دلائل وحقائق ایسے ہوں کہ جنہیں جھٹلایا نہ جا سکتا ہو۔ اب میں عرض کرتا ہوں کہ سپاہ صحابہ کے کارکنوں میں جو کرنٹ اور جوش وجذبہ کی ایک لہر پائی جاتی ہے اور وہ جیلوں ہتھکڑیوں اور موت سے بھی خوف زدہ ہونے کو تیار نہیں اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ انہیں اپنے موقف پر اتنا یقین ہے شاید سورج کے وجود اور روشنی پر اتنا یقین نہیں ہوگا اس یقین کی دولت نے انہیں اس حق کی راہ پر ڈالا ہے جس پر گامزن ہو کر اب ان کی منزل شہادت یا مشن کی تکمیل قرار پا چکی ہے۔

(خطبات جرنیل)

اہلسنت والجماعت کراچی کے مرکزی رہنماء
مولنا عبدالغفور ندیمؒ بیٹے سمیت شہید کر دیئے گئے

اہلسنت والجماعت کے مرکزی رہنماء حضرت مولنا عبدالغفور ندیمؒ اپنی گاڑی پر عدالت میں پیشی بھگتنے کے لئے جا رہے تھے۔ کہ راستے میں موٹر سائیکل پر سوار دہشت گردوں نے اندھا دھند فائرنگ کر دی۔ جس سے مولنا عبدالغفور ندیم کے صاحبزادے معاویہ ندیم موقع پر ہی مولنا عبدالغفور ندیم دو روز بعد ہسپتال جا کر شہید ہو گئے اور فیصل ندیم، صہیب ندیم اور ایک گن مین زخمی شدید ہو گئے۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ایک دوسرے واقعہ میں عشاء کی نماز کے بعد ختم نبوت کراچی کے امیر مولنا سعید احمد جلالپوری اپنے ساتھیوں سمیت درس قرآن کے بعد واپس گھر جا رہے تھے۔ کہ ان پر قاتلانہ حملہ کیا گیا۔ جس سے مولنا سعید احمد جلالپوری اور ان کے صاحبزادے مولنا فخر الزمان اور مولنا عبدالرحمٰن شہید ہو گئے اور ان کا ایک ساتھی شدید زخمی ہوا۔

مولنا عبدالغفور شہید سپاہ صحابہ پاکستان کے مرکزی رہنماء اور جامعہ مسجد ابوبکر صدیق کے خطیب تھے قائد سپاہ صحابہ مولنا محمد اعظم طارق شہید کی کراچی سے جھنگ تشریف آواری سے قبل اسی جامع مسجد ابوبکر صدیق کے خطیب تھے۔۔۔۔۔۔۔۔ اہلسنت والجماعت کراچی کے مرکزی راہنماؤں، حافظ احمد بخش ایڈووکیٹ شہید، قاری شفیق احمد شہید انجنیئر، الیاس زبیر اور ڈاکٹر ھارون القاسمی شہید کے ساتھ کام کرنے والے سپاہ صحابہ کے ابتدائی ساتھیوں میں شمار ہوتے ہیں۔ مولنا عبدالغفور ندیم کا تفصیلی انٹرویو سلسلہ وار نظام خلافت راشدہ کے شمارہ نمبر 5 کی زینت بن چکا ہے۔۔۔۔۔۔۔ ان کے ساتھ مولنا سعید احمد جلال پوری بھی جید عالم دین اور مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے مرکزی راہنما تھے۔ درجنوں کتابوں کے مصنف اور ایک معروف روزنامہ اخبار میں مستقل سلسلہ کے تحت " آپ کے مسائل اور ان کا حل " کے عنوان سے سوالات کا جواب لکھا کرتے تھے۔ اسسے قبل اسی سلسلہ کے علماء میں مولنا محمد یوسف لدھیانوی، مفتی جمیل احمد، مفتی نظام الدین شامزئی سمیت کئی علماء کو دہشت گردی کا نشانہ بنایا جا چکا ہے۔ حکومت علماء کرام خصوصا دیوبند کتب فکر کے علماء کرام کے تحفظ میں مکمل طور پر ناکام ہو چکی ہے واقعہ پر چند ایک بیانات داغ کر حکمران خصوصا وزیر داخلہ اپنی ذمہ داریوں کا بوجھ ہلکا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ دہشت گردی اور قتل و غارت کے واقعات کے بعد اگر حکمرانوں کے اندر ضمیر نام کی کوئی چیز موجود ہوتی تو فوراً استعفیٰ دے کر گھروں کو چلے جاتے۔۔۔۔۔۔ حکمران طبقہ کی طرف سے قومی خزانے سے لاکھوں روپے کی مراعات اور تنخواہیں وصول کرنے کے بعد بھی عوام خصوصا علماء کرام کو دہشت گردوں کے رحم و کرم پر چھوڑ دینا بے حسی کی انتہا نہیں تو اور کیا ہے؟۔۔۔۔۔۔۔ یا اللہ تیرے یہ معصوم بندے کہاں جائیں۔۔۔۔۔۔۔۔ وزیر اعلیٰ سندھ جناب سید قائم علی شاہ کو مولنا عبدالغفور ندیم، مولنا سعید احمد جلال پوری کے واقعات کے ملزمان کو گرفتار کر کے انہیں عبرت ناک سزا سے دوچار کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھنی چاہیئے۔ انہیں یہ بات مدنظر رکھنی چاہیئے ایک عالم کا قتل پورے جہاں کے قتل کے مترادف ہے۔ اگر انہیں نے قاتلوں اور ان کے سرپرستوں کو قرار واقعی سزا نہ دی تو خداوند کریم کے غضب سے بچ نہیں سکیں گے۔

گورنر پنجاب کی بد حواسیاں

گزشتہ روز پنجاب میں دو صوبائی حلقوں کے ضمنی انتخابات کے موقع پر گورنر پنجاب سلمان تاثیر جس طرح پریشان اور بدحواس نظر آئے اس کی مثال پنجاب کے گورنروں کی تاریخ میں ملنا مشکل ہے۔ حلقہ پی پی 82 کی الیکشن کمپین کے دوران مسلم لیگ (ن) کے امیدوار جناب اعظم چیلہ نے اپنی حمائیت کے لئے قائد اہلسنت والجماعت مولنا محمد احمد لدھیانوی سے رابطہ کیا مذکرات کے بعد مولنا محمد احمد لدھیانوی نے بہت بڑے جلوس کی شکل میں وزیر قانون رانا ثناء اللہ کے ساتھ حلقے کا دورہ کیا جس سے مسلم لیگ (ن) کے امیدوار کی کامیابی کے امکانات یقینی ہو گئے۔ مسلم لیگی امیدوار کی الیکشن سے پہلے ہی کامیابی گورنر پنجاب کو برداشت نہ ہو سکی انہوں نے کالعدم تنظیم کے ساتھ وزیر قانون کی ملاقات کا ڈھنڈورا پیٹنا شروع کر دیا۔ لیکن یہ بات بھول گئے کہ اسی کالعدم تنظیم کے بہاولنگر کے سنیئر عہدیدار راؤ جاوید خان کے ساتھ تو وہ خود چند دن پہلے ایک ضمنی الیکشن کے انتخابی جلسہ میں تقریر کر چکے ہیں۔ جس کی رپورٹ ملک کی تمام سیکورٹی ایجنسیوں نے بھی کر دی تھی۔ بدقسمتی سے پیپلز پارٹی کا امیدوار یہ سیٹ بڑی واضح لیڈ کے ساتھ ہار گیا، حالانکہ گورنر پنجاب صاحب بہ نفس نفیس پی پی کے امیدوار کی انتخابی کمپین چلاتے رہے۔ ایک ٹی وی مذاکرے میں جنرل محمد ضیاء الحق شہیدؒ کے صاحبزادے جناب اعجاز الحق نے انکشاف کیا تھا کہ سپاہ صحابہ کے سنئیر راہنما راؤ جاوید خاں کے ساتھ الیکشن سے ایک دن قبل گورنر پنجاب نے گورنر ہاؤس لاہور میں ملاقات کی تھی۔ اپنے سرکاری ہیلی کاپٹر میں راؤ جاوید کو اپنے ساتھ سوار کر کے لاہور سے بہاولنگر لے کر گئے تھے۔ گورنر پنجاب ضمنی الیکشن میں بدترین شکست کے بعد کالعدم تنظیموں کا شوشہ چھوڑ رہے ہیں۔ حالانکہ انہیں یہ بات مدنظر رکھنی چاہئے کہ تحریک نفاذ فقہ جعفریہ بھی سپاہ صحابہ کی طرح کالعدم تنظیم ہے۔ جس کے سربراہ ساجد علی نقوی کے ساتھ پریذیڈنٹ آف پاکستان جناب آصف علی زرداری پریذیڈنٹ ہاؤس میں ملاقات کر چکے ہیں۔ گورنر پنجاب اور پیپلز پارٹی کے عمائدین کو سمجھنا چاہئے کہ مذہبی جماعتوں پر پابندی پرویز مشرف کے کالے قوانین میں سے ہے۔ جس طرح پرویز مشرف کے دیگر احکامات قابل گردن زنی ہو چکے ہیں اسی طرح مذہبی جماعتوں پر پابندی کا قانون بھی آمر کی باقیات کے زمرے میں آتا ہے۔ سپاہ صحابہ کے قائدین دہشت گرد یا دہشت گردوں کے حامی نہیں ہیں بلکہ یہ لوگ سینکڑوں مرتبہ خود دہشت گردی کا شکار ہو چکے ہیں۔ سپاہ صحابہ کے بانی قائد مولنا حق نواز جھنگویؒ سے لے کر علامہ علی شیر حیدریؒ تک جماعت کے پانچ قائدین دو ایم این اے مولنا ایثار القاسمی شہید اور مولنا محمد اعظم طارق شہید بھی دہشت گردوں کا نشانہ بن چکے ہیں اس کے باوجود سپاہ صحابہ پر پابندی کا واویلا کرنا بلا جواز اور پاکستان کے آئین اور قانون سے متصادم ہے۔ گورنر پنجاب جناب سلمان تاثیر کو اپنا غصہ سپاہ صحابہ اور اس کے کارکنوں پر نکالنے کی بجائے اپنی جماعت پیپلز پارٹی کی کارکردگی کا جائزہ لینا چاہئے جنہوں نے دو سال کے عرصہ میں عوام کو ریلیف مہیا کرنے کی بجائے مہنگائی، بے روزگاری، بجلی، آٹا، چینی، کے لئے بھی لمبی قطاروں میں سارا سارا دن کھڑے ہونے پر مجبور کر دیا ہے۔

CamScanner

مولانا ضیاء القاسمیؒ کے گھر جلانے کا افسوسناک واقعہ

فیصل آباد میں گزشتہ کئی سالوں سے اہل تشیع حضرات مسلمانوں کے جذبات مجروح کرنے کی روش سے باز آنے کے لئے تیار نہیں ہیں وہ لوگ جان بوجھ کر ایسے کام کرتے ہیں جس سے عوام کے مذہبی جذبات بھڑک اٹھیں اور فسادات کا ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع ہو جس سے ہمارا پیارا وطن پاکستان عدم استحکام کا شکار ہو جائے اس طرح کا ایک واقعہ غلام محمد آباد فیصل آباد میں سدھو پورہ کے علاقے میں ہوا جہاں اہل تشیع نے ایک منصوبہ بندی کے تحت سیدنا عمر فاروقؓ اور سیدنا امیر معاویہؓ کے دو پتلے بنا کر اپنے امام باڑے کے اندر ان کو جلانے کی قبیح حرکت کا ارتکاب کیا اس کاروائی کا علم اہل محلہ کو ہوا تو انہوں نے اہل تشیع کی اس مذموم حرکت کا نوٹس لیتے ہوئے ملزمان کے خلاف تھانہ غلام محمد آباد میں ایف آئی آر کٹوانے کے لئے باضابطہ درخواست دائر کی۔ مقامی پولیس ملزمان کی گرفتاری کے لئے موقع واردات پر پہنچی تو اہل تشیع نے پولیس پر فائرنگ کر دی اس واقعہ کا علم مولانا محمد ضیاء القاسمیؒ کے صاحبزادے مولانا زاہد قاسمی مدظلہ کو ہوا۔ تو انہوں نے اعلیٰ حکام کو واقعہ کی سنگینی سے آگاہ کرتے ہوئے ملزمان کے خلاف کاروائی کرنے پر زور دیا۔ جس پر مقامی انتظامیہ نے ملزمان کے خلاف اصحاب رسول ﷺ کی توہین کی دفعات کے تحت ایف آئی آر درج کر دی۔۔۔۔۔۔۔۔ اسی رنج کی بنا پر اہل تشیع نے۔ مولانا زاہد قاسمی مدظلہ کے خلاف انتقامی کاروائی کی منصوبہ بندی کر لی۔ اتفاق سے دو دن بعد آنحضور ﷺ کی ولادت باسعادت کا دن تھا۔ اس دن گول جامع مسجد اور جامعہ قاسمیہ کے ارد گرد میلاد النبی کے سلسلہ میں جلوس نکلتے ہیں۔ اہل تشیع نے منصوبہ بندی کے تحت ان جلوسوں میں شامل ہو کر جلوسوں کا رخ جامع گول مسجد جہاں مولانا زاہد قاسمی مدظلہ اور جامعہ قاسمیہ جہاں پر مولانا خالد قاسمی خطبہ جمعہ ارشاد فرماتے ہیں کی طرف موڑنے کی سازش میں کامیاب ہو گئے گول جامع مسجد میں اس وقت مولانا زاہد قاسمی اور ان کے رفقاء موجود تھے۔ وہاں مزاحمت کے بعد جلوس کے شرکاء نے مولانا محمد ضیاء القاسمی کے گھر کی طرف رخ کر لیا۔ حضرت قاسمیؒ کی وفات کے بعد اس گھر کو تین حصوں میں تقسیم کر کے تینوں بیٹوں نے خوبصورت ڈبل سٹوری مکان ایک ہی لائن میں تعمیر کر لئے تھے جہاں پر شرپسند تینوں گھروں کا گھیراؤ کر کے بچوں اور عورتوں کو گھروں سے نکال کر اندر داخل ہو گئے اور لوٹ مار شروع کر دی۔ قیمتی سامان نقدی اور زیورات لوٹ کر تینوں گھروں کو خطرناک کیمیکل پھینک کر آگ لگا دی۔ یہاں پر ویسا ہی کیمیکل استعمال کیا گیا جو اس سے قبل کراچی کے فسادات میں استعمال کیا جاتا رہا ہے۔ یہ کیمیکل اور اس سے جلانے والی آگ اتنی خطرناک تھی کہ دیواروں اور فرش پر لگے ہوئے ماربل بھی ٹوٹ کر اکھڑ چکے تھے۔ گھر کے پنکھے اور گھر کی تمام آہنی تعمیرات پگھل کر رہ گئی تھیں۔ اس کے ساتھ حضرت قاسمیؒ کی پوری زندگی کی جمع کردہ نایاب کتب کا بہت بڑا ذخیرہ جو کہ قریباً سات ہزار کتب پر مشتمل تھا۔ خاکستر ہو کر رہ گیا اس میں سینکڑوں قیمتی اور نایاب قرآن کے نسخے خانہ کعبہ کا غلاف بھی اہل تشیع کی آتش انتقام کا نشانہ بن گیا۔ بلاشبہ یہ افسوس ناک واقعہ جہاں مولانا ضیاء القاسمیؒ کے صاحبزادوں کے لئے انتہائی دکھ، پریشانی اور مصیبت کا باعث بنا وہاں پر پنجاب حکمرانوں کے لئے باعث شرم اور گڈ گورننس کے نام نہاد دعوؤں کی قلعی کھول دینے کے مترادف ہے اس موقع پر بریلوی مکتب فکر

بقیہ صفحہ نمبر 40 پر

درس قرآن

صحابہ کرامؓ سورۃ البقرۃ کے تناظر میں

عبدالمنان معاویہ: الریاض سعودی عرب

قسط اول

صحابہ کرامؓ قدسی صفات جماعت کا مبارک و مقدس لقب ہے۔ صحابہ کرامؓ یارانِ رسول ﷺ کے لقب سے بھی پہچانے جاتے ہیں۔ قرآن کریم صحابہ کرامؓ کو حزب اللہ کے لقب سے یاد کرتا ہے۔

صحابہ کرامؓ ایسی جماعت باصفا باحیا تھی کہ اس جیسی جماعت کسی بھی نبی علیہ السلام یا رسول کو نہیں ملی۔

یہ جماعت خاص اللہ جل وعلا نے اپنے پیارے محبوب حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو دی۔ ان ہی نفوس قدسیہ کی وجہ سے اسلام چہار دانگ عالم میں پھیلا۔

حالات کی ستم ظریفی دیکھئے جن لوگوں نے اپنی جان و مال اور اولاد حفاظت اسلام کے لئے قربان کر دی۔ آج خود ان کا اسلام ہمیں ثابت کرنا پڑتا ہے۔

بہت سے دوست کہتے ہیں کہ برصغیر میں اسلام اولیاء عظامؒ کی وجہ سے پھیلا۔ اس بات میں بھی صداقت ہے لیکن برصغیر میں اسلام کا تعارف اول حضرات صحابہ کرامؓ نے ہی کروایا تھا۔ پاکستان میں پشاور کے قریب صحابہ کرامؓ کی قبور ہیں۔ سندھ میں سکھر کے نزدیک حضرت عمرو بن عبسہؓ کی قبر مبارک ہے۔ سابق ریاست بہاولپور کے نوابوں کی یادگار قلعہ ڈراور کے نزدیک بھی کئی صحابہ کرامؓ کی قبور ہیں۔ آپ دنیا کے جس ملک میں جائیں آپ کو وہاں ضرور صحابہ کرامؓ کی آمد کا تذکرہ یا قبور ملیں گی۔

اشاعت اسلام، صیانت اسلام کا فریضہ سب سے اول صحابہ کرامؓ نے ہی انجام دیا لیکن حالات کی ستم ظریفی ملاحظہ فرمائیے کہ جن لوگوں نے اپنی جان، مال حتیٰ کہ اولاد تک حفاظت اسلام کیلئے قربان کر دی آج خود اُن کا اسلام ہمیں ثابت کرنا پڑتا ہے۔ بہت بدقسمت ہیں وہ لوگ جو صحابہ کرامؓ پر اعتراضات کرتے ہیں اگر اُن لوگوں کا قرآن کریم پر اعتماد ہے تو پورا قرآن ان پاکیزہ مطہر و مزکی نفوس کی عظمت بیان کرتا نظر آتا ہے لیکن بقول شاعر

عقل کے اندھوں کو اُلٹا نظر آتا ہے
مجنوں نظر آتی ہے لیلیٰ نظر آتا ہے

جناب عقل و خرد سے کورے افراد قرآن میں منافقین کے لئے موجود آیات کو صحابہ کرامؓ پر فٹ کر دیتے ہیں اور جو بات صحابہ کرامؓ کی بلندی شان بیان کرتی ہیں اُن سے بالکل خاموشی اختیار کرتے ہیں یہ ایسے ہی ہے کہ بنو اسرائیل میں ہزاروں انبیاء کرام علیہ السلام تشریف لائے اور بنو اسرائیل نے ہزاروں انبیاء کرام علیہ السلام کو شہید بھی کیا اب کوئی عبداللہ بن سبا یہودی کا پیروکار مذمت بنو اسرائیل پر مشتمل آیات بنو اسرائیل میں آنے والے انبیاء کرام پر فٹ کر دے تو ایسے بدبخت کیلئے حضرت علامہ حیدری شہیدؒ نے نسخہ بتایا ہے انہیں صبح و شام جوارش پاپوش کھلائی جائے گی تب یہ سیدھے ہوں گے۔

راویانِ اول صحابہ کرامؓ پر اعتماد ضروری ہے

کہ ان نفوس کا تذکرہ کلام باری تعالیٰ میں اس طرح ہے۔

الم ٥ ذٰلِکَ الْکِتَابُ لَا رَیْبَ فِیْهِ هُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ ٥ (آیت نمبر 2-1)

الم۔ یہ وہ کتاب ہے جس میں کوئی شک نہیں راہ دکھلاتی ہے متقین کو

الم: ان حروف ثلثہ کو حروف مقطعات کہتے ہیں ان کی اصل حقیقت اور مراد اللہ جل شانہٗ یا اس کے آخری نبی رسول معصوم محمد رسول اللہ ﷺ ہی جانتے ہیں۔ ان حروف کے متعلق دو باتیں عرض کی جاتی ہیں۔

پنجگور شہر ہی صحابہ کرامؓ کی قبروں کے نام سے مشہور ہے۔ فارسی میں گور قبر کو کہا جاتا ہے۔ پنج گور یعنی پانچ قبریں۔

اولاً: آغاز سورۃ میں حق تعالیٰ جل مجدہٗ انسان کو اس کا عاجز ہونا اور بے بس ہونا بتلانا چاہتے ہیں کہ اے انسان! احکام الٰہیہ میں سے جس بات کو تمہارا نفس مانتا ہے وہ قبول کرتے ہو اور جس سے انکار کرتا ہے اس کی تاویلیں کرنے لگتے ہو، کبھی معجزات انبیاء علیہ السلام کا انکار کر دیا، کبھی حدیث نبوی ﷺ کا انکار کر دیا، کبھی حیات عیسیٰ علیہ السلام کا انکار، کبھی ختم نبوت کا انکار، کبھی یاران پیغمبر علیہ السلام کی تکفیر اور کبھی اہل بیت رسالت ﷺ کا استہزاء غرض جو تمہارے نفس نے مانا وہ صحیح اور جس سے انکار کیا وہ غلط۔ ہمارا کلام اور ہماری نبی ﷺ کی باتیں غلط۔ اے ناداں! ان حروف ثلثہ کو اگر ہمارا نبی ﷺ نہ بتائے تو ان کی حقیقت تم جان نہیں سکتے۔ بنے پھرتے ہو عقل کل۔ ان حروف کی اصل مراد اللہ جل شانہٗ اور نبی علیہ السلام ہی جانتے ہیں۔

ثانیاً: صحابہ کرامؓ نے اگر دین میں کمی بیشی کی ہوتی تو وہ ان حروف سے متعلق بھی کچھ کہہ دیتے لیکن جملہ صحابہ کرامؓ ان حروف پر خاموش ہیں تو معلوم ہوا وہ دین میں کمی بیشی کے مرتکب ہرگز نہیں ہوئے بلکہ اُن پر تحریف دین کا الزام دھرنے والے اُن کی شخصیات کو مجروح کر کے خود دین میں تبدیلی کرنا چاہتے ہیں۔ اللہ رب العزت دشمنان صحابہ کرامؓ کے شر سے امت مسلمہ کو محفوظ رکھے۔ آمین

ذٰلِکَ الْکِتَابُ لَا رَیْبَ فِیْهِ

"یہ وہ کتاب ہے جس میں شک کوئی نہیں۔"

دشمنان صحابہ اُردو خواں طبقہ میں یہ شکوک و شبہات پھیلانے کی کوششیں کرتے ہیں کہ یار قرآن میں ہے ذٰلِکَ الْکِتَابُ لَا رَیْبَ فِیْهِ جب کہ ذلک اسم اشارہ بعید

ہے۔جس کا ترجمہ ہے "وہ" تو پورا ترجمہ بنے گا وہ کتاب ایسی ہے جس میں شک کوئی نہیں۔ایک شیعہ نے احقر کے سامنے یہی بات کی تو احقر نے عرض کیا۔واقعی ذٰلک اسم اشارہ بعید ہے لیکن صرف سمجھنے کی بات ہے۔یہ ضروری نہیں یہ دور کیلئے ہی بولا جائے، کبھی کبھی قریب والے کیلئے بھی بولا جاتا ہے۔

جس سے اُس قریب کی بڑائی بیان کرنا مقصود ہوتا ہے مثلاً یہ میرا دوست ہے جس کا تعارف میں آپ سے یوں کرواؤں۔

"یہ وہ نوجوان ہے جس نے بڑے بڑے نامور پہلوانوں کو منٹوں میں شکست دی۔"

فرمایئے یہ میرے قریب بیٹھا ہے لیکن لفظ "وہ" سے اس کی بڑائی کی طرف آپ کی توجہ مبذول کرانا مقصود تھی تو قرآن کریم جو سب آسمانی کتب اور صحائف میں افضل ہے اور قیامت تک آنے والی انسانیت کیلئے مکمل دستور حیات ہے تو اس کا تعارف حق تعالیٰ یوں فرما رہے ہوں۔

"یہ وہ کتاب ہے جس میں کوئی شک نہیں۔"

اسلام دشمنوں کی طرف سے خلفاء ثلاثہ کی مخالف قرآن کو مشکوک بنانے کی سازش ہے

دوسری بات یہ ہے کہ قرآن کریم لوح محفوظ میں بھی محفوظ ہے، ہوسکتا ہے "وہ" کہہ کر اس طرف اشارہ کرنا ہو تیسرا احتمال اس لفظ میں بالکل نہیں ہے کہ قرآن غار میں امام غار" اس بات پر منہ بنا کر گویا ہوا کہ یہ جاہلوں کا نظریہ تو ہوسکتا ہے میرا نہیں۔میں نے کہا ٹھیک ہے۔

(یعنی ملا یعقوب کلینی للرازی مصنف اصول کافی، باقر مجلسی اور خمینی تک سب جاہل ہوئے)

عزیزانِ من! بات چل رہی ہے قرآن کریم میں کوئی شک نہیں۔یہ ہر قسم کے شکوک وشبہات سے پاک کتاب ہے اب توجہ فرمایئے کہ اللہ رب العزت اس کی حفاظت اور جمع کرنے سے متعلق کیا فرماتے ہیں۔

سورۃ الحجر میں ارشاد ربانی موجود ہے:

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ۝

(آیت نمبر9 پارہ نمبر14)

"ہم ہی نے اس ذکر (قرآن مجید) کو نازل کیا اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔"

تو قرآن مجید کی حفاظت کا ذمہ حق تعالیٰ نے لے لیا لیکن اس کی حفاظت کیلئے کیا طریقہ اختیار کیا گیا۔قرآن کریم میں سورۃ القیامہ میں حق جل مجدہٗ فرماتے ہیں:

اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ

(آیت نمبر17 پارہ نمبر29)

"اس کا جمع کرنا اور (آپ ﷺ کی زبان مبارک سے) پڑھوانا ہمارے ذمہ ہے۔"

قرآن مجید کی حفاظت کا ذمہ بھی حق تعالیٰ کا ہے اور اس کے جمع کرنے کا ذمہ بھی حق تعالیٰ کا ہے لیکن یہاں اس بات کو ذہن میں رکھیں کہ کبھی کبھی کسی چیز کا امرٗ حق تعالیٰ خود دیتے ہیں۔

اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَيْـًٔا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ

(سورۃ یٰسین آیت نمبر82 پارہ نمبر23)

"وہ جب کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے اسے اتنا فرما دینا (کافی ہے) کہ ہو جا، وہ اسی وقت ہو جاتی ہے۔"

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو نمرود نے آگ میں ڈالا ،اب آگ کو ڈائریکٹ حکم ربانی ملتا ہے:

قُلْنَا يٰنَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓي اِبْرٰهِيْمَ

(سورۃ الانبیاء آیت نمبر49 پارہ نمبر17)

"ہم نے فرما دیا اے آگ! تو ٹھنڈی ہو جا اور ابراہیم کیلئے سلامتی (اور آرام کی چیز) بن جا۔"

تو یہاں حق جل مجدہٗ سیدھا خطاب آگ سے فرماتے ہیں اور پھر کفار نے دیکھا کہ وہ نار ابراہیم کے لئے گل گلزار بن جاتی ہے لیکن کبھی کبھی حق تعالیٰ کام فرشتوں سے یا دوسری مخلوق سے لیتے ہیں لیکن اس کام میں مشیت الٰہی ہوتی ہے اور جس سے حق تعالیٰ کام لے لیں اس کے لئے بڑے اعزاز کی بات ہے۔

یہ رتبہ بلند جسے ملا اسے ملا
ہر مدعی کے واسطے دار و رسن کہاں

سورۃ الفیل میں اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحٰبِ الْفِيْلِ

(آیت نمبر1 پارہ نمبر30)

"کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ آپ کے رب نے ہاتھی والوں کے ساتھ کیا کیا۔"

یعنی ہاتھی والوں کے ساتھ جو ہوا وہ مشیت الٰہی سے ہوا۔آگے ارشاد ربانی ہے۔

وَّاَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيْرًا اَبَابِيْلَ

(آیت نمبر3 پارہ نمبر30)

اور ان پر پرندوں کے پرندے بھیج دیئے۔

تَرْمِيْهِمْ بِحِجَارَةٍ مِّنْ سِجِّيْلٍ

(آیت نمبر4 پارہ نمبر30)

"جو انہیں مٹی اور پتھر کی کنکریاں مارتے تھے۔"

درج بالا آیات کریمہ سے پتہ چلا کہ حق جل مجدہٗ خود ارادہ فرماتے ہیں کسی کام کے کرنے کا اور حکم دیتے ہیں وہ ہو جاتا ہے اور کبھی دوسرے کے ذریعے سے اس کام کی تکمیل کروا دی جاتی ہے اب قرآن کریم کے بارے میں حق تعالیٰ فرماتے ہیں۔

"اس کا جمع کرنا اور آپ کو پڑھوانا ہمارے ذمہ ہے۔"

اب آپ ﷺ کو حق تعالیٰ نے پڑھا دیا لیکن قرآن جمع کرنے کا کام حضرت فاروق اعظمؓ اور حضرت صدیق اکبرؓ سے لیا اور یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ یہ قرآن کریم جو اس وقت ہمارے ہاتھوں میں موجود ہے یہ حضرت صحابہ کرامؓ خصوصاً مشورہ محدث من اللہ مراد مصطفیٰ داماد خلیفہ بلافصل بالتحقیق افضل البشر بعد الانبیاء یار غار واعزاز حضرت سیدنا مولانا صدیق اکبرؓ نے دیا اور یہ قرآن ترتیب رسولی پر جمع کیا گیا اور پھر لغت قریش پر اسے مرتب کروا کر تمام بلاد اسلامیہ میں بھیجنے والے داماد مصطفیٰ باحیا باصفا حضرت سیدنا مولانا عثمان ذوالنورینؓ ہیں تو قرآن کا جمع اور حفاظت کا ذمہ حق تعالیٰ کا ہے۔

لیکن حق تعالیٰ نے یہ کام لیا حضرت صدیق اکبرؓ، حضرت فاروق اعظمؓ، حضرت عثمان ذوالنورینؓ سے۔تو یہ فضل خاص خداوندی ہے حضرت خلفاء ثلاثہؓ پر۔

لیکن اگر کوئی شخص ان حضرات کی تکفیر کرے تو سمجھ لیں وہ دراصل کلام باری تعالیٰ کو مشکوک بنانا چاہتے ہیں اس لئے اس مقدمہ کے گواہوں کو مجروح کر رہا ہے تاکہ مقدمہ خود بخود مجروح ہو جائے۔تو لازمی امر ہے کہ راویان اول حضرات صحابہ کرامؓ پر اعتماد کیا جائے اور یہودی ذریت کے پروپیگنڈے سے خود بھی بچا جائے اور دوسرے مسلمانوں کو بھی ان کے غلط پروپیگنڈوں سے بچانے کی کوشش کی جائے۔

"صحابہ کرامؓ متقین بالیقین ہیں۔"

آگے اللہ جل شانہٗ فرماتے ہیں:

هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ

یعنی "اس قرآن میں ہدایت ہے متقین کیلئے۔"

متقی کسے کہتے ہیں یہ جاننا بہت ضروری ہے اور یہ جانے بغیر مسئلہ حل نہیں ہوگا آسان لغات قرآن میں ہے کہ متقین اللہ سے ڈرنے والے (اسم فاعل جمع مذکر حاضر) متقی اللہ سے ڈرنے والے کو کہا جاتا ہے تو آیت کا مفہوم یوں ہوا "ہدایت ہے اللہ سے ڈرنے والوں کیلئے۔"

منکرین حدیث کا مغالطہ اور اس کا جواب:

ویسے تو برصغیر میں انکارِ حدیث وانکار معجزات کا آغاز سرسید احمد خان کی ذات سے ہوا لیکن بعد میں آنے والوں نے پہلوں کو اچھا کہلوا دیا مثلاً عبداللہ چکڑالوی، غلام احمد

پرویز، اسلم جراج پوری وغیرہ۔ اس محاذ پر ان سب سے زیادہ کام چوہدری غلام احمد پرویز نے کیا۔ الحمد للہ امت کے جلیل القدر علماء نے اس کے اعتراضات کے جوابات محققانہ، اسکالرانہ طریق سے دیئے ہیں۔ اس کی تاویلات کو فضا میں بکھیر کر رکھ دیا اس آیت کے ذیل میں پرویز صاحب کا فرمان بھی ملاحظہ فرمالیجئے۔

چوہدری غلام احمد پرویز فرماتے ہیں:

''متقین تو پہلے ہی ہدایت پہ ہوتا ہے اسے ہدایت کی کیا ضرورت ہے، ضرورت تو اسے ہے جو ہدایت یافتہ نہیں۔''

ہم اس کے جواب میں صرف یہ عرض کرتے ہیں کہ جو ہدایت کا طالب ہوگا ہدایت اسی ہی کو ملتی ہے اور متقی جو اللہ سے ڈرنے والا ہوتا ہے اور لازمی بات ہے جو اللہ سے ڈرے گا وہی اس کے جملہ احکام امر ونہی پر پورا اترنے کی کوشش کرے گا اور احکام الٰہیہ کو اسی طریقے کے مطابق کرے گا جیسے اس کا نبی آخر الزماں ﷺ بتا گئے، تو ہدایت اسے ہی ملے گی لیکن جس کے دل میں خوف خدا نہیں ہوگا وہ قرآن کریم پڑھ بھی لے تو اس کی من گھڑت تاویلیں کرتا رہے گا۔ مشرکین نے نجانے کتنی بار قرآن کریم پڑھا بلکہ اس کی تفاسیر پر اس کے احکام پر اوامر نہی پر ان کی نظر ہوگی لیکن کیا انہیں ہدایت نصیب ہوئی؟

ہدایت کس کے لئے:

سورہ نمل میں ارشاد باری تعالیٰ موجود ہے:

هُدًى وَّ بُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ

(آیت نمبر 2 پارہ نمبر 19)

ہدایت اور بشارت (خوش خبری) مومنین کے لئے ہے۔

یہ آیت مبارکہ تو واضح بتلا رہی ہے کہ ہدایت ایمان والوں کے لئے ہے ایمان والے کون ہیں آگے اس کا بھی ذکر فرمادیا گیا۔

اَلَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ○

(آیت نمبر 3 پارہ نمبر 19 سورہ نمل)

''جو لوگ نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔''

ہاں یہ لوگ ہی مومن ہیں اپنے آپ کو مومنین کہلوانے سے کوئی مومن نہیں بنتا اگر سارے خنزیر حرام جانور مل کر اسلام آباد کا ویسے ہی گھیراؤ کریں جیسے پہلے کیا گیا کہ آج سے ہمیں بکرے صاحبان کہا کرو تو بھی کوئی عاقل بصارت والا انہیں کہے گا کیوں۔ حلال۔ حلال ہے، حرام، حرام ہے۔ ظلمت سیاہ کپڑوں میں ملبوس ہوتی ہے اور نور سفیدی رنگ کے ساتھ جلوہ افروز ہوتا ہے۔ ظلمت اور نور میں فرق ہے

عزیزانِ من! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ جو بھی طالب ہدایت ہوگا اسے قرآن کریم سے ہدایت ضرور ملے گی اور جو ہدایت یافتہ بننے کی سعی ہی نہیں کرتے وہ کس طرح ہدایت کی راہ کا راہی بنے گا۔

سورہ نمل میں ہی دوسری جگہ ارشاد باری تعالیٰ موجود ہے:

وَ اِنَّهٗ لَهُدًى وَّ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ

(آیت نمبر 77 پارہ نمبر 20)

''اور بے شک قرآن ہدایت اور رحمت ہے مومنین کیلئے۔''

دیکھئے یہاں بھی یہی ذکر فرمایا کہ ہدایت اور رحمت مومنین کیلئے ہے۔ سورہ نعمان میں حق تعالیٰ کا ارشاد ہے:

هُدًى وَّ رَحْمَةً لِّلْمُحْسِنِيْنَ (آیت نمبر 3)

''ہدایت اور رحمت محسنین کے لئے ہے (محسنین یعنی نیک لوگ)

عزیزان من! قرآن کریم میں بے شمار مواقع پر واضح طور پر یہ بیان کیا گیا ہے جو ہم اوپر بیان کر آئے، قرآن کریم سارے جہان کیلئے دستور حیات ہے جس طرح حضور نبی ﷺ قیامت تک آنے والی انسانیت کیلئے رسول ہیں اسی طرح تمام انسان اگر ہدایت ابدی پانے کی خواہش رکھتے ہوں تو وہ قرآن کریم مع سنت نبویہ ﷺ میں موجود ہے۔ قرآن کریم اور سنت نبویہ ﷺ میں انسانیت کے عروج کا راز ہے انسانی زندگی کے درپیش مسائل صرف قرآن میں مذکور نہیں بلکہ قرآن کریم اور سنت نبویہ میں موجود ہیں لیکن بات وہی ہے جو پہلے عرض کی جا چکی ہے کہ جو خوف خدا خشیت الٰہی دل میں رکھ کر ان دونوں سے رہنمائی پائے گا وہی منزل مقصود پائے گا اور جس کے پڑھنے کا مقصد ہی بد ہو وہ کیا ہدایت حاصل کرے گا؟

دورِ حاضر کی ایک زندہ مثال:

دشمنانِ صحابہؓ کے بڑوں نے اسی قرآن کریم کی 80,80 جلدوں میں تفسیریں لکھیں ہیں حالانکہ ان کے ہاں صحیح اور درجہ تواتر سے یہ روایات ائمہ معصومین سے منقول ہیں کہ موجودہ قرآن صحیح نہیں بلکہ اصل قرآن کریم کی سترہ ہزار آیات ہیں جو حضرت علیؓ نے مرتب کیا۔ صحابہ کرامؓ کے سامنے پیش کیا تو انہوں نے ٹھکرا دیا پھر انہوں نے وہ قرآن حضرت حسنؓ کو دیا انہوں نے حضرت حسینؓ کو انہوں نے سیدنا زین العابدین کو انہوں نے محمد باقر کو انہوں نے جعفر صادق کو انہوں نے موسیٰ کاظم کو انہوں نے علی رضا کو انہوں نے جواد تقیؒ کو انہوں نے معاد نقیؒ کو انہوں نے حسن عسکریؒ کو انہوں نے اسے دیا جس کے متعلق مؤرخین کا اتفاق ہے کہ پیدا نہیں ہوا اور حضرت حسن عسکریؒ لاولد فوت ہوئے لیکن ان کے عقیدہ کے مطابق بات چل رہی ہے) محمد مہدیؒ کو اور وہ چار سال یا چھ سال کی عمر میں چلے گئے غار میں اب امام بھی غار میں اور قرآن بھی غار میں۔

مولوی ظفر حسن امروہی "عقائد الشیعہ" میں لکھتا ہے۔ ہمارا عقیدہ ہے کہ قرآن موافق تنزیل حضرت علی علیہ السلام نے جمع کیا تھا۔ وہ نسل در نسل ہمارے آئمہ کے پاس محفوظ رہا اب وہ ہمارے بارھویں امام کے پاس ہے۔

فرقہ سبائیہ کے ادیب اعظم اور مترجم کتاب اصول کافی وفروع کافی مولانا ظفر حسن امروہوی لکھتے ہیں:

''ہمارا عقیدہ ہے کہ جو قرآن موافق تنزیل حضرت علیؓ نے جمع کیا تھا وہ نسلاً بعد نسل ہمارے ائمہ کے پاس محفوظ رہا اور اب وہ ہمارے بارھویں امام کے پاس ہے۔''

(عقائد الشیعہ صفحہ 32 بحوالہ عبقات جلد 1 صفحہ 57)

وہ قرآن کریم جو امت مسلمہ کی رہنمائی کے واسطے اللہ نے نازل فرمایا وہ ہے غار میں سے گلشن کا خدا حافظ!!

تو عرض یہ کر رہا تھا جس قرآن کی تحریف کے قائل ہیں یہ لوگ (اصول کافی باب فضل القرآن میں واضح روایت موجود ہے کہ اصل قرآن کی سترہ ہزار آیات تھیں) اسی کی فلسفیانہ طرز پر تفاسیر لکھ ڈالیں لیکن ہدایت نصیب نہیں ہوئی اسی فرقے سے حضرت علامہ السید امیر رضا شاہ قمی مدظلہ، ہیں جو قرآن کریم پڑھ کر مسلمان ہوئے تو معلوم ہوا ہدایت سبھوں کو نہیں ملتی بلکہ جو ہدایت کا متلاشی ہو اسے ہی ملتی ہے۔

اب ہم اس پہلے والے موضوع کی طرف لوٹتے ہیں کہ صحابہ کرامؓ متقین بالیقین ہیں۔

ملاحظہ فرمایئے۔ سورۃ الزمر میں ارشاد ربانی ہے:

وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ (آیت نمبر33 پارہ نمبر24)

''جو سچے دین کو لایا اور جس نے اس کی تصدیق کی یہی لوگ اللہ سے ڈرنے والے ہیں۔''

مفسرین فرماتے ہیں جو سچے دین کو لایا، اس سے مراد حضرت خاتم النبیین والمعصومین ﷺ ہیں اور جس نے تصدیق کی اس سے مراد حضرت ابوبکر صدیقؓ ہیں۔

اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ۔ میں جملہ صحابہ کرامؓ ہیں کیونکہ سب سے پہلے انہی لوگوں نے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ خاتم النبیین والمعصومین ﷺ کا کلمہ پڑھا اور آنجناب ﷺ کی تصدیق کی۔

اس آیت کریمہ نے واضح طور پر صحابہ کرامؓ کے متقین ہونے کا اعلان فرمایا آگے ملاحظہ فرمایئے سورۃ التوبہ میں ارشاد ربانی ہے۔

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِیْنَ (آیت نمبر36 پارہ نمبر10)

''اور علم رکھو کہ اللہ متقین کے ساتھ ہے۔''

اللہ کا متقین کے ساتھ ہونا تو ثابت ہوا تو کیا اللہ صحابہ کرامؓ کے ساتھ تھا۔ ملاحظہ فرمایئے سورۃ آل عمران کی آیت مبارکہ صحابہ کرامؓ کے ساتھ خدائی نصرت کا واضح اعلان کرتی ہے۔

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ .....الخ

''جنگ بدر میں عین موقع پر حق تعالیٰ نے تمہاری نصرت فرمائی جب تم شکست کے بالکل قریب تھے۔''

حق تعالیٰ جل مجدہٗ کا صحابہ کرامؓ کے ساتھ ہونے پر اس سے بڑا کیا ثبوت چاہیئے۔

حضرت سیدنا ومولانا صدیق اکبرؓ سید المتقین ہیں

حضرت سیدنا ومولانا صدیق اکبرؓ یہاں بھی جملہ صحابہ کرامؓ پر سبقت لے گئے، تمامی صحابہ کرامؓ کے ساتھ خداوندی نصرت کا ہونا قرآن کریم سے ثابت ہے لیکن کسی فرد واحد کی بات نہیں دیکھیئے۔ حضرت سیدنا ومولانا صدیق اکبرؓ کا یہ خصوصی امتیاز ہے کہ آپؓ اور حضرت خاتم النبیین علیہ ﷺ کے ساتھ اللہ کا ہونا بھی قرآن سے ثابت ہے۔ سورۃ التوبہ میں ہے: اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا.....الخ (آیت نمبر40 پارہ نمبر10)

''جب وہ اپنے ساتھی سے فرما رہے ہیں کہ (میرا) غم نہ کر اللہ ہم دونوں کے ساتھ ہے۔''

(حزن۔ غم دوسرے کی خاطر لاحق ہوتا ہے اور تخف خوف اپنی جان کا ہوتا ہے۔ از معاویہ عفی عنہ)

پس ہم علی وجہ البصیرت کہتے ہیں کہ حضرت سیدنا ومولانا صدیق اکبرؓ سید المتقین ہیں۔

عزیزان من! قرآن کریم سے ہی ثابت ہوا کہ اول متقین حضرات صحابہ کرامؓ ہیں لیکن یہ بھی ملاحظہ فرمایئے کہ متقین کا آخرت میں ٹھکانہ کہاں ہوگا۔ سورۃ الطور میں ہے

اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ جَنّٰتٍ وَّنَعِیْمٍ (آیت نمبر17 پارہ نمبر27)

''بے شک اللہ سے ڈرنے والے جنت میں اس کی نعمتوں میں ہیں۔''

تو صحابہ کرامؓ متقین ہیں اور صحابہ کرامؓ جنت میں اس کی نعمتوں میں رہیں گے لیکن جو لوگ حضرات صحابہ کرامؓ پر طعن وتشنیع اور گالی گلوچ کرنے کو جزو ایمان سمجھتے ہیں اور ان نفوس قدسیہ کی تکفیر کرتے ہیں وہ کہاں ہوں گے؟

سورۃ الحشر میں ہے:

لَا یَسْتَوِیٓ اَصْحٰبُ النَّارِ وَاَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ○ (آیت نمبر20 پارہ نمبر28)

''اہل نار اور اہل جنت برابر نہیں جو اصحاب الجنۃ ہے وہی کامیاب ہیں۔''

تو پتہ چلا کہ صحابہ کرامؓ جنت میں ہوں گے تو ان کے دشمن جہنم میں ہوں گے۔ اللہ رب العزت قرآن کریم کی صحیح سمجھ عطا فرمائے اور دشمنان صحابہ یعنی یہودی ذریت کے شر سے تمام مسلمانوں کو محفوظ رکھے (آمین)

اللّٰھم انی اعوذ بک فتنة السبائية

الملعونة

﴿ارشاد خداوندی! صحابہ کرامؓ جنت اور اس کی نعمتوں میں رہیں گے لیکن جو لوگ ان پر طعن وتشنیع کو ایمان کا حصہ سمجھتے ہیں ان کا ٹھکانہ کیا ہوگا۔﴾ جاری ہے

نظام خلافت راشدہ میں اشتہار شائع کروا کر ناموس صحابہؓ کے تحفظ کی تحریک میں شامل ہو جائیں

پیغامِ شہداء

انسانی تاریخ میں چشم فلک نے ایسی جماعت دیکھی ہے.....؟ جس کے قائدین

مولانا حق نواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ (بانی سرپرست)
شہادت 22 فروری 1990ء جھنگ

مولانا ایثار القاسمی شہید رحمۃ اللہ علیہ (نائب سرپرست، ایم این اے)
شہادت 10 جنوری 1991ء جھنگ سٹی

علامہ ضیاء الرحمان فاروقی رحمۃ اللہ علیہ (سرپرست)
شہادت 18 جنوری 1997ء سیشن کورٹ لاہور

مولانا محمد اعظم طارق شہید رحمۃ اللہ علیہ (صدر، ایم این اے)
شہادت 6 اکتوبر 2003 پارلیمنٹ ہاؤس کی طرف جاتے ہوئے۔

ہزاروں کارکنوں کو ایک نظریہ، مشن اور مقصد کی پاداش میں انتہائی بیدردی کے ساتھ شہید کر دیا گیا۔ یہ تمام قائدین اور کارکن تو اپنے رب کے ہاں پہنچ گئے۔ لیکن ان کا نظریہ، مشن اور مقصد ایک پیغام کی صورت میں ماہنامہ نظام خلافت راشدہ کے نام سے بفضلہ تعالیٰ ہر ماہ آپ کے پاس پہنچے گا۔

آپ نے کبھی غور کیا.....؟

کہ یہ پیغام پوری دنیا تک کیسے پہنچے گا؟ کیونکہ ابھی تک یہ پیغام صرف دیوبند کتب فکر کے 9 ہزار مدارس کے 50 ہزار اساتذہ کے پاس بھی نہیں پہنچ رہا۔

☆ پاکستان کے تقریباً 2 لاکھ سکولوں کے 10 لاکھ اساتذہ کو اس پیغام کا پتہ تک نہیں ہے۔

☆ بیوروکریسی کے 50 ہزار اہلکار اس پیغام سے لاعلم ہیں پاکستان کے قومی، صوبائی اور سینٹ کے 1 ہزار سے زائد ممبران کے پاس بھی یہ پیغام نہیں پہنچا ہوگا۔

اس کے علاوہ الیکٹرانک / پرنٹ میڈیا اس کی افادیت سے محروم ہے۔ آپ جاگیردار ہیں یا کسان، استاد ہیں یا طالب علم آپ سرمایہ دار ہیں یا مزدور عالم ہیں یا عام مسلمان۔ اگر آپ چاہتے ہیں یہ پیغام پوری دنیا میں عام ہو جائے تو پھر اٹھیے اور عہد کیجیے کہ

''میں شہداء کا یہ پیغام ہر گھر تک پہنچانے میں آپ کا معاون بننا چاہتا ہوں''

ایڈیٹر: نظامِ خلافت راشدہ
خیر پور سندھ

ہم نے ملک کو فرقہ واریت کی آگ سے بچانے کا عزم کر رکھا ہے

امیر عزیمت بانی سپاہِ صحابہ پاکستان مولانا حق نواز جھنگوی شہیدؒ کی شہادت کے دن کے موقع پر خصوصی تحریر

مولانا محمد احمد لدھیانوی صدر اہلسنت والجماعت پاکستان

رب تعالیٰ نے جہاں چاند ستاروں اور مختلف انواع سے آسمان کو زینت بخشی اسی طرح اہل حق علمائے کرام سے زمین کو زینت بخشی۔ یہی وہ لوگ ہیں جو انبیاء علیہم السلام کے وارث کہلاتے ہیں، ہر دور میں ایسے اہل علم و تقویٰ اور اہل حق علمائے کرام پیدا ہوئے ہیں جنہوں نے ظلمتوں سے بھرے معاشرے میں حق کی شمع روشن کر کے نور بصیرت کو عام کیا ہے، ان برگزیدہ شخصیات میں سے ایک خوبصورت نام امیر عزیمت حضرت مولانا حق نواز جھنگوی شہیدؒ کا بھی ہے مولانا جھنگوی ایک فرد کا نام نہیں بلکہ ایک لازوال تحریک کا نام ہے جو کبھی بھی ختم نہیں ہوگی اور اس کا کردار ہمیشہ جاری و ساری رہے گا، وہ بیک وقت اہل سنت کی تمام جماعتوں اور تنظیموں کے ایک قابل فخر راہنما تھے، اسلام کی مجسم تصویر ہونے کے ساتھ انکی زندگی کا ہر عمل اخلاص وللٰہیت سے بھرا ہوا تھا یہی وجہ ہے کہ محبوب حقیقی نے مولانا جھنگوی کی ذات کو محبوبیت کا محور بنا دیا، انکی ذات ایک انجمن تھی اور میدان عزیمت میں اپنی مثال آپ تھے۔ بائیس سال کے مطالعہ اور تحقیق کے بعد انہوں نے ایک اسلام دشمن گروہ کیخلاف آواز بلند کر کے اور اپنی تحریک کا آغاز کیا، جس مشن کو انہوں نے محلہ کی انجمن سے شروع کیا تھا وہ انجمن آج پوری دنیا کی آواز بن چکی ہے اور ہزارہا کوششوں کے باوجود وہ آواز دبنے کا نام نہیں لیتی، انکی زندگی انتہائی مختصر تھی مگر انہوں نے اپنی زندگی میں جو کام کیا ہے انکی زندگی سے کئی گنا بڑا نظر آتا ہے۔ انہوں نے رخصت کے راستے موجود ہونے کے باوجود عزیمت کے راستے کو چنا اور پھر اس راستے میں جتنے کیل کانٹے بچھائے گئے تھے وہ ان سب کیل کانٹوں کو اپنے پاؤں کے تلووں سے روندتے ہوئے اپنے قدم بڑھاتے چلے گئے۔ انہوں نے جس بات کو حق سمجھا حدیث نبوی کو مدنظر رکھتے ہوئے شدید ترین مخالفتوں اور بہت زیادہ رکاوٹوں کے باوجود اس پر ڈٹ گئے۔

امیر عزیمت حضرت مولانا حق نواز جھنگوی شہیدؒ آسمان خطابت کے مہر منیر تھے۔ عوام میں انتہائی مقبول مترنم انداز خطابت کو چھوڑ کر انہوں نے ایک نیا انداز اپنایا اور پھر اس انداز میں گفتگو کرنے والے اتنے لوگ پاکستان میں پیدا ہوئے کہ مولانا جھنگوی اپنے انداز خطابت میں امامت و سیادت کے درجہ پر فائز نظر آتے ہیں۔ وہ جس اسٹیج پر اور جس موضوع پر چاہتے علی وجہ البصیرت بولتے، نہ صرف بولتے بلکہ بولنے کا حق ادا کر دیتے وہ بولتے تو انکی تقریر و بیان میں کسی قسم کا حشو و زائد نہ ہوتا ایسا لگتا جیسے وہ تول تول کر بول رہے ہوں، انکی تقاریر میں آج بھی وہی اثر موجود ہے سننے والا نیا احساس زندگی محسوس کرتا ہے، انکے بیان کا تسلسل الفاظ کی ترتیب، موضوع کی اہمیت اور انکی خود اعتمادی انہیں امیر مجلس بنا دیتی ہے، وہ جہاں جاتے چھا جاتے وہ ہر جگہ ممتاز و نمایاں نظر آتے، انکا قول و قرار حجت و سند کا درجہ رکھتا تھا۔ وہ اپنی بات کو دلائل و براہین اور شواہد و قرائن سے اس طرح مبرہن کرتے جیسے انہوں نے پوری زندگی اس موضوع پر تیاری کی ہو۔ وہ علمائے دیوبند کی نسبتوں کے امین اور دینی فکر و معیار کا ایک روشن مینار تھے۔ انہیں دیکھ کر اسلاف کے اخلاص وللٰہیت، تصلب فی الدین اور دینی غیرت و حمیت کا پتہ چلتا تھا۔ وہ صرف چراغ ہی نہیں گوہر شب چراغ تھے۔ ایمان و یقین، تسلیم و رضا اور صبر و استقامت کے پیکر تھے۔ ان میں شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ جیسی حکمت و بصیرت اور شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ جیسا مجاہدانہ بانکپن موجود تھا۔ وہ صحیح معنوں میں اہل حق کا وقار اور عزیمت کے کوہ گراں تھے۔ انہیں بلا تامل اخلاص و ایثار اور زہد و قناعت میں اسلاف کا نمونہ اور جانشین قرار دیا جا سکتا ہے۔ اسلاف کے اس جانشین اور اس گوہر شب چراغ کو 22 فروری 1990ء کو اپنے ہی گھر کی دہلیز پر گولیوں سے چھلنی کر کے شہید کر دیا گیا۔ یہ وہ پہلا سانحہ تھا جس سے پاکستان میں علماء کرام کے قتل عام کا آغاز ہوا اور پھر یہ سلسلہ اتنا پھیلا کہ تھمنے کا نام نہیں لے رہا ہے۔ اگر مولانا جھنگوی شہیدؒ کے سانحہ پر ہی قاتلوں کو انکے انجام تک پہنچا دیا جاتا تو یہ سلسلہ دراز نہ ہوتا۔ ہماری آدھی درجن قیادت جن میں زیادہ تر ملک کے جید علماء کرام شامل تھے اور دو ہزار سے زائد کارکن جن میں کئی علماء و حفاظ اور قراء موجود تھے، قتل و خونریزی کی بھینٹ چڑھ گئے۔ اس کے علاوہ بہت سارے علماء و مشائخ جن میں مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ، مولانا حبیب اللہ مختارؒ، مولانا عبداللہ خانؒ، مولانا نظام الدین شامزئیؒ، مولانا جمیل خانؒ، مفتی عتیق الرحمٰنؒ اور دیگر علماء کرام، اسلام اور پاکستان کے دشمنوں کی گولیوں کا نشانہ بن چکے ہیں۔ ہم نے ملک کو فرقہ واریت کی آگ سے بچانے کا عزم کر رکھا ہے۔ آج بھی وقت ہے کہ ملک کو اس آگ سے بچایا جائے اور فریقین کو بٹھا کر کوئی ایسا متفقہ لائحہ عمل طے کروایا جائے جس سے مذہبی فسادات کا خاتمہ ہو سکے۔

> **مولانا حق نواز جھنگوی شہیدؒ آسمانِ خطابت کے مہر منیر تھے جنہوں نے عوام میں انتہائی مقبول مترنم اندازِ خطابت چھوڑ کر ایک نیا انداز متعارف کروایا جس کے ذریعے زبان سے ادا ہونے والا ہر لفظ براہ راست دل پر اثر کرتا ہے۔**

دنیا بھر میں امریکی نیو ورلڈ آرڈر کے خاتمے اور غلبہ اسلام کی جدوجہد کے بنیادی اصول

خلافت کے عالمی نصب العین کی دعوت

المعروف

خلافت ورلڈ آرڈر

یہ کتاب 12 سال قبل اسیری کے دوران
کوٹ لکھپت جیل لاہور میں تحریر کی گئی تھی
اس وقت لکھی گئی باتیں آج سچ ثابت ہو رہی ہیں

تالیف

شہید ملت اسلامیہ علامہ فاروقی شہیدؒ

- 50 سال مسلمانوں کی کیفیت غلامی
- عالمی تباہی سے بچنے کا واحد حل
- دنیا بھر کے مسلمان ممالک کی سیاسی وجغرافیائی حالت
- مسلمانوں کے قدرتی وسائل اور عالمی اثرات
- امریکہ کا نیو ورلڈ آرڈر......اس کی حیثیت
- پوری دنیا پر دفاعی تسلط کی امریکی کوشش
- مسلمانوں کی قیادت اور جدید چیلنجوں کا جواب
- خلافت ورلڈ آرڈر دور حاضر کا حقیقی تقاضا
- اب منافقت ختم ہونی چاہیے
- امریکی نیو ورلڈ آرڈر اور یہودی منصوبہ
- دنیا بھر کی مسلمانوں کی مظلومیت
- براعظم ایشیاء وافریقہ میں انگریزی بالادستی
- دنیا بھر میں مذہبی انقلاب کا آغاز ہو چکا ہے؟
- عزیمت اور رخصت کی تقسیم اور اسلام کی نوید
- خلافت کی بنیاد پر اسلامی دعوت کا طریقہ کار
- غلبہ اسلام صرف خلافت کے ذریعے ممکن ہے
- خلافت ورلڈ آرڈر اور مسلمانوں کی ذمہ داری
- اسلامی ملکوں میں ایران اور شام کی حیثیت
- بیسویں صدی کے آغاز سے اسلام ختم کرنے کی یہودی سازش
- عالمگیر بھلائی اور نیکی کے فروغ کا حکم

اعلیٰ کتابت | خوبصورت طباعت | صفحات 208 | ہدیہ-/125

کتاب چھپ چکی ہے
آج ہی اپنے قریبی بکسٹال
041-3420396 سے طلب فرمائیں

ناشر اشاعت المعارف سمندری فیصل آباد پاکستان

تاجدارِ رسالت مقصودِ کائنات خاتم المعصومین آنحضور ﷺ کی ولادت باسعادت کا مہینہ (ربیع الاول)

پہلی بہار

محمد اشرف ساجد شہینہ والوی

دنیائے انسانیت تاریکی میں ڈوبی ہوئی تھی، ہر طرف ظلم و بربریت کا دور دورہ تھا، عرب ہو یا عجم ہر طرف تہذیب و تمدن کی شمعیں بجھ چکی تھیں، انسان درندہ تھا، جو جہاں کا حکمران تھا وہ اس خطہ کا (نعوذ باللہ) خدا بنا ہوا تھا۔ عرب کی حالت انتہائی خراب تھی، جہالت کا دور دورہ تھا، عرب زنا کاری و بدکاری پہ فخر کیا کرتے اور اس کی بذریعہ اشعار تشہیر کرتے تھے، شراب کے نشہ میں مست ہو کر جو لغویات منہ سے نکلتے ان پہ بعد میں شرمندہ ہونے کی بجائے خوشی کا اظہار کرتے، لونڈیوں کے ناچ گانے اور زنا کاری کی آمدنی اس کے آقا کیلئے سب سے بہترین آمدنی سمجھی جاتی، قمار بازی نہایت ہی پسندیدہ فعل نامور لوگ اپنے گھروں کو قمار خانہ بنانا امتیاز سمجھتے، عیال اور تصوراتی خداؤں کی عجیب وغریب صورتوں اور ڈیزائنوں کو بُت کی شکل میں نصب کیا جاتا اور اس کی پوجا ہوتی حتیٰ کہ خانہ کعبہ میں تین سو ساٹھ بت رکھ کر خانہ کعبہ کو بت خانہ بنایا ہوا تھا اور مرد و زن اس کا ننگا طواف کرتے، کھیتی باڑی اور دیگر ذرائع سے آمدن کا بہترین حصہ ان خود ساختہ خداؤں کی نذر کیا جاتا، قحط سالی میں شدت بھوک و پیاس کے وقت، زندہ جانوروں کا خون پی لیتے، زندہ جانوروں کی کھال اتار لیتے، زندہ جانوروں کا گوشت کاٹ کر کھا لیتے، جانوروں کی آوازوں سے شگون لینا، ٹوٹکے منتر کو حق ماننا، انتقام، بغض، کینہ اور حسد کو بہت اچھا سمجھا جاتا، اپنے قبیلے کے علاوہ دوسروں کو حقیر ترین سمجھنا اور معمولی سی بات سے

شروع ہونے والی قتل و غارت کی بھینٹ کئی نسلیں چڑھ جاتیں، سوتیلا بیٹا اپنی ماں کو بطور بیوی رکھنے میں آزاد تھا، عورت کا معاشرہ میں کوئی حصہ کوئی مقام نہ تھا، وہ مجمع عام میں بے حجاب گھومنے اور اپنے جسم کا مخفی وغیر مخفی حصہ دکھلانے میں ہرگز کوئی عار محسوس نہ کرتی تھی، اشراف خاندان اپنی لڑکیوں کو زندہ جلا دینا یا چاہ عمیق میں پھینک کر ہلاک کر دینا حسن کارکردگی سمجھتے تھے، ازدواجی زندگی کا قاعدہ محرم وغیر محرم کیلئے یکساں تھا غرض اس طرح کی بے شمار خرافات کا دور دورہ تھا کہ سرزمین مکہ پہ آفتاب ہدایت طلوع ہوا مقصود کائنات ﷺ امام الکونین، امام المعصومین، خاتم الانبیاء والمرسلین جناب محمد ﷺ ابن عبداللہ کی ولادت باسعادت ہوئی اور ابوالانبیاء سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی دعا پوری ہوگئی جو کہ انہوں نے اس انداز سے پروردگار عالم سے مانگی تھی:

رَبَّنَا وَابۡعَثۡ فِيۡهِمۡ رَسُوۡلًا مِّنۡهُمۡ يَتۡلُوۡا عَلَيۡهِمۡ
اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الۡكِتٰبَ وَالۡحِكۡمَةَ
وَيُزَكِّيۡهِمۡ اِنَّكَ اَنۡتَ الۡعَزِيۡزُ الۡحَكِيۡمُ

"اے پروردگار ہمارے اور بھیج ان میں سے ایک رسول کہ پڑھے ان پر تیری آیتیں اور سکھلائے ان کو کتاب اور تہ کی باتیں اور پاک کرے ان کو بیشک تو ہی ہے بہت زبردست بڑی حکمت والا۔"

(البقرہ: آیت 129)

مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع نور اللہ مرقدہٗ بحوالہ مسند احمد تحریر فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک خاتم النبیین ﷺ اس وقت تھا جب آدم علیہ السلام پیدا بھی نہیں ہوئے تھے بلکہ ان کا خمیر ہی تیار ہو رہا تھا اور میں آپ لوگوں کو اپنے معاملہ کی ابتدا بتلاتا ہوں کہ میں اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کی دعا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت اور اپنی والدہ ماجدہ کے خواب کا مظہر ہوں۔

عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت سے مراد ان کا یہ قول ہے:

مُبَشِّرًا ۢ بِرَسُوۡلٍ يَّاۡتِىۡ مِنۡۢ بَعۡدِى اسۡمُهٗۤ اَحۡمَدُ

اور والدہ ماجدہ نے حالت حمل میں یہ خواب دیکھا تھا کہ میرے بطن سے ایک نور نکلا جس سے ملک شام کے محلات جگمگا اٹھے۔ (معارف القرآن جلد اول صفحہ 331)

ولادت باسعادت:

مصر کے مشہور ریاضی دان محمود پاشا فلکی نے ثابت کیا ہے کہ آنحضور ﷺ کی ولادت 9 ربیع الاول بروز سوموار بمطابق 20 اپریل 571 عیسوی 4 بج کر 20 منٹ پر ہوئی۔

باالفاظ علامہ شبلی نعمانی مصر کے مشہور ہیئت دان عالم محمود پاشا فلکی نے ایک رسالہ تحریر کیا جس میں انہوں نے دلائل ریاضی سے ثابت کیا کہ آنحضرت ﷺ کی ولادت باسعادت 9 ربیع الاول بروز سوموار مطابق 20 اپریل 571ء کو ہوئی، سیرۃ النبی جلد 1: صفحہ 123 صاحب التحقیق حضرت مولانا قاضی محمد سلیمان منصور پوری متعدد مورخین کی روایات کے بعد عبارت ذیل پر متفق نظر آتے ہیں کہ موسم بہار سوموار کے دن 9 ربیع الاول عام الفیل مطابق 22 اپریل 571ء یکم جیٹھ 628 بکرمی، صبح 4 بج کر 20 منٹ (دھوپ گھڑی کے حساب سے) یا 9 بج کر 57 منٹ (حساب مروجہ حال عرب سے) متن و حاشیہ رحمۃ اللعالمین ﷺ جلد 1 صفحہ 35، مورخین اکابر واصاغر نے 8 تا 12 ربیع الاول مختلف تاریخوں کا ذکر کیا ہے تاہم ماہ ربیع الاول اور بروز سوموار پہ اتفاق پایا جاتا ہے۔

ربیع الاول اسلامی سال کا تیسرا قمری مہینہ ہے اس کے لغوی معنی پہلی بہار کے ہیں۔ آنحضرت ﷺ اکثر یوں دعا فرمایا کرتے تھے:

اَللّٰهُمَّ اجۡعَلِ الۡقُرۡاٰنَ رَبِيۡعَ قَلۡبِىۡ

"اے اللہ قرآن پاک کو میرے دل کی بہار بنا دے۔"

لفظ ربیع پہ بہت سی بحثیں اہل علم نے کی ہیں لیکن بالاتفاق سب کو یہی کہنا پڑا کہ اس ربیع سے مراد حقیقی بہار ہے، کہ جس بہار کو کبھی خزاں نہیں کہ جس بہار کی آمد سے مسرت آئی جس بہار کی آمد سے انسان کو انسانیت کی پہچان ہوئی

جس بہار کی آمد سے انسان نے اپنے مالک حقیقی کو پہچانا جس بہار کی آمد سے انسانیت کو اجالا ملا، جس بہار کی آمد سے صداقت امانت، عدالت، شجاعت، سخاوت وشرافت کا بول بالا ہوا۔ آتشکدہ فارس ایسا بجھا کہ آج تک نہ بھڑک سکا، کسریٰ کے کنگرے زمین پہ آئے گویا اس کا گھمنڈ دفن ہوگیا۔ قیصر زمین بوس ہوگیا، وقت کی سپر پاور روم میں دراڑیں پڑ گئیں، فلسطین ومصر حزلزل ہوگئے، بتکدوں میں صف ماتم بچھ گئی، یہودیت، نصرانیت، قارونیت وطاغوتیت سرنگوں اور لات وعزیٰ خاک میں مل گئے۔ وہ عبداللہ کا یتیم کہ جن کو حضرت جناب عبداللہ دیکھ بھی نہ سکے، زیارت کی سعادت حاصل نہ کر سکے وہ حضرت آمنہ کا لخت جگر عبدالمطلب کا پوتا وہ قریشی ہاشمی، وہ عالم کا فرماں روا وہ شہنشاہوں کا شہنشاہ وہ جان جہاں، وہ مقصود کائنات، وہ حسین نازنین مہ جبیں وہ عالم کا ہادی جب بوقت سحر اس دنیا پہ تشریف لائے تو اس آفتاب ہدایت کی روشنی چہار سو پھیل گئی۔ آنحضرت ﷺ کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ فرماتی ہیں کہ میرے لخت جگر کی پیدائش کے ساتھ ایک نور ظاہر ہوا جس سے مشرق تا مغرب روشنی پھیل گئی اور اس سے شام کے محلات وبازار جگمگا اٹھے یہاں تک کہ مجھے بصریٰ میں چلنے والے اونٹوں کی گردنیں نظر آ گئیں اور جب آپ ﷺ والدہ کے شکم مبارک سے باہر تشریف لائے تو پہلا کلام جو آپ ﷺ نے فرمایا وہ یہ تھا:

اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ کَثِیْرًا وَسُبْحَانَ اللّٰہِ بُکْرَۃً وَّ اَصِیْلًا

"اللہ تعالیٰ سب سے بڑا ہے، اللہ تعالیٰ کی بے حد تعریف ہے اور میں صبح وشام اللہ رب العزت کی پاکی بیان کرتا ہوں۔"

بقول ابن سعد جناب عکرمہ بیان فرماتے ہیں کہ جب آپ ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی تو آپ ﷺ کو پتھر کے ایک کونڈے (پتھر کی دیگ) کے نیچے الٹا لٹا دیا گیا مگر وہ کونڈا پھٹ گیا، اور اس نے دیکھا آپ ﷺ آسمان کی طرف دیکھ رہے تھے، ابن سعد، اخبار النبی ﷺ جلد 1 صفحہ 146 (یہ بات مختلف مقامات پہ آئی ہے کہ عرب میں دستور تھا بچہ کو پیدائش کے بعد پتھر کی دیگ یا لوہے کے پنجرے کے نیچے رکھ دیا جاتا نہ جانے ان لوگوں کے کیا خیالات ہوتے لیکن اللہ رب العزت نے اپنے محبوب ﷺ کو اس راہ ورسم سے محفوظ فرمالیا) علامہ ابن کثیر بحوالہ علامہ رقمطراز ہیں کہ ابلیس چار مرتبہ بلند آواز سے رویا، پہلی بار جب اللہ تعالیٰ نے اس کو لعین ٹھہرا کر اس پہ لعنت کی دوسری بار جب وہ آسمان سے زمین پہ پھینکا گیا، تیسری بار جب آنحضرت ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی اور چوتھی بار جب آنحضرت ﷺ پہ سورہ فاتحہ نازل ہوئی۔ (البدایہ والنہایہ جلد 2 صفحہ 166)

اسم مبارک:

آپ ﷺ کا نام مبارک "محمد" رکھا گیا اور مشہور قول یہی ہے کہ یہ نام آنحضرت ﷺ کے دادا عبدالمطلب نے رکھا تھا اور دوسری روایت یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ حضرت آمنہ کے شکم میں تھے تو انکو خواب میں حکم دیا گیا کہ وہ آپ ﷺ کا نام احمد رکھیں لہٰذا والدہ ماجدہ نے نام احمد رکھا۔

جبیر ابن معطمؓ کہتے ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ "میں" محمد ﷺ ہوں، احمد ﷺ ہوں، حاشر ﷺ ہوں، ماحی ﷺ ہوں۔

(اخبار النبی ابن سعد جلد 1 صفحہ 148)

آنحضرت ﷺ کی ولادت باسعادت سے پہلے کئی لوگوں کے نام محمد رکھے جا چکے تھے، سیرت جلیلہ اور متعدد کتب سیرت میں روایات پیش کی گئی ہیں تاہم حضرت مولانا محمد ولی رازی اپنی غیر منقوط تصنیف ہادی عالم ﷺ) میں اس طرح رقمطراز ہیں "بحوالہ ابن سعد، کئی علماء کرام سے مروی ہے کہ سرور دو عالم ﷺ کے دادا کا رکھا ہوا اسم "محمد" ہے اہل علم کی رائے ہے کہ اس دور کے اہل علم سے لوگوں کو معلوم ہوا کہ اک رسول مکہ مکرمہ کی وادی سے آئے گا اور اس کا اسم محمد ہوگا اسی طمع کے لئے اس دور کے کئی لڑکوں کے نام اسم محمد رکھے گئے

(ہادی عالم ﷺ صفحہ 44)

رضاعت:

سب سے پہلے آنحضرت ﷺ کو آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ نے دودھ پلایا، پھر دو یا تین روز کے بعد ثوبیہ نے جو کہ ابولہب کی لونڈی تھی، دودھ پلایا اس کے بعد حلیمہ سعدیہ نے دودھ پلایا وہ دستور عرب کے مطابق آنحضرت ﷺ کو لے گئیں، آپ ﷺ کی پرورش انہوں نے کی اس دوران حلیمہ سعدیہ اور ان کے اہل خانہ نے بہت سی برکات وعجائبات بھی دیکھے، مثلاً یہ کہ جس سواری پہ آنحضرت ﷺ کو لے جانے کیلئے سوار کیا گیا، مریل ہونے کے باوجود سب سے آگے بڑھ گئی، گھر میں موجود کمزور ترین بکری کا توقع سے کہیں زیادہ دودھ جاری ہوگیا، گھر میں برکتیں ہی برکتیں مشاہدہ میں آنے لگیں، بادل سایہ فگن رہنے لگے، اسی دوران شق صدر کا واقعہ ہوا، (تفصیل کے لئے کتب سیرت ملاحظہ فرمائیے)

حضرت حلیمہ سعدیہؓ نے دو سال بعد آپ ﷺ کا دودھ چھڑا دیا آنحضرت ﷺ کو مدینہ میں والدہ ماجدہ کے پاس لائیں لیکن وبائی امراض کی وجہ سے پھر واپس جانے کا مشورہ ہوا تو بخوشی واپس لے گئیں دوسری مرتبہ حضرت آمنہ کے پاس لائیں اس میں اختلاف رائے ہے کہ آپ ﷺ حلیمہ سعدیہ کے پاس کتنا عرصہ رہے تاہم ابن اسحاق نے وثوق سے چھ برس تحریر کیا ہے۔ واللہ اعلم۔

حضرت حلیمہ سعدیہ وہ خوش بخت خاتون ہے کہ آنحضرت ﷺ کو سب سے زیادہ دودھ پلانے اور پرورش کا

اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے پہلے ہی آنحضور کا خمیر تیار فرما دیا تھا۔ پھر کئی انبیاء نے آپ کی امت میں شامل ہونے کے لئے دعائیں کی

موقع ملا، حلیمہ سعدیہ کے شوہر یعنی آپ ﷺ کے رضاعی باپ کا نام حارث بن عبدالعزیٰ ہے اور وہ اسلام بھی لائے تھے، آنحضرت ﷺ کے رضاعی بہن بھائی چار تھے۔ عبداللہ، انیسہ، حذیفہ، خذافہ لقب شیما۔

(عبداللہ اور شیما کا اسلام لانا ثابت ہے)

سیرۃ النبی ﷺ علامہ شبلی نعمانی جلد 1 صفحہ 125)

آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ فرماتی ہیں کہ میرے لخت جگر کے ساتھ ایک نور پیدا ہوا جس سے مشرق تا مغرب روشنی پھیل گئی۔

عمر مبارک چھ برس تھی کہ والدہ ماجدہ کا انتقال ہوگیا تو پرورش کا ذمہ آنحضرت ﷺ کے دادا عبدالمطلب نے لیا، جب عمر مبارک آٹھ برس سے آگے بڑھی تو عبدالمطلب کا وقت بھی پورا ہوگیا ان کے انتقال کے بعد آپ ﷺ کی پرورش کی ذمہ داری آپ ﷺ کے غم خوار چچا ابو طالب کے سپرد ہوئی، سیرت نگاروں کا خیال ہے کہ عمر مبارک بارہویں بہار میں اسی مخلص چچا ابوطالب کے ساتھ شام کا تجارتی سفر اختیار فرمایا ابھی راستہ ہی میں تھے کہ آنحضرت ﷺ کو بحیرہ راہب نے پہچان لیا، ابوطالب کی منت سماجت کی کہ مجھے یہود سے اندیشہ ہے لہٰذا تم اس بے مثال جمال ولازوال بچے کو واپس لے جاؤ، ابوطالب نے مقام بصری سے واپس بھجوا دیا۔ 25 برس کی عمر میں مکۃ المکرمہ کی نامور دولت مند بیوہ خاتون حضرت خدیجہ بنت خویلد سے آپ ﷺ کا پہلا نکاح ہوا، عمر مبارک کے شب وروز بحکم پروردگار گزرتے رہے، آپ ﷺ کے خاندان عزیز واقارب، باقی قبائل کے لوگ، غرض سب نے آنحضرت ﷺ کو خوب اچھی طرح جانچ لیا تھا آپ ﷺ کی شرافت، صداقت، امانت، دیانت، پاکیزگی، خوش اخلاقی، کے ہر طرف چرچے تھے، لوگ صادق وامین کے لقب سے پکارتے رہے، اپنے بیگانے سب بہت اچھے

انداز سے پیش آتے تھے۔ جب عمر مبارک کی چالیس بہاریں گزریں تو وہ وقت آن پہنچا جس وقت کو جس گھڑی کو بالآخر آنا ہی تھا۔

شرفِ نبوت:

سرکارِ دو عالم ﷺ کی زندگی پاک اخلاقیات اور عمدہ صفات کا مجموعہ تھی، آپ ﷺ نے کبھی بے ہودہ کھیلوں مشرکین کے میلوں میں کبھی حصہ نہ لیا، کبھی شراب اور غیر اللہ کے نام پہ ذبح کیے ہوئے جانوروں کے گوشت کو منہ مبارک نہ لگایا، جس ماحول میں آپ ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی اس (درج بالا) ماحول کی آپ ﷺ کو ہوا تک نہ لگی تھی نبوت سے پہلے آپ ﷺ میں تنہا پسندی کی عادت شریفہ تھی، مکہ سے تین میل کے فاصلہ غار حرا میں تشریف لے جاتے، غار کی تنہائی اور رات کی خاموشی میں دنیا کی اصلیت اور اس کے بنانے والے کی عظمت پہ غور فرمایا کرتے لمبی راتیں عبادت اللہ میں گزارتے، اپنی قوم کی بری حالت دیکھ کر کڑھتے اور سوچا کرتے کہ کسی طرح اس برائی سے نکال کر سیدھا راستہ دکھایا جائے اور نبوت کا وقت جوں ہی قریب آتا گیا، غور و فکر بڑھتا گیا، ہر وقت اللہ تعالیٰ کی عبادت اور مخلوق خدا کی ہدایت بارے متفکر رہنے لگے اسی غار میں عبادت الٰہی میں مصروف تھے کہ بحکم رب العالمین حضرت جبرائیل امین حاضر خدمت ہوئے اور کہا اے محمد ﷺ، میں جبرائیل ہوں اور تم اللہ کے رسول ہو، پھر کہا پڑھو میں نے کہا مجھے پڑھنا نہیں آتا، پھر انہوں نے مجھے پکڑ کر تین مرتبہ اس زور سے دبوچا کہ میرے جسم کی طاقت جاتی رہی یعنی بہت زیادہ گھبراہٹ ہوگئی اور ہر مرتبہ مذکورہ سوال و جواب بھی دہرایا جاتا رہا اب کی بار انہوں نے کہا پڑھو:

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ۝ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۝ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ یَعْلَمْ

"پڑھ! اپنے اس رب کا نام لیکر جس نے سب کچھ پیدا کیا جس نے انسان کو گوشت کے لوتھڑے سے پیدا کیا پڑھو اور جان لو کہ تمہارا رب بڑا بزرگ ہے وہ جس نے قلم کے ذریعہ علم سکھایا، انسان کو وہ سکھایا جو وہ نہ جانتا تھا۔"

آنحضرت ﷺ اس عجیب و غریب واقعہ سے خوفزدہ ہوگئے، لرزتے، کانپتے گھر واپس آئے جسم مبارک پہ بخار کی سی کیفیت طاری تھی، آتے ہی لیٹ گئے اور حضرت خدیجہ سے کہا مجھے چادر اوڑھا دو، پھر سارا واقعہ بیان کیا، حضرت خدیجہ نے آپ ﷺ کو تسلی دی اور حضرت خدیجہ کی تسلی کا انداز بہت ہی نرالا تھا کہنے لگیں دیکھئے آپ ﷺ نیکی کرتے ہیں، صدقہ دیتے ہیں محتاجوں، یتیموں، مسکینوں، مستحقین کو کھانا کھلاتے ہیں، لوگوں کے بوجھ اپنے سر پہ اٹھاتے ہیں، آپ ﷺ کا خدا آپ کا کبھی بھی بال بیکا نہ ہونے دے گا۔ حضرت خدیجہ انھیں اس وقت کے دینی علوم میں مہارت رکھنے والے جنہوں نے سب آسمانی کتابیں پڑھی تھیں اپنے چچازاد بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں ان سے سارا واقعہ بیان کیا تو انہوں نے کہا اے خدیجہ واللہ یہ فرشتہ جو "محمد" کے پاس آیا وہی ناموس اکبر ہے جو کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا کرتا تھا تمہیں مبارک ہو کہ تمہارے شوہر آخری نبی ہیں، کاش میں اس وقت جوان ہوتا جب ان کی قوم انہیں دکھ دے گی، انہیں طرح طرح کی اذیتیں دے گی اور بالآخر وطن سے نکال دے گی اور ہمیشہ کیلئے یہاں سے چلے جائیں گے تو میں ان کی مدد کرتا۔

(بعض علماء کرام نے لکھا ہے) فرشتہ کی دو شکلیں ہوتی ہیں ایک حقیقی شکل ایک مثالی شکل، جہاں تک حقیقی شکل کا تعلق ہے وہ صرف آنحضرت کے سامنے آئی جبکہ مثالی شکل بقیہ تمام پیغمبروں کیلئے واقعہ ہوئی، یہاں تک کہ اس مثالی شکل کو دیکھنے میں انبیاء کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے بعض صحابہ بھی شریک ہیں۔ (جلد2، صفحہ130)

دعوت اسلام:

اہل عرب اپنے عقائد (جہالت) میں انتہائی پختہ تھے، وہ ہرجائی تھے، ان کو یکجائی بنانا، خود ساختہ خداؤں کے وہ

> ورقہ بن نوفل نے کہا اے خدیجہ "جو محمد ﷺ" کے پاس فرشتہ آیا ہے وہی ناموس اکبر ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا کرتا تھا۔ تمہیں مبارک ہو کہ تمہارے شوہر آخری نبی ہیں۔

دیوانے تھے ان کو ایک پروردگار کے سامنے جھکانا دانشمندی اور کار گر حکمت عملی کا کام تھا، اس لئے رسول خدا نے نہایت خوشی اور راز داری سے ان لوگوں کو اسلام کی دعوت دی جو پہلے آپ ﷺ سے مانوس تھے، چنانچہ آپ ﷺ کی اہلیہ حضرت خدیجہؓ مردوں میں (دوست) ابوبکر بن ابی قحافہ، قریبی رشتہ داروں میں (بچوں) علی بن ابو طالب، غلاموں میں (منہ بولے بیٹے) حضرت زید بن حارثہ کو سب سے پہلے یہ سعادت نصیب ہوئی۔ حضرت ابوبکر صدیق دولت مند ماہر انساب، صاحب الرائے تھے مکہ میں انکا بہت اچھا اثر تھا، معززین شہر تمام معاملات میں ان کی رائے کو فوقیت دیتے، چنانچہ کبار صحابہ میں حضرت عثمان ابن عفان، حضرت زبیر، حضرت عبدالرحمن بن عوف، فاتح ایران حضرت طلحہ اور حضرت سعد بن ابی وقاص انہیں کی ترغیب سے اسلام لائے سابقین اولین میں حضرت عمارؓ، حضرت عثمان بن عفانؓ، حضرت زبیر، حضرت سعد بن ابی وقاصؓ، حضرت طلحہ، حضرت سعید بن زید، حضرت عبداللہ بن مسعود، عثمان بن مظعون، عبیدہ اور صہیب رومی زیادہ ممتاز ہیں۔

(سیرۃ النبی ﷺ علامہ شبلی نعمانی: جلد1، صفحہ143)

چند خواتین اسماء بنت عمیس، اسماء بنت ابوبکر، ام الفضل اور فاطمہ بنت خطاب بعد میں مسلمان ہوئیں، تین سال تک خفیہ طور پر دعوت الی اللہ کا سلسلہ چلتا رہا، آہستہ آہستہ مسلمانوں کی تعداد میں کچھ اضافہ ہوا تو آپ ﷺ کو اعلانیہ اسلام کا پیغام سنانے کا حکم مالک الملک نے دیدیا، اہل مکہ نے اپنے خیالات و رسم و رواج کے خلاف آواز سنی تو سب سرداران قریش برہم ہوگئے، ہر طرح مخالفت پہ آمادہ ہوگئے اور انتہائی ذلیل حرکتیں کر کے پیغمبر اسلام اور ان کے رفقا کو اذیتیں دینے لگے، آپ ﷺ کو برا بھلا کہتے، آپ ﷺ پر پتھر پھینکتے، راستے میں کانٹے بچھاتے، گندگی پھینکتے، حالت سجدہ میں گلے میں رسی اور پشت مبارک پہ اوجھڑی ڈال کر خوب ہنسی مذاق اڑاتے، کبھی خطرناک نتائج کی دھمکیاں دیتے، ادھر جب انہوں نے دیکھا کہ اس طرح کام نہیں چل رہا تو باہم مشورہ آنحضرت ﷺ کو لالچ دینا چاہا سردار قوم عتبہ بن ربیعہ (جو کہ ان کے نزدیک) فصیح اللسان تھا، کو آنحضرت ﷺ کے پاس بھیجا، اس نے مال و دولت، مکہ کی سرداری، پسندیدہ گھرانے میں شادی اور اگر کوئی سحر کا اثر ہے تو اس کا علاج کا لالچ دیکر کہا ہمارے بتوں خداؤں کی نفی سے باز آجاؤ آنحضرت ﷺ نے اس کی لغویات کا جواب اس انداز میں دیا کہ سورہ سجدہ کی چند آیات طیبہ کی تلاوت کی، قرآنی آیات کی تلاوت سن کر سردار قوم کی حالت ہی کچھ اور ہوگئی، کفار مکہ سے جا کر کہنے لگا اے اقوام مکہ اس شخص کو اپنے حال پہ چھوڑ دو، نہ وہ شاعر ہے نہ جادوگر ہے، نہ کہانت ہے واللہ اس کا کلام جو اس نے مجھے سنایا بہت با اثر ہے، قوم کفار یہ سن کر کہنے لگی کہ عتبہ پہ بھی جادو کا اثر ہوگیا ہے۔ جب کوئی تدبیر ان کی کارگر ثابت نہ ہوئی (اور نہ ہونا تھی) تو انہوں نے ایک اور سازش کی۔ ایک دفعہ بہت سے کافر جمع ہو کر امام الانبیاء ﷺ کے پاس پہنچے اور بولے اے یا محمد ﷺ اگر تم سچے نبی ہو تو اس

CamScanner

چاند کے دو ٹکڑے کر دو، ہم ایمان لے آئیں گے، آنحضرت ﷺ نے بحکم خداوندی چاند کی طرف اپنی انگلی مبارک سے اشارہ کیا تو وہ فوراً دو ٹکڑے ہو گیا۔ یہ عظیم الشان معجزہ دیکھ کر وہ کہنے لگے کہ آج یا محمد ﷺ، نے ہم سب پہ یعنی ہماری آنکھوں پہ جادو کر دیا ہے۔ جب قریش کے مظالم بڑھتے گئے تھمنے کے کوئی آثار نظر نہ آتے تھے تو امام الانبیا ﷺ نے ان کو حبشہ چلے جانے کا حکم دیا کیونکہ اس وقت حبشہ کا حکمران نجاشی نیک دل آدمی تھا، عادل اور منصف مزاج تھا اس کی حکومت کی اچھائی کے چرچے تھے، وہ مسلمانوں کیساتھ بہت اچھا سلوک کرتا رہا مسلمانوں نے چونکہ حبشہ کی طرف دو دفعہ ہجرت فرمائی، پہلی دفعہ تعداد باختلاف روایت پندرہ، دس مردوں اور پانچ عورتوں نے جبکہ دوسری مرتبہ تراسی مردوں اور اٹھارہ عورتوں نے ہجرت کی، قافلہ کے سردار حضرت جعفر بن ابو طالب تھے، کفار مکہ کا ایک وفد وہاں نجاشی کے پاس پہنچا تحفہ تحائف پیش کر کے مسلمانوں کیخلاف اسے ورغلانے کی کوشش کی اس نے مسلمانوں کو دربار میں بلا کر حالات پوچھے تو جعفر بن ابی طالب نے نہایت تفصیل سے اپنا دور جاہلیت اور موجودہ تعلیم نبوی کو بیان کیا وہ بہت متاثر ہوا، کلام مقدس سننے کی فرمائش کی، حضرت جعفر طیار نے سورہ مریم کی تلاوت کی، اس نے جب توجہ سے سنا تو قریش کے وفد کے تحائف ان کے منہ پہ مارے اور بقول مورخین مسلمان ہو گیا، (واللہ اعلم) اور مسلمان خوشی سے وہاں رہنے لگے، ادھر کفار و مشرکین مکہ کے لئے پریشانی میں دن بدن اضافہ ہوتا جا رہا تھا کیونکہ جرنیل اسلام حضرت حمزہؓ اسلام قبول کر چکے تھے اور مراد پیغمبر ﷺ حضرت عمر ابن خطابؓ دعاء نبوی کا ثمرہ بن کر دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے تھے۔ جرأت و استقامت کے اس بادشاہ سیدنا عمر فاروق اعظمؓ نے جب اسلام قبول کیا تو تمام مسلمانوں کیساتھ خانہ کعبہ میں پہنچے، حضرت بلال کو حکم ہوا کہ بیت اللہ کی چھت پہ کھڑے ہو کر اذان کی صدا بلند کریں، مسلمانوں کی اعلانیہ عبادت کو دیکھ کر کفار و مشرکین دانت پیس کر رہ جاتے، ایک دن کفار کا اجلاس ہوا، قریش کے تمام قبیلے جمع ہوئے انہوں نے ایک معاہدہ لکھا جس کا خلاصہ یہ تھا کہ بنو ہاشم سے معاہدہ کیا جائے کہ محمد کو قوم قریش کے حوالے کر دیں ورنہ ان کا سوشل بائیکاٹ کیا جائے، ان سے ملنا جلنا شادی بیاہ، رشتہ داری حتیٰ کہ خرید و فروخت تک پابندی لگا دی جائے، اس معاہدہ کو خانہ کعبہ کی دیوار پر لٹکا دیا گیا، بنی ہاشم نے آنحضرت ﷺ کو قوم قریش کے سپرد کرنے سے انکار کر دیا سوائے ابولہب کے سارا خاندان شعب ابی طالب میں چلا گیا، بنی ہاشم تین سال تک جلا وطنی میں رہے، اس مدت میں بہت زیادہ مصائب و تکالیف کا سامنا رہا، کھانے پینے کی اتنی تنگی تھی کہ کسی کو کسی دن درختوں کے پتے چبا چبا پیٹ بھرنا پڑتا تھا پھر چند لوگوں کو ندامت ہوئی اس ظلم پہ احساس ہوا، رؤسا مکہ کی مخالفت کے باوجود معاہدہ ختم کرنے کا عہد کر لیا اور اُدھر

اہل مکہ نے اپنے خیالات اور رسم رواج کے خلاف آواز سنی تو سب سرداران قریش برہم ہو کر شدید مخالفت پر اتر آئے اور ذلیل حرکتیں کر کے حضور ﷺ اور آپ کے صحابہ کو اذیتیں دینے لگ گئے۔

آنحضرت ﷺ کو اللہ رب العزت نے خبر کر دی کہ قریش کے معاہدہ کو دیمک چاٹ گئی ہے، چنانچہ معاہدہ چاک کر دیا گیا، مطعم بن عدی نے جب اس کو اتارا تو اس میں فقط اللہ تعالیٰ کا نام باقی تھا باقی کو دیمک چاٹ گئی تھی۔ بنی ہاشم پھر تین سال بعد مکہ المکرمہ میں آئے اور آنحضرت ﷺ تبلیغ دین میں دوبارہ مصروف عمل ہو گئے (قید اور بائیکاٹ کی جو تحریک نبوت کے ساتویں سال چلی تھی ذرا تاریخ میں جھانکیں تو معلوم ہوتا ہے کہ ان کی ظالموں کی ادائیں وقت کے ساتھ چلتی رہی ہیں اور نہ جانے کب تک...... مدینہ طیبہ میں دوہرے داماد پیغمبر ﷺ، شرم و حیاء کے پیکر سید عثمان بن عفان کو بمعہ اہل خانہ قصر خلافت میں محصور کر کے سوشل بائیکاٹ کر دیا گیا...... مظلوم کربلا شہید کربلا نواسہ رسول ﷺ حضرت حسین ابن علیؓ کو بمعہ اہل خانہ کربلا میں محصور کر کے دانہ پانی کا بائیکاٹ کیا گیا...... مظلوم اسلام آباد غازی عبدالرشید شہید کو لال مسجد و جامعہ حفصہ میں محصور کر کے دانہ پانی کا بائیکاٹ کر دیا گیا...... اس کے ساتھ ملتے جلتے بہت سے واقعات تاریخ میں مل جائیں گے گویا شعب ابی طالب سے جاری ہونے والی ظالموں کی ادائیں آج تک زندہ ہیں اور ان تینوں شہداء کے قاتل دندناتے رہے) آنحضرت ﷺ کو جب اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ حکم دیا کہ:

وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ

"اور اپنے نزدیک کے خاندان والوں کو خدا سے ڈراؤ"

آنحضرت ﷺ نے کوہ صفا پہ چڑھ کر پکارا: یا معشر القریش، جب لوگ جمع ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا تم لوگوں نے مجھے کیسا پایا تو ہر طرف سے صادق و امین کی آوازیں بلند ہونے لگیں، آپ ﷺ نے فرمایا اگر میں کہوں کہ ادھر پہاڑ کے عقب میں ایک لشکر چھپا ہوا جو ابھی تم پر حملہ آور ہونے والا ہے کیا میری اس بات کو تسلیم کر لو گے؟ سب نے کہا بالکل تسلیم کر لیں گے تو امام الانبیا ﷺ نے فرمایا کہ پھر کہہ دو۔ لا الہ الا اللہ، کامیاب ہو جاؤ گے، یہ اعلان سنتے ہی کفار و مشرکین اور آپ کے عزیز و اقرباء جو بھی وہاں موجود تھے سب پہ سکتہ طاری ہو گیا، حیرت سے ایک دوسرے کا منہ دیکھنے لگے کہ یہ خلاف توقع کام کیسے ہو گیا، بھونچال کی سی کیفیت تھی، صادق اور امین کہنے والے (نعوذ باللہ) کذاب کہنے لگے، محبت نفرت میں، قربت دوری میں بدل گئی، جان دینے والے اب جان لینے کا منصوبہ بنانے لگے، وہ ابولہب جس نے آپ ﷺ کی ولادت کی خوشی میں لونڈی آزاد کی تھی سب سے پہلا پتھر چہرہ نبوت پہ اسی نے مار کر چہرہ اقدس لہولہان کر دیا، پوری قوم بائیکاٹ کر کے واپس چلی گئی، کفار و مشرکین مکہ کے رویہ سے مشکلات میں اضافہ ہو گیا، آنحضرت ﷺ نے طائف کا رخ کیا شاید طائف والوں کو ہدایت مل جائے لیکن ان لوگوں نے جو سلوک کیا وہ ان سے بھی زیادہ گھناؤنا تھا۔ (تفصیل کیلئے کتب سیرت کا مطالعہ فرمائیں)

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ امام الانبیا ﷺ نے فرمایا کہ طائف والوں نے مجھے جو تکلیف دی اس کا مقابلہ زندگی کی کوئی آزمائش نہیں کر سکتی۔ اعلان نبوت کیساتھ ہی آنحضرت ﷺ پہ مصائب والم کے جو جو ہتھکنڈے استعمال کئے گئے ان سے تاریخ اسلام بھری پڑی ہے، گلی محلہ بازار، پہاڑ، گھر، گھر سے باہر، ہر جگہ پہ ستایا گیا، بالآخر وہ وقت آ گیا جب اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو اپنے پاس معراج کیلئے بلا لیا، (محبت کا ایک انداز یہ بھی ہے کہ جب آدمی بہت زیادہ پریشانی میں مبتلا ہوتا ہے تو جی چاہتا ہے کہ کسی ہمراز دوست کے پاس یا کسی پُر فضا مقام پہ جا کر کچھ وقت گزار آؤں تو ساری پریشانیوں سے نجات ہو جائے اور ذرا آدمی تازہ دم ہو جائے (م ۔ ا ۔ س)" اللہ تبارک وتعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو معراج جسمانی کرائی لیکن یہ بھی پیغمبر اعظم ﷺ کا خاصہ ہے کہ معراج کیلئے فرش نہیں عرش پہ بلایا، حالانکہ پوری جماعت الانبیاء کو معراج فرش ہی ہوئی، آپ ﷺ ایک رات حضرت ام ہانیؓ کے گھر آرام فرما رہے تھے کہ جبرائیل امین حاضر خدمت ہوئے ان کے ساتھ ایک سواری براق بھی تھا، آپ ﷺ کو آسمان دنیا پہ لے جانے کی دعوت دی، آنحضرت ﷺ اس براق پہ سوار ہوئے، اتنی برق رفتار کہ

CamScanner

نظر کی تیزی کو بھی مات کرتی گئی، پہلے بیت المقدس آئے یہاں دوسرے انبیاء موجود تھے، آپ ﷺ ان سب کے امام بنے سب نبیوں نے آپ ﷺ کے پیچھے دو رکعت نماز ادا کی اس کے بعد آپ ﷺ آسمان دنیا پہ تشریف لے گئے، ہر منزل، ہر آسمان پہ پیغمبران خدا نے آپ ﷺ کا استقبال کیا، اللہ تبارک وتعالیٰ کے دربار میں پہنچے اس کے حسن کا جلوہ دیکھا، اس کا کلام سنا، اس کی قدرت کے عجائبات دیکھے، سب کچھ راتوں رات ہوگیا، صبح کو جب اس عجیب وغریب واقعہ کا تذکرہ ہوا تو کفار ومشرکین مزید مذاق اڑانے لگے کہ انگلیاں اٹھانے کا ایک اور موقع مل گیا، ٹھٹھا لگانے لگے، ایک دوسرے کو کہتے یار تم نے سنا وہ جو خود کو نبی کہتا ہے اب تو خدا سے کلام بھی کر آیا ہے، چند وہ کافر جنہوں نے بیت المقدس کو دیکھا ہوا تھا کہنے لگے یہ بتاؤ فلاں عمارت کی چھت کی کڑیاں کتنی ہیں، دیواروں میں طاق کتنے ہیں، کھڑکیاں، دروازے، غرض معمولی سے معمولی چیزیں بھی پوچھنے لگے، تو رب کائنات نے بیت المقدس کو آنخضرت ﷺ کے بالکل سامنے کر دیا جب آپ ﷺ نے ہر چیز بتادی تو کہنے لگے اچھا یہ بتاؤ ہمارا تجارتی قافلہ جو شام سے لوٹ رہا ہے وہ اس وقت کہاں ہے؟ اس میں کیا کیا سامان ہے اور کتنے اونٹ اور افراد پہ مشتمل ہے، آنخضرت ﷺ نے بحکم ربانی اس کی ساری کیفیت بیان کردی، اس کی آمد کا وقت بتادیا اور یہ بھی بتادیا کہ ان سب سے آگے بوقت داخلہ ایک خاکی رنگ کا اونٹ ہوگا جب قافلہ آپ ﷺ کے کہنے کے مطابق وقت مقررہ اور صحیح نشانیوں کے ساتھ پہنچ گیا تو یہ ظالم کہنے لگے کہ "محمد ﷺ" تم تو جادوگر ہو (نعوذ باللہ) یہ سب سیدنا ابوبکرؓ کے پاس جا کر کہنے لگے کہ ابوبکر تمہارے دوست کہتے ہیں کہ کل رات انہوں نے آسمانوں کی سیر کی حضرت

ابوبکرؓ نے فرمایا اگر محمد ﷺ کہتے ہیں تو ضرور صحیح ہے۔ کہنے لگے اتنی غیر متوقع بات کی تصدیق کرتے ہو؟ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا میں تو اس سے کہیں زیادہ عجیب باتوں کی تصدیق کر رہا ہوں، آنخضرت ﷺ کو جب یہ معلوم ہوا تو آنخضرت ﷺ نے حضرت ابوبکر کو "صدیق" کا لقب عنایت فرمایا، اس سفر معراج میں آنخضرت ﷺ کو اپنی امت کے جزا وسزا کے نظارے کرائے گئے، یعنی یہ مشاہدہ کرایا گیا کہ جو جیسی کرے گا ویسی بھرے گا، جنت میں صحابہ کرامؓ کے مکانات محلات دکھلائے گئے، جن محلات پہ سب سے زیادہ برتری مراد رسول داماد حیدر حضرت فاروق اعظمؓ کے محل کو حاصل تھی، آقا ﷺ کو اپنی امت کیلئے اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے معراج کا تحفہ نماز پنجگانہ عطا ہوئیں۔

ہجرت مدینہ:

آقا ﷺ کے اعلان نبوت ودعوت الی اللہ کے بعد جن لوگوں نے نبوت کا دامن تھاما، صاحب نبوت ورسالت ﷺ کے ساتھ ساتھ غلامان وشاگردان پیغمبر ﷺ کو کڑی آزمائشوں اور امتحانات، مصائب والم کے مراحل سے گزرنا پڑا جو بھی دائرہ اسلام میں داخل ہوتا تو اس کے قبیلہ کے لوگ اس کے دشمن بن جاتے، اگر کوئی غلام ہے تو اس کا آقا اس پہ مظالم کی انتہا کر دیتا چنانچہ کسی کو تپتے انگاروں پہ کسی کو دوپہر کے وقت انتہائی گرم ریت پہ لٹا کر اپنی کفریہ آگ کو سرد کرنے کی کوشش کرتے، کسی کے سر کے بالوں میں رسی باندھ کر گھسیٹا جاتا، تو کسی کے پاؤں میں رسی باندھ کر بازاروں میں گھسیٹا جاتا، کسی کی گردن مروڑی جاتی، کسی کو کھجور کی صف میں لپیٹ کر نیچے دھواں دیا جاتا اور کسی کو جانوروں کی کھال میں لپیٹ کر دھوپ میں پھینک دیا جاتا کسی کی اندام نہانی میں نیزہ مارا گیا، کسی کی پسلیاں توڑ دی گئیں، کسی کی آنکھیں نکال دی گئیں، کسی کو اونٹوں سے باندھ کر دو سمت دوڑا کر دو ٹکڑے کر دیا گیا، کسی کا کلیجہ نکال دیا گیا، غرض ظلم کا کوئی ایسا ہتھکنڈا نہیں جو نہ آزمایا گیا ہو، لیکن بالآخر ظلم کے بادل چھٹ گئے جیسا کہ ہر دکھ کے بعد سکھ ہوتا ہے، امام الانبیاء ﷺ نے اپنے صحابہ کرام کو مدینہ منورہ ہجرت کر جانے کا اشارہ بحکم رب العالمین دیا، حضور ﷺ نے فرمایا میں نے خواب میں دیکھا کہ میں اس سرزمین کی طرف ہجرت کر رہا ہوں جہاں کھجوروں کے باغات ہیں لہٰذا پہلے میرا دھیان یمامہ یا ہجر کی طرف گیا لیکن درحقیقت وہ یثرب کا شہر تھا۔ (البدایہ والنہایہ: جلد 3: صفحہ 167)

ہجرت کا حکم ملا اگرچہ سکھ کا سانس ملنے جا رہا تھا لیکن یہ بھی یعنی یہاں سے روانگی بھی کسی امتحان سے کم نہ تھی، مکہ المکرمہ میں ان کے اپنے اپنے خاندان، کنبے، قبائل، جائیدادیں پھر ان میں کچھ ایسے بھی تھے جن کو اپنی بیوی بچے بھی ساتھ لے جانے کی اجازت نہ ملی، ان کو تنہا جانا پڑا، پھر مدینہ میں ان کے لئے اجنبیت بھی تھی، لیکن فرمان چونکہ رسالت مآب ﷺ کا تھا اس حکم پر سب کچھ قربان کر دیا، ہم قربان کیوں نہ جائیں ان صحابہ کرامؓ کی عزت وناموس پہ کہ جنہوں نے رسول خدا کے کسی بھی حکم چاہے دو مرتبہ حبشہ کی طرف ہجرت مدینہ کی ہجرت یا کسی غزوہ کا حکم کوئی بھی موسم ہو گرمی ہو یا سردی، باغات پک رہے ہوں یا کھیتیاں تیار ہو رہی ہوں الحمد للہ ہر امتحان میں کامیاب رہے، رب العالمین نے فرمایا:

اولٰئک الَّذِینَ امْتَحَنَ اللّٰہُ قُلُوْبَھُمْ لِلتَّقْوٰی

اور رضی اللہ عنہم و رضو عنہ

صحابہ کرامؓ میں سے کوئی بھی مکہ مکرمہ میں نہ رہا سوائے ان اشخاص کے جو گرفتار کئے گئے یا صبر آزما تکالیف میں مبتلا کئے گئے، عم زاد رسول سیدنا علی المرتضیٰؓ، ہمراز رسول سیدنا صدیق اکبرؓ مکہ میں موجود تھے، حضرت ابوبکر صدیقؓ نے کئی مرتبہ ہجرت کی اجازت مانگی لیکن آنخضرت ﷺ (بقول ابن ہشام) ہر مرتبہ یہی فرمایا:

لا تَجْعَلُ لَعَلَ اللّٰہُ یَجْعَلُ لَکَ صَاحِبًا

یعنی "جلدی نہ کرو شاید مالک الملک تمہارے لئے کوئی ساتھی پیدا کردے۔"

تو صدیق اکبرؓ کو امید ہوتی کہ شاید آپ ﷺ ہی وہ مبارک ومقدس ساتھی ہوں کیونکہ آپ ﷺ مکہ مکرمہ میں اپنے لئے حکم باری تعالیٰ کا انتظار کر رہے تھے کیونکہ

اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی

(آنخضرت ﷺ کو جب ہجرت مدینہ کا حکم ہوا) آغاز ہجرت سے متعلق جو روایت ابن سعد نے پیش کی انہیں کے الفاظ میں پیش خدمت ہے۔

سراقہ بن جُشم وغیرہ سے مروی ہے کہ مشرکوں نے جب دیکھا کہ مسلمانوں نے اپنے عورتیں اور بچے، قبائل اوس وخزرج کے ہاں (مدینہ شریف) میں بھیج دیئے ہیں تو سمجھ گئے کہ یہ صاحب اثر لوگ ہیں اب رسول اللہ ﷺ بھی وہیں چلے گئے تو...... یہ سب دارالندوہ میں جمع ہوئے جتنے دانشمند وصائب الرائے تھے سب نے شرکت کی کہ آنخضرت ﷺ

آنخضرت کو دعوت تبلیغ کے جرم میں اپنے خاندان سمیت تین سال تک شعیب ابی طالب میں نظر بند رہنا پڑا۔

کے معاملہ میں مشورہ کریں، ابلیس نجد کے ایک بوڑھے شیخ کی شکل میں ہر ایک شخص کی رائے کو رد کرتا تھا کسی کی رائے کو پسند نہ کیا، ابوجہل نے کہا میری رائے ہے کہ ہم قریش کے ہر ہر قبیلے کا ایک ایک شخص لیں جو بہادر اور دلیر ہو پھر اسے ایک تیز تلوار دیں تاکہ سب مل کر مثل ایک شخص آنحضرت ﷺ کو ماردیں تاکہ آپ ﷺ کا خون تمام قبائل میں تقسیم ہو جائے بنی عبد مناف کی بھی سمجھ میں نہ آئے گا کہ بعد میں کیا کریں، وہ نجدی (جو کہ حقیقت میں شیطان تھا) کہنے لگا کہ اس نوجوان کی (ابوجہل) خوبی ہی اللہ کیلئے ہے واللہ رائے تو یہی صائب ہے ورنہ پھر کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔

طبقات ابن سعد اخبار النبی ﷺ

جلد 1: صفحہ 293)

ادھر مشرکین مکہ قتل کے منصوبہ (نعوذ باللہ) متفق ہو کر اسے عملہ جامہ پہنانے کیلئے رات کا انتظار کرنے لگے، ادھر اللہ وتبارک تعالیٰ نے اس منصوبے سے اپنے پیارے حبیب ﷺ کو آگاہ کر کے ہجرت کا حکم دیدیا۔

"آنحضرت ﷺ اپنے بستر پہ شیر خدا حضرت علی المرتضیٰؓ کو سُلا کر لوگوں کی امانتیں ان کے سپرد کر کے اللہ تعالیٰ کے حکم سے گھر سے باہر نکلے مشرکین کا جمگھٹا تلواروں کے ساتھ چاروں طرف گھیرے میں لئے ہوئے تھا، آنحضرت ﷺ نے کچھ مٹی اٹھائی اور آیت طیبہ تلاوت کی:

یٰسٓ والقران الحکیم ......تا...... فاغشیناھم فھم لایبصرون

(سورۃ یٰسین: پارہ 22: رکوع 1)

اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے ان لوگوں کی آنکھوں کے سامنے ایسے پردے حائل کر دیئے تھے، وہ آپ ﷺ کی جھلک تک نہ دیکھ سکے تھے جب مٹی ان کی طرف پھینکی گئی وہ کچھ نہ دیکھ سکے تب آپ ﷺ اپنے معتمد خاص سیدنا ابوبکر صدیقؓ کے گھر تشریف لے گئے اور ان کو ساتھ لیکر عازم سفر ہوئے، غار ثور میں تین دن قیام رہا، آپ ﷺ بمعہ خادم خاص غار ثور میں داخل ہوئے، مالک الملک کے حکم سے اس غار کے منہ پہ جالا تن دیا گیا، قریش جو کہ پیچھا کر رہے تھے غار کے منہ پر آئے جالا دیکھ کر کہنے لگے اگر کوئی اندر داخل ہوتا تو جالا ٹوٹ جاتا، اس وقت آپ ﷺ اور سیدنا ابوبکر صدیقؓ اندر نماز ادا فرما رہے تھے، قدرت خداوندی کہ آپ ﷺ غار میں داخل ہونے کے بعد غار کے منہ پر اگی ہوئی بیلوں پہ کبوتر کے ایک جوڑے نے اپنا گھونسلا بنالیا اور انڈے بھی دیدیئے

دونوں حضرات غار میں تھے، ان ایام میں کھانا حضرت ابوبکر صدیقؓ کے گھر سے آیا، آپؓ کا ہی غلام دودھ کے لئے بکریاں اس طرف لے جایا کرتا، چلنے کی وجہ سے آنحضرت ﷺ کے پاؤں مبارک میں تکلیف دیکھ کر صدیق اکبرؓ نے اپنے کندھے پہ اٹھالیا، اپنی چادر پھاڑ کر غار کے سوراخ بند کئے، سانپ نے ڈس لیا، خود تکلیف گوارہ کرلی لیکن آنحضرت ﷺ کو بیدار نہ کیا، کفار ومشرکین کو غار کے دروازہ پہ دیکھ کر اور آواز سن کر اپنی نہیں بلکہ آنحضرت ﷺ کی ذات اقدس کیلئے پریشان ہوئے تو حوصلہ افزائی خود آنحضرت ﷺ نے فرمائی:

لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا ۝

"غم نہ کر اللہ ہمارے ساتھ ہے۔"

آنحضور نے حضرت ابوبکر کو واقعہ معراج کی سب سے پہلے تصدیق کرنے پر صدیق کا لقب عطاء فرمایا۔

غار ثور میں معجزہ اور صدیق اکبرؓ کی شان

بزبان نبوت:

مکہ مکرمہ سے، غار ثور تک کے سفر میں جہاں باقی معجزات کا ذکر کتابوں میں آتا ہے ایک جگہ یہ بھی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کو غار میں اچانک پیاس لگی آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ غار کے درمیان جاؤ اور پانی پی لو، چنانچہ صدیق اکبرؓ غار کے اس حصے کی طرف گئے تو وہاں انہیں ایسا بہترین پانی ملا جو شہد سے زیادہ میٹھا، دودھ سے زیادہ سفید اور مشک سے زیادہ پاکیزہ خوشبو والا تھا، انہوں نے اس میں سے پیا، اس کے بعد آنحضرت ﷺ نے ان سے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اس فرشتے کو حکم فرمایا ہے جو جنت کی نہروں کا نگران ہے کہ اس غار کے بیچ میں جنت الفردوس سے ایک چشمہ پیدا کر دیں تاکہ تم اس میں سے پانی پی سکو، حضرت ابوبکر صدیقؓ نے عرض کیا، اللہ تعالیٰ کے یہاں میرا نام اتنا بڑا مقام ہے، آپ ﷺ نے فرمایا ہاں بلکہ اس سے بھی زیادہ، قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے حق کے پیغام کے ساتھ نبی بنا کر بھیجا ہے، کہ وہ شخص جو تم سے بغض اور دشمنی رکھتا ہے جنت میں داخل نہیں ہوگا چاہے اس کے اعمال ستر نبیوں کے برابر ہوں ۔(سیرت حلیہ: جلد 3: صفحہ 107)

آنحضرت ﷺ اور صدیق اکبرؓ نے غار سے آگے سفر کا آغاز کیا چلتے چلتے راستہ میں ام معبد کے ہاں قیام کیا (غالباً کچھ دیر کیلئے) پھر چار اشخاص پر مشتمل یہ قافلہ امام الانبیاء حضرت محمد ﷺ، حضرت ابوبکر صدیقؓ، عامر بن فہیرہ، عبداللہ بن اریقط (سیرت ابن ہشام جلد 1 صفحہ 426)

ادھر اہل مدینہ کو علم ہوا نہایت بے تابی سے انتظار کرنے لگے، بالآخر آنحضرت ﷺ مدینہ سے دو میل دور مقام قباء میں تشریف فرما ہوئے، حضرت علی المرتضیٰؓ بھی اسی جگہ حاضر خدمت ہو گئے، یہاں تین دن قیام فرما کر سواری پہ سوار ہو کر مدینہ کی جانب روانہ ہوئے۔

پہلی مرتبہ نماز جمعہ کی ادائیگی:

آپ ﷺ جب ناقہ پر سوار ہو کر قبا سے روانہ ہوئے اور بنی سالم بن عوف کے گھر پہنچے تو اس وقت زوال کا وقت ہو چکا تھا، لہٰذا آپ ﷺ نے وہاں موجود مسلمانوں کا آپس میں جمع ہو کر عام دنوں کے وقت کسی بھی نماز کا پڑھنا سخت مشکل تھا، اس لئے ظہور اسلام کے بعد اس نماز کو پہلی نماز جمعہ کہا جاتا ہے، آنحضرت ﷺ نے وہاں جو خطبہ دیا ایک حصہ یہ ہے: پس جو شخص اپنے آپ کو جہنم کی آگ سے بچا سکے تو ضرور بچالے وہ آدھے چھوہارے کے برابر ہی کیوں نہ ہو جس کو کچھ بھی نہ آتا ہو وہ کلمہ طیبہ کا ورد لازم کرلے کیونکہ اس سے نیکی کا ثواب دس گنا سے لیکر سات سو تک ملتا ہے اور سلام ہو رسول اللہ ﷺ پر اور اللہ کی رحمت و برکت ہو، تم پر سلام ہو، اور اللہ کی رحمت و برکت ہو (یہ آخر الذکر الفظ کا ترجمہ ہے۔ آنحضرت ﷺ مدینہ (جو اس وقت یثرب تھا) کی جنوبی سمت سے شہر میں داخل ہوئے، شہر میں خوشی کا سماں ہر آنکھ دیدار چہرہ نبوت کیلئے بے تاب تھی، گلی کوچے، محلے بازار حمد باری تعالیٰ اور مدح مصطفیٰ ﷺ سے گونج رہے تھے، ہر قبیلے کی یہ خواہش تھی کہ آنحضرت ﷺ ہمارے ہاں قیام فرمائیں لیکن آپ ﷺ نے فرمایا ناقہ مامورہ من اللہ ہے، اونٹنی اسی جگہ رکی جہاں آج مسجد نبوی ہے۔ قریب ہی حضرت ابوایوب انصاریؓ کا گھر تھا انہوں نے ہی ناقہ کی مہار تھام لی، گویا میزبانی رسول ﷺ کا شرف حاصل کرلیا، آپ ﷺ کو اپنے گھر لے گئے۔

شاہِ تبع کا بنوایا ہوا مکان اور خط آنحضرت ﷺ کیلئے

تبع ابن حسان حمیری جس کی حکومت مشرق تا مغرب تھی، اپنی داد و دہش میں امیر کبیر لوگوں کا سردار تھا پہلے اس نے خانہ کعبہ کو ڈھانے کا ارادہ کیا لیکن اچانک اس کے سر میں پھوڑا نکلا جس

ہم قربان کیوں نہ ہوں ان صحابہ پر جنہوں نے رسول خدا کے کسی حکم اشارہ پر آبرو اپنی جان، مال، عزت اور آبرو کو بھی قربان کرنے سے گریز نہ کیا تھا

سے پیپ اور سر میں شدید درد اور بد بو پیدا ہوگئی اپنی کیفیت دیکھ کر باز آ گیا علماء کرام سے جب اس مقام کی عظمت معلوم ہوئی تو خانہ کعبہ پہ غلاف چڑھایا اس کے بعد اس نے مدینہ منورہ کا رخ کیا، اس سفر میں اس کے ساتھ ایک لاکھ تیس ہزار سوار ایک لاکھ تیرہ ہزار پیدل فوج تھی، مدینہ پہنچنے کے بعد اسے معلوم ہوا کہ اس کے ساتھ جو دانشور اور علماء ہیں ان میں سے چار سو آدمیوں نے فیصلہ کیا ہے کہ اب وہ

یثرب سے واپس نہیں جائینگے، تبع نے علماء کو بلا کر اس کی وجہ پوچھی تو انہوں نے کہا، اللہ کے گھر کی عزت نفس کو ایک شخص بلند کرے گا جو آئندہ زمانہ میں ظاہر ہونے والا ہے، اس کا نام محمد ہے، یہ شہر اسی نبی ﷺ کی ہجرت گاہ اور قیام گاہ ہوگا، وہ یہاں سے واپس نہیں جائیگا، چنانچہ تبع نے ان لوگوں کو علماء کرام کو اجازت دیدی اور ان میں سے ہر ایک کیلئے یہاں یثرب میں ایک گھر بنوایا اور باندیاں خرید کر آزاد کر کیا ان لوگوں کیساتھ بیاہ دیں ساتھ انعام واکرام سے مالا مال کیا نیز اس نے ایک خط اس نبی ﷺ یعنی آنحضرت ﷺ کے نام لکھا اس پہ اپنی مہر لگائی اور ان عالموں سے سب سے بڑے عالم کے حوالے کیا اور کہا اگر وہ اس زمانہ کو پائے تو یہ خط میری طرف سے ان کی خدمت میں پیش کردے، اس خط میں اس نے لکھا میں آپ ﷺ پر ایمان لے آیا ہوں اور آپ ﷺ کے دین کو قبول کرتا ہوں، ساتھ ہی اس نے ایک مکان آنحضرت ﷺ کیلئے بنوایا جب آپ ﷺ یہاں تشریف لائیں تو اس مکان میں قیام فرمائیں، کہا جاتا ہے کہ یہ مکان ہی حضرت ابوایوب انصاریؓ کا مکان تھا، جہاں رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی بیٹھی تھی، یہ بھی کہا جاتا ہے حضرت ابوایوب انصاری اسی بڑے عالم کی اولاد میں سے تھے جس کو تبع نے وہ خط دیا تھا جس کا مطلب یہ نکلتا ہے آنحضرت ﷺ خود اپنے مکان میں آکر ٹھہرے تھے کسی دوسرے کے مکان میں نہیں کیونکہ خط کی رو سے اس مکان میں ٹھہرنے والے آپ ﷺ کے انتظار میں ٹھہرے ہوئے تھے تاکہ جب آپ ﷺ یہاں پہنچیں یہ امانت آپ ﷺ کے سپرد کی جائے۔ آنحضرت ﷺ نے خط پڑھنے کے بعد فرمایا، نیک اور صالح بھائی تبع کو مرحبا ہو، آنحضرت ﷺ کی آمد سے ایک ہزار سال یا نو سو ساٹھ برس پہلے یہ مکان بنوایا اور خط تحریر کیا گیا، واللہ اعلم (بحوالہ سیرت حلبیہ: جلد3 صفحہ 217)

غزوات وسرایا:

موسیٰ بن عقبہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ستائیس غزوات میں خود جہاد فرمایا سینتالیس سرایا بھیجے اور نو غزوات میں اپنے ہاتھ مبارک سے قتال فرمایا، بدر، احد، ربیع، خندق، قریظہ، خیبر فتح مکہ، حنین، طائف اس تعداد پہ اجماع ہے۔ بعض روایتوں میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے بنی نضیر کے غزوہ میں بھی قتال فرمایا اللہ تعالیٰ نے اسے آپ ﷺ کے لئے انفل قرار دیا تھا، خیبر سے واپس آتے ہوئے وادی القریٰ میں بھی قتال فرمایا، آپ ﷺ کے بعض صحابہ بھی مقتول ہوئے، غابہ میں بھی قتال فرمایا۔

(اخبار النبی ﷺ ابن سعد، جلد 1: صفحہ 306)

امہات المؤمنین:

ہشام بن محمد اپنے باپ سے روایت بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے پندرہ عورتوں سے نکاح کیا، تیرہ کے ساتھ آپ ﷺ نے خلوت کی، ایک وقت میں گیارہ موجود رہیں، نو بیویوں کو چھوڑ کر آپ ﷺ نے دنیا سے پردہ فرمایا۔

(تاریخ طبری: جلد2: صفحہ 413)

اولاد مبارک:

چار صاحبزادیاں: حضرت سیدہ زینبؓ، حضرت سیدہ رقیہؓ، حضرت سیدہ ام کلثومؓ، حضرت سیدہ فاطمہؓ

تین صاحبزادے: قاسم، عبداللہ (لقب) طیب طاہر، ابراہیم

وصال شریف:

آپ ﷺ کی علالت کی ابتدا سر درد سے ہوئی، جس نے بخار کی شکل اختیار کرلی، تمام ازواج سے اجازت لیکر عفیفۂ کائنات سیدہ عائشہ صدیقہؓ کے حجرہ میں مقیم ہوگئے، جب مسجد میں تشریف لانے سے تکلیف مانع ہوئی تو حکم دیا کہ ابوبکر کو کہیں کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ اسی طرح غالباً سترہ نمازیں آنحضرت ﷺ کی حیات میں صدیق اکبر نے پڑھائیں۔ سرکار دو عالم ﷺ کا مرض بڑھتا گیا، 12 ربیع الاول سوموار 11ھ کو حجرہ مبارک کا پردہ ہٹا کر جماعت صحابہ کو اپنا آخری دیدار کرایا حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ کی آنکھیں مبارک آسمان کی جانب اٹھی ہوئی تھیں اور زبان مبارک پہ: اللّٰھُمَّ الرَّفِیق الاعلیٰ

"اے اللہ، اے معزز رفیق جاری تھا۔

چنانچہ تھوڑی ہی دیر میں نبوت کا سورج اپنی روشنی سے ہزاروں چاند ستاروں کو جگمگاتا چھوڑ کر دنیا کی ظاہری نگاہوں سے اوجھل ہوگیا۔

انا للّٰہِ وِ انّا اِلَیْہِ راجعون

محترم قارئین

السلام علیکم ورحمۃ اللہ ---------------

جیسا کہ آپ جانتے ہیں۔ کہ سلسلہ وار نظام خلافت راشدہ خالص نظریاتی اور فکری تحریک کا ترجمان جریدہ ہے۔
اس کی اشاعت میں تعاون پر ہم پہلے ہی آپ کے مشکور ہیں۔
لیکن اب آپ سے ایک تعاون کی مزید درخواست کرتے ہیں کہ نظام خلافت راشدہ کا ہدیہ انتہائی مجبوری کی وجہ سے 25 روپے کی بجائے 30 روپے کیا جارہا ہے۔
اس طرح آئندہ کے لئے 12 شماروں کا سالانہ چندہ -/300 روپے کی بجائے -/400 روپے ہوگا۔

شکریہ

منجانب:

محمد یونس قاسمی

ایڈیٹر نظام خلافت راشدہ (خیر پور سندھ)

فرمان جھنگوی شہید

اٹھایئے۔ اٹھایئے فتاویٰ عالمگیری جس میں 500

جیّد علماء اپنے قلم سے تصدیق کر گئے ہیں کہ

"مَن اَنکرَ صُحبت اَبی بَکرٍ فھُو کافِرِ"

ترجمہ: "جو ابو بکر کی صحابیت کا انکار کرے وہ کافر ہے"

میں اکیلا تو نہیں کہتا، میں کون ہوتا ہوں اتنی بڑی بات کہنے والا؟ میں نے تو علماء کے فتویٰ کو نقل کیا ہے۔ یہ میرا ہی اجتہاد نہیں ہاں! ایک بات ضرور کہتا ہوں اور تحدیث بالنعمت کے طور پر کہتا ہوں مجھے کہنی بھی چاہئے۔ کہ اسٹیج پر اعلانیہ شیعہ کے کفر کو امام اہلسنت عبد الشکور لکھنویؒ کے بعد اس برصغیر میں حق نواز نے بیان کیا ہے۔ اور تحدیث بالنعمت کے طور پر کہتا ہوں۔ اس راہ میں جتنی مشکلات آئی ہیں۔ جھیلی ہیں۔۔۔۔ جتنے مصائب آئے ہیں۔۔۔ جھیلے ہیں۔۔۔۔ یہ کہنا آسان نہیں تھا۔۔۔۔۔۔۔ آج ہر کوئی بولتا ہے۔۔۔۔ شیعہ کے ہاتھ میں آج قوت ہے۔۔۔۔ شیعہ کے ہاتھ میں آج اقتدار ہے۔۔۔۔۔ ان تمام تر حالات کے پیش نظر۔۔۔۔۔ باوجود مصائب کے۔۔۔ میں نے شیعہ کے کفر کو طشت از بام کیا ہے۔۔۔۔ جرات کے ساتھ کیا ہے۔۔۔۔۔۔ اعلان کر کے کیا ہے۔

حق سمجھ کر کیا ہے۔۔۔۔ سچ سمجھ کر کیا ہے۔ کہا تھا۔ کہتا ہوں اور کہتا رہوں گا۔۔۔۔۔۔۔ کہ شیعہ کل بھی کافر تھا۔ آج بھی کافر ہے۔ قیامت کی صبح تک کافر رہے گا۔

اور میں واضح کر رہا ہوں کہ۔ پاکستان کی نیشنل اسمبلی میں شیعہ کو غیر مسلم اقلیت قرار دلوایا جائے گا چاہے اس پر مجھے دس لاکھ نوجوانوں کی قربانی کیوں نہ دینی پڑے۔

(شجاع آباد میں علماء سے خطاب)

امیرِ عزیمت بانی سپاہِ صحابہ پاکستان

مولانا حق نواز جھنگوی شہیدؒ

ترتیب: سلمان فاروق ضیاء

مولانا محمد الیاس بالاکوٹی کی کتاب حالات وواقعات "امیرِ عزیمت" سے اقتباسات

مولانا حق نواز جھنگوی" جھنگ صدر سے 25 میل دور مغرب کی طرف تھانہ مسن کے قصبے موضع چیلہ رجبانہ کے چاہ بوہڑے والا جو دریائے جہلم کے کنارے واقع ہے میں جولائی 1952ء کو صبح صادق کے وقت پیدا ہوئے والد ماجد کا اسم گرامی میاں ولی محمد تھا جو علاقے کے عام کسان اور کھوجی تھے آپ کی قوم سپرا کہلاتی ہے جو اس علاقے کے قدیم باشندوں کی شاخ ہے۔آپ ایک سال ہی کے تھے کہ والدہ محترمہ کا سایہ سر سے اٹھ گیا اور اپنی پھوپھی کی پرورش میں آگئے ،چونکہ نہایت ہی لاغر اور اکہرے بدن کے کمزور صحت کے مالک تھے۔اس لئے سات سال کے بھی پانچ سال کے ننھے منے سے لگتے،ساتویں سال میں آپ کو گورنمنٹ پرائمری سکول (اب ہائی ہے)موضع چیلہ میں داخل کرایا گیا جہاں خداداد ذہانت سے ایک سال میں اول،دوم پاس کر کے جماعت سوم میں پہنچ گئے یوں اس بچے کی تعلیم وتربیت کی ابتداء ہوئی۔

ابھی پرائمری پاس نہیں کی تھی کہ رمضان المبارک میں موضع چیلہ میں شبینہ کا اہتمام تھا آپ بھی سننے والوں میں شامل تھے۔وہیں اس ننھے بچے کا دل مچل گیا اور سکول چھوڑ چھاڑ کر حفظ قرآن کی طرف متوجہ ہوگئے،چنانچہ آپ کے ماموں حافظ جان محمد نے اپنی شاگردی اور نگرانی میں لے لیا......آپ نے ان سے صرف دو سال اور چند ماہ میں مکمل قرآن کریم حفظ کرلیا ،گھر والوں کے رجحان کے برعکس آپ کا طبعی میلان علوم دینیہ کی طرف ہی ہوگیا،چنانچہ اپنے ماموں کی وساطت سے یہاں سے عبدالحکیم چلے گئے جہاں آپ نے جامع مسجد شیخاں والی میں حضرت قاری تاج محمد سے مشق تجوید کی اور کچھ قرأت پڑھی پھر جلد ہی آپ قریبی علاقے کی معروف دینی درسگاہ دارالعلوم کبیر والا میں داخل ہوکر اور تحصیل علم میں منہمک ہوگئے جہاں آپ نے مروجہ تمام علوم دینیہ میں مکمل دسترس حاصل کی،دارالعلوم کبیر والا میں آپ کئی سال زیر تعلیم رہے،یہیں آپ کے مخفی جوہر کھلنے لگے،تقریر وتحریر کا ملکہ قدرت نے فطری

> بہت تھوڑے وقت میں حفظ قرآن مکمل کرلیا ،ہم جماعت طالبعلم آپ کو کتابی کیڑا کہتے تھے،اس وقت انہیں معلوم نہیں تھا کہ ان کا یہ ہم جماعت آگے جا کر ایک طوفان برپا کردے گا؟

ودیعت کرر کھا تھا،وہ بروئے کار لانے لگے،وقتاً فوقتاً دیہات میں جاتے ،تقاریر کرتے ،جمعہ پڑھاتے اسی طرح ساتھی طلباء کے اسباق وتکرار میں لائق،فائق اور محنتی طالب علم ہونے کی حیثیت سے مدد کرتے مطالعہ کتب کا شوق اس قدر تھا کہ طلباء اور ہم درس آپ کو کتابی کیڑا اور کتابوں کا دیمک کہتے تھے ،انہیں کیا خبر تھی کہ یہ مطالعہ اور محنت ہی آگے چل کر ان کی زندگی میں تلاطم بپا کرے گی ایسے ہی طلباء میں مباحثہ کرتے ،مناظرے کا رنگ جماتے۔دارالعلوم کبیر والا کے اساتذہ میں شیخ الحدیث مولانا علی محمد ،حضرت الشیخ مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ،مولانا منظور الحق،مولانا ظہور الحق اور مولانا صوفی محمد سرور قابل ذکر ہیں۔

درس نظامی کی تکمیل کے بعد آپ نے ملتان کی معروف دینی درسگاہ جامعہ خیر المدارس میں داخلہ لے لیا جہاں آپ نے دورہ حدیث مکمل کیا،حدیث میں آپ کے اساتذہ میں مولانا مفتی" ،علامہ محمد شریف کشمیری"،مولانا محمد صدیق جالندھری شامل ہیں۔

امتحان دورہ حدیث کے متصل بعد اپنی افتاد طبع اور تحقیقی مزاج کی تشفی کے لئے کوٹ ادو چلے گئے ،جہاں کچھ عرصہ مولانا دوست محمد قریشی مرحوم اور مولانا عبدالستار تونسوی مدظلہ، سے رد رفض وتشیع اور رد شرک وبدعت اور قادیانیت پر مناظرہ پڑھا،علم دینیہ سے فراغت کے بعد آپ ٹوبہ ٹیک سنگھ کے ایک چھوٹے سے دینی مدرسہ میں بطور کتابی مدرس کام کرنے لگے ،مگر جس قدر قدرت نے صلاحیتیں ودیعت کرر کھی تھیں وہ چھوٹا سا ادارہ اس کے لئے کافی ثابت نہ ہوسکا، چنانچہ صرف ایک سال کام کرنے کے بعد وہ جگہ چھوڑ دی، کیونکہ آپ اس سے ذرا وسیع میدان کے متلاشی تھے۔

ٹوبہ سے آپ جھنگ آگئے ،جھنگ گوجرہ روڈ پر رانا کالونی میں ایک عزیز کے ہاں قیام کیا،انہوں نے مولانا سے درخواست کی کہ آج کل دینی مدرسوں میں چھٹیاں ہیں آپ میرے بچوں کو قرآن کریم حفظ کرائیں اور تراویح میں میری منزل سنتے رہیں، میرے ہاں ہی آپ کا قیام وطعام اور اخراجات کے لئے تیس روپے کا وظیفہ میں پیش کرتا رہوں گا، ان کا بیان ہے کہ قریبی مسجد میں جگہ نہ ملنے کے باعث ایک اور مسجد کے لئے مختص جگہ پر ہم نے مٹی ڈال کر ایک چبوترا بنالیا، جہاں میں قرآن کریم سناتا تھا،اس دوران میرے بیٹے حافظ صبغت اللہ نے ان سے تیسرے پارے کا کچھ حصہ حفظ کیا،اسی چبوترے پر (جہاں اب مسجد ہے) ہمیں مولانا نے ایک جمعہ بھی پڑھایا ،بعد میں جھنگ صدر کے ایک مولانا اسد اللہ قاسمی مرحوم کی وساطت سے آپ کی بات پپلیاں والا محلہ کی انتظامیہ سے ہوگئی، پپلیاں والا محلہ کی مسجد کے پرانے امام وخطیب فوت ہوگئے تھے اور ان کے بعد جو دوسرے رکھے گئے تھے وہ بھی رمضان ہی میں چھوڑ چھاڑ گئے تھے،انتظامیہ کو ایک مستقل مزاج ذی استعداد صاحب علم کی ضرورت تھی جب آپ کی انتظامی کمیٹی سے بات چیت ہوئی تو اس مرد قلندر نے تنخواہ رہائش ودیگر شرائط وغیرہ کچھ بھی مطالبے نہ رکھے،فرمایا بھائی کام کرنے کا موقع دے دو،باقی جو سمجھ میں آئے دے دینا،ورنہ اللہ مالک، چھوڑ کر بھاگوں گا نہیں خاطر جمع رکھو۔جب آپ نے پہلا تجرباتی جمعہ پڑھایا تو حاضرین

جھنگ میں رافضیوں نے اپنے عقائد ونظریات اس قدر عام کردیئے تھے شیعہ وڈیروں کے سُنّی ملازمین اپنے مذہب سے بیگانہ ہوچکے تھے ان کی آنکھوں کے سامنے ان کی عزت لٹتی، تب بھی سیدّ کی ’’دسین‘‘ کو سلام کہہ کر خاموشی اختیار کرلیتے تھے۔

نے تقریر پسند کی، انہیں اس پر بھی خوشی ہوئی کہ مخلص اور صاف گو نوجوان مل گیا ہے، کام بخوبی چلے گا، حاجی اللہ وسایا صدر انجمن مسجد ہذا کا کہنا ہے کہ نہایت ہی ہلکے پھلکے بدن کے مالک اور منحنی قد کاٹھ کے سادہ شکل وصورت کے عام سے مولوی نظر آتے تھے مگر تقریر ہمیں زیادہ بھاگئی۔

23 اگست 1973ء بروز جمعرات پپلیاں والی کی ایک چھوٹی سی مسجد میں بطور خطیب وامام مسجد تقرری کے ساتھ گویا کہ آپ کی دیرینہ اس خواہش کے لئے راستہ ہموار ہوگیا کہ ’’اپنے ضلع میں رہ کر کچھ کام کرسکوں‘‘ جس کا داعیہ اپنے دل میں بچپن ہی سے گردوپیش کے احوال دیکھ کر لئے ہوئے تھے۔

مولانا اپنی قوم کی زبوں حالی اور دینی انحطاط پر کڑھتے تھے اور ہر وقت چبھن سی محسوس کرتے اب آپ اپنے ضلع میں منتقل ہوگئے تھے اور اس احساس کا ازالہ کرنا چاہتے تھے۔

جھنگ حضرت شہیدؒ کے ابتدائی دور سے بھی پہلے سے پسماندہ چلا آرہا تھا جہاں جاگیرداروں کا تسلط تھا اور اب تک جاری ہے، قوم کے کسی فرد میں بھی کوئی شعور کی چنگاری سلگتی تو وہ جلد ہی بجھ جاتی یا طاقت سے بجھادی جاتی رہی، اس ضلع میں کچھ گدی نشینوں کا اثر ہے، باقی سرکش جاگیرداروں کا مکمل کنٹرول اور تسلط قائم رہا ہے۔ خاص طور پر حضرت مولانا کی دیدوبین کا دور جب آپ نے شعور کی آنکھ کھولی تو ایک ہی خاندان کرنل عابد حسین اور ان کے بھائی میجر مبارک علی کا طوطی بولتا تھا، ادھر جھنگ کی دوسری تحصیل چنیوٹ میں رجوعہ سادات کا سیاسی تسلط تھا، یہ دونوں برادریاں شیعیت و رافضیت کے زیر اثر تھیں، اگرچہ کرنل عابد کے جد اعلیٰ حضرت پیر شاہ جیونہؒ سُنّی العقیدہ بزرگ گزرے ہیں مگر بعد والے، بمصداق ارشاد ربانی:

فخلف من بعدھم خلف اضاعوا الصلوۃ واتبعوا الشھوات الایۃ

ترجمہ: تو ان کے بعد ایسے ناخلف آئے جنہوں نے نماز تو ضائع وبرباد کردی اور شہوات کے پیچھے لگ گئے۔‘‘

چنانچہ بعد کے ان لوگوں نے اپنی عیاشیوں اور آزاد فکریوں کی پناہ گاہ صرف شیعہ مذہب کو پایا، بلکہ سُنّیت چھوڑ کر شیعیت کو آماجگاہ بنالیا، پھر ان جاگیرداروں، نمبرداروں، ذیلداروں اور امراء کے زیر اثر مزارعین کسانوں کے علاوہ دیگر پیشوں سے منسلک لوگ جو ان سرکشوں کی لغت میں ’’کمیں‘‘ کہلاتے ہیں، جولاہا، لوہار، موچی، حجام ودیگر لوگ خود بخود شیعیت کی گود میں چلے گئے۔

جھنگ کے دیہی علاقوں میں شیعیت محرم میں سیاہ کپڑوں، سینہ کوبی، جلوس، صحابہ کرامؓ پر تبرابازی علماء کو کوسنے اور شعائر اسلام کا مذاق اڑانے سے عبارت تھی اور سُنّیت جمعرات کے چندے، گوگے، گیارہویں شریف کا ختم، نماز جنازہ وغیرہ سے پہچانی جاتی، تیجے، ساتے، اور رسم چہلم میں دونوں فریق مل جاتے، معمولی فرق سب کے لئے قابل قبول تھا۔ سُنّی کہلانے والوں نے کسی ملا کو بلایا تو اس نے بھی شہادت امام حسینؓ کے نام سے کچھ من گھڑت قصے سنائے اور رلا یا دہلایا جلسہ سیرت کے نام سے نبی کریم ﷺ کے معجزات اور اولیاء کرام کی کرامات اور فضائل بیان کئے، اصلاح عقائد واصلاح اعمال یا مسائل دینیہ کا دور دور تک اتہ پتہ نہیں، اگر کسی سُنّی عالم نے کچھ صحیح عقائد اور اعمال صالحہ کی دعوت دے بھی دی اور اہل سنت اور شیعہ کا فرق بیان کردیا تو اسے فتنہ پرور، فرقہ پرست اور ناپسندیدہ آدمی قرار دے دیا گیا اور آئندہ کے لئے داخلہ بند کردیا گیا، جبکہ ادھر شیعہ ذاکر آیا تو سُنّی شیعہ سبھی اس مجلس عزا میں موجود ہیں۔ عورتیں، مرد، بچے، بوڑھے سب یکساں یکجا ویکساں رو دھو کر امام حسینؓ کو نذرانہ عقیدت پیش کررہے ہیں یہاں بھی نام ہی نام امام کا پیغام اور کام نہ یہاں نہ وہاں۔ اللہ اللہ خیر صلا۔

البتہ رافضیوں نے اپنے عقائد ونظریات اس قدر عام کرلئے کہ اس ضلع کے دیہاتوں کی سُنّی اکثریت سرمایہ داروں جاگیرداروں کے ڈیروں پر ان کے حق پانی بھرنے ان کے اسلحہ اور سواری کی صفائی اور کھریرا کرنے والے ان کے کتوں کو دودھ مکھن تیار کرکے کھلانے والے ملازمین مذہب سے اس قدر بیگانہ ہوگئے کہ ایمان تو گیا تھا، غیرت بھی جاتی رہی۔ عزت لٹتی تب بھی سیدہ کے سین کو سلام اور شاہ جی (طاقتور) بندے نیں، کہہ کر خاموشی اختیار کرلی، اتنے واقعات وشواہد ہیں اگر لکھوں تو، پوری کتاب بن جائے۔

ایک مرتبہ جھنگ کے ایک جاگیردار نے دوسری برادری کی سرکشی کی یوں سزادی کہ ان کی جواں سال لڑکیوں کو مادر زاد ننگا کرکے ان کے مردوں کے سامنے چوک میں نچوایا اور پھر معافی دے کر احسان دھرا جب غیرت اور عزت نفس کا یہ عالم ہو تو پھر...... دیگراں راچہ رسد۔

یہاں تک کہ خود مولانا کی برادری میں رفض وشیعیت موجود تھی اور آپ کے ننھیال میں بھی اور گردوپیش میں بھی۔

باہمی رشتے ناطے کرنے کا عام رواج تھا، خاوند سُنّی ہے تو بیوی شیعہ اور بعض جگہ خاوند شیعہ ہے اور بیوی سُنّی الاصل ہے۔ جو بچے ہوں گے آپ خود اندازہ کرلیں۔

اس ماحول کو ایک واقعہ سے سمجھ لیں جسے مولانا نے کئی مجالس میں خود بیان فرمایا کہ بچپن میں جب میں چہارم کلاس میں تھا۔ ہمارے ہاں ایک شیعہ لڑکا کام کاج میں ہاتھ بٹاتا تھا اور فصل آنے پر اسے کچھ دے دیا جاتا، ایک مرتبہ وہ ہمارے بیل کو گھاس ڈال رہا تھا کہ بیل کے مڑتے ہوئے اسے دھکا لگا، اس نے جھٹ سے کہا...... ’’اوموذی اومعاویہ‘‘ میرا ماتھا ٹھنکا، اتنا مجھے معلوم تھا کہ معاویہؓ ایک صحابی رسول ہیں۔ میں نے اس سے پوچھا تو نے یہ کیا کہا، اس نے کہا یہ ایلی مولا (علی المرتضیٰؓ) کے دشمن کا نام ہے میں نے بگڑ کر اسے برا بھلا کہا اور ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ میں بڑا ہو کر اپنے مذہب کا مولوی بنوں گا۔ پھر تم سے سمجھوں گا میں نے اپنے والد صاحب سے اس نوجوان کی شکایت کی تو انہوں نے مار پیٹ کر اسے بھگادیا اور بات آئی گئی ہوگئی مگر میرے دل سے آج تک یہ بات محو نہیں ہوسکی، یہ اس ماحول کی ہلکی سی جھلک ہے...... آمدم برسر مطلب!

مولانا حق نواز جھنگوی شہید نے بچپن میں سیدنا معاویہؓ کی شرمناک گستاخی پر کہا ’’میں بڑا ہو کر مولوی بنوں گا تو پھر تم سے سمجھوں گا‘‘ (بدلہ لوں گا)۔

حضرت مولانا حق نواز شہیدؒ نے اس ماحول میں آنکھ کھولی اور اپنے بچپن کے دور میں جو دیکھا وہ ان کے قلب صافی پر نقش ہو، ہماری آئندہ گزارشات کو سمجھنے میں اور حضرت شہیدؒ کے مزاج کو پرکھنے میں ان امور کو پیش نظر رکھنا سود مند رہے گا۔

حضرت مولانا حق نواز شہیدؒ جب جھنگ آئے تو غیر شادی شدہ تھے۔ مارچ 1977ء کو آپ کی اپنے ننھیال میں شادی ہوئی۔ اہلیہ ماموں زاد ہیں جن کی قوم "جھگڑ" کہلاتی ہے۔ شادی والد صاحب اور دیگر برادری کی مرضی کے ساتھ سادہ اسلامی طریقے پر سرانجام پائی، اہلیہ پرائمری تک پڑھی ہوئی ہیں، اردو پڑھ لکھ اور بول لیتی ہیں۔ ان کی اہلیہ کے بیان کے مطابق اولاً میں وہیں رہیں، تین ماہ بعد جھنگ لائی گئی، یہاں اول اول مولانا کی ہمہ وقت گھر سے باہر کی سرگرمیوں کے باعث، میں خاصی پریشان رہتی، اگرچہ سن رکھا تھا، لیکن حالات کا تجربہ نہ تھا، بعد میں جلد ہی میں نے حالات سے سمجھوتہ کرلیا، اس کے بعد جلد ہی مجھے اپنے گھر اور گرد و پیش کی سمجھ آ گئی اور ماحول کو سمجھنے میں کچھ زیادہ دیر نہ لگی، معاملات میں وہ میرے لئے بہترین شوہر اور بچوں کے لئے نہایت شفیق باپ تھے، ایک وضاحت پر بتلایا کہ بچوں میں سب سے چھوٹے مسرور نواز سے زیادہ پیار کرنے لگے تھے، گھر آتے ہی میلا کچیلا جیسا ہوا اٹھا لیتے اسے پیار سے یا صاحبی الجسن کہتے۔

نیز بتلاتی ہیں کہ جب اس کی پیدائش ہوئی اس وقت آپ میانوالی جیل میں نہایت ہی کربناک تکالیف اور صعوبتیں برداشت کر رہے تھے، وہیں سے مسرور نواز نام تجویز کر کے بھیجا تھا، یہ عجیب قدرت خداوندی کا ظہور تھا کہ آپ کے تینوں بچے جب پیدا ہوئے ہیں آپ جیل میں ہوتے اور وہیں اطلاعات ملتی رہیں۔

پروگرام پر جاتے ہوئے جہاں جانا ہوتا بتلا کر جاتے، اجمالی سا نام لے دیتے، اسی طرح واپسی کا پروگرام بتا جاتے، اگر مزید رکنا پڑتا تو ٹیلی فون پر اپنے متعلقین کو اطلاع دیتے اور وہ مجھے بتا جاتے۔

خارجی امور میں میری رائے نہیں سنتے تھے، فوراً کہہ دیتے تو نہیں سمجھ سکتی یہ جن لوگوں کا کام ہے، وہی کر سکتے ہیں اور ان کے سوائے بھی انہیں کی صحیح ہو سکتی ہے۔

ان کے کہنے کے مطابق مولانا نے خطرات سے مجھے کبھی آگاہ نہیں کیا، کبھی کوئی ایسی بات زبان پر آ جاتی تو کہہ دیتے "اللہ مالک ہے"، ہاں جب چنڈ (جھنگ) کے قریب آپ پر حملہ ہوا تو مجھے خاصی تشویش ہوئی، اس موقعے پر میں نے کہا، اگر آپ کو کوئی نقصان پہنچا تو ہم بدلہ لیں گے۔ اس پر ہنستے ہوئے کہنے لگے:

"کملی ایں تو کداں بدلہ لیویں گی انہاں دے ہتھ ذرا لمبیرے ہن"

اپنی برادری اور علاقے کے مسائل بھی اب انہیں کے پاس لائے جاتے اور آپ کا فیصلہ بہ سرو چشم تسلیم کر لیا جاتا، اہلیہ کا بیان ہے، ہم دیہاتی لوگ ہیں۔ جھوٹا موٹا کھانے کے عادی ہیں، ساگ، پات، اچار چٹنی اور لسی وغیرہ، مگر مولانا کو ہمارے ان کھانوں سے کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ ایک مرتبہ میں نے پودینے کی اپنی بنائی ہوئی چٹنی آگے بڑھائی، کہا یہ چٹنی ہے، آپ نے انگلی سے چکھی اور پھر چاٹتے چاٹتے ختم کر دی، میں نے کہا یہ کیا؟ کہنے لگے تم نے ہی تو کہا تھا چٹنی ہے، میں نے تعمیل کی، چاٹ لی۔

جب میں شکایت کرتی کہ آپ گھر میں بہت کم وقت دیتے ہیں تو فرماتے "تو وی کملی ایں" لوگ تو مجھے کچھ کچھ سمجھنے لگے ہیں مگر تو سمجھ نہیں سکی۔ مجھ سے اللہ تعالیٰ کو کوئی کام لینا ہے، میں تو اہم کام میں لگا ہوا ہوں۔

آپ کے والد نے دو شادیاں کیں، مولانا کی سات بہنیں اور دو بھائی ہیں۔ بڑے بھائی شیر محمد اور آپ سے چھوٹے بھائی کا نام شمس الحق ہے۔

جیسا کہ پہلے بیان ہوا، والدہ ماجدہ شیر خوارگی میں وصال پا گئیں تھیں اور والد صاحب نے 1976ء میں وصال پایا، والد صاحب نے آٹھ ایکڑ زمین چھوڑی، جس میں مذکورہ بالا بھائی بہنیں شریک ہیں۔ بڑے بھائی شیر محمد کھیتی باڑی کرتے ہیں، مولانا نے کبھی اس کی تقسیم یا حصہ لینے میں کوئی دلچسپی نہیں لی تھی، انہیں صرف اور صرف مشن کی دھن تھی اور بس۔ بوقت شہادت تین بیٹے چھوڑے، بڑے بیٹے اظہار الحق چھٹی جماعت میں پڑھتے تھے۔ وہ مولانا حق نواز جھنگوی شہیدؒ کے بعد کراچی میں نامعلوم دہشت گردوں کے ہاتھوں شہید ہو گئے تھے اور 16 مارچ لاہور مینار پاکستان کے جلسے میں اظہار حق بھی کر چکے ہیں۔ منجھلے بیٹے حسنین معاویہ اور چھوٹے مسرور نواز تھے۔ عمریں بالترتیب گیارہ سال، آٹھ سال، ڈیڑھ سال تھیں۔

"تنخواہ کے استفسار پر آپ نے مسجد کی انتظامیہ سے کہا "کام کرنے کا موقع دو جو مرضی تنخواہ دے دینا۔"

"تم ابھی بھولی ہو۔ تم کس طرح بدلہ لے سکتی ہو۔ ان کے ہاتھ بڑے لمبے ہیں"

جامعہ محمودیہ کا قیام:

اسلامی مدارس دینی اقدار کی بقاء کے ضامن، مذہب کے قلعے اور اسلامی افواج کی چھاؤنیاں یا علماء ساز فیکٹریاں ہوتے ہیں۔

مولانا جھنگوی شہیدؒ بھی چونکہ اسی راہ سے گذر کر یہاں تک پہنچے تھے۔ اس لئے ان کی نظر میں اس کام کی پوری پوری اہمیت تھی مگر آپ جس محاذ پر کام کر رہے تھے اس میں وقتاً فوقتاً حکومت وقت سے پنجہ آزمائی کی نوبت آتی رہتی تھی، اس لئے ان کے خیال میں جھنگ میں ایک ایسے دینی ادارے کی ضرورت تھی جو ان کی اپنی سوچ اور فکر کے تحت ایک مکمل تعلیمی ادارہ ہو اور وہ خودداری سے کام کرے۔ حکومتی امداد یا عمل دخل اس میں قطعاً نہ ہو۔

ساتھ ہی وہ یہ بھی چاہتے تھے کہ ان کی سرگرمیاں عوامی سطح کی ہوں انہیں آئے دن گرفتاریاں مصائب و آلام اور آزمائشوں سے گزرنا پڑتا ہے، پھر عقیدت کیش اور بہی خواہ ان کی رہائی کے لئے اپنے جذبات کا اظہار جلسے جلوس، میٹنگوں اور دیگر اجتماعات کے ذریعے کرتے ہیں۔ لہٰذا مدرسہ جہاں بھی ہو، وہ ان سب امور و مہمات سے الگ تھلگ ہو، تاکہ تعلیم و تربیت کا مقصد پوری لگن اور دل جمعی سے پورا ہو سکے۔

فروری 1982ء میں ان کی یہ خواہش پوری ہونے کا سامان ہوا، ایک معاون کے تعاون سے تقریباً سات کنال رقبہ محلہ پپلیانوالہ سے تین میل کے فاصلہ پر برلب سڑک، سیٹلائٹ ٹاؤن سے مشرقی جانب پر فضا مقام پر حاصل کیا گیا۔

مگر بعد میں یہ رقبہ سیٹلائٹ ٹاؤن سے جنوبی سمت کے ایک رقبہ سے بدل کر نسبتاً شہر سے قریب لے لیا گیا، جہاں اب مدرسہ جامعہ محمودیہ کے نام سے ادارہ قائم ہے، 17 ستمبر 1982ء کو باقاعدہ طور پر مولانا کی استدعا پر آپ کے اساتذہ حدیث جامعہ خیر المدارس کے مشائخ مولانا مفتی عبدالستارؒ اور حضرت مولانا محمد شریف کشمیری نے جامعہ کا سنگ بنیاد رکھا۔

سیاسی اور مذہبی اور قومی سطح پر اس وقت مفکر اسلام مولانا مفتی محمودؒ کا طوطی بولتا تھا اور پوری ملکی سیاست پر ان کی

جھنگ کے دیہی علاقوں میں شیعیت، سیاہ کپڑوں، سینہ کوبی، ماتمی جلوس، صحابہ کرام پر تبرا بازی، علماء کو کوسنے اور شعائر اسلام کا مذاق اڑانے سے عبارت تھی جبکہ تیجے، ساتے اور چالیسے میں سُنّی اور شیعہ ایک ہو جاتے۔

چھاپ موجود تھی۔ مولانا جھنگوی شہیدؒ پر بھی ان کی عظیم قائدانہ صلاحیتوں کی بنا پر عقیدت کی گہری چھاپ تھی۔ لہٰذا آپ نے حضرت مولانا مفتی محمود کی ملی خدمات کو خراج عقیدت پیش کرنے کیلئے اپنے اس ادارے کا نام ''جامعہ محمودیہ'' تجویز فرمایا جسے آپ کے رفقاء نے پسند کیا

دلچسپ امر یہ ہے کہ اس عظیم مقصد کے لئے پیش رفت جو مولانا شہید کی امیدوں کا مرکز بنا تھا عین سنگ بنیاد کے وقت آپ قریب ہی گوجرہ جیل میں پابند سلاسل تھے۔ مقررہ تاریخ سے تین دن پہلے آپ کو گرفتار کرا لیا گیا تھا گویا کہ یوں تھا:

ہم یہاں بیٹھے ہیں اور گھر میں بہار آئی ہے

ایسے ہی حضرت مفتی محمودؒ کے صاحبزادہ مولانا فضل الرحمٰن بھی نظر بند تھے انہوں نے بھی شرکت نہیں کی تھی

رفتہ رفتہ عمارات ظہور تعمیر ہونا شروع ہوئیں، مولانا نے تین باتوں کا مدرسے میں ہمیشہ پاس اور لحاظ رکھا:

1- سرکاری امداد یا عمل دخل سے آزادی

2- سیاسی اور خصوصاً موجودہ آزاد بلکہ آزار اخلاق باختہ، مذہب، بیزار سیاست سے دوری۔

3- اپنی ذات کے لئے مدرسے سے کوئی مفاد نہ اٹھانا مثلاً تنخواہ یا کوئی رہائش یا رعایت جیسا اپنی گرفتاری، رہائی، مقدمات میں گویا مدرسے کی انتظامیہ یا طلباء کا کوئی عمل دخل نہیں۔

ضلعی انتظامیہ اور سی آئی ڈی کے سرگرم کارکنوں نے بھی جامعہ محمودیہ سے کبھی کچھ نہیں پایا، اگرچہ وہ بارہا ادارے کے گرد منڈلاتے پائے جاتے، چھاپے مارنے کی نوبت بھی آئی، البتہ مغالطہ انگیزی کیلئے ہماری جانب سے کبھی کوئی ایسا شوشہ چھوڑ دیا جاتا، ورنہ خود مولانا ایسے مواقع پر مدرسہ سے کوسوں دور رہتے۔ مدرسے کے کار پردازوں کو آپ کی سرگرمیوں سے بیشتر بے خبری رہتی۔

جامعہ محمودیہ کا سٹاف مولانا کی شہادت کے وقت نو افراد پر مشتمل تھا، ناظم ادارہ مولانا عبدالخالق، چار مدرسین درجہ کتب کے 2 قاری صاحبان حفظ ناظرہ قرآن مجید کے لئے باورچی اور خادم وغیرہ۔

15 فروری 1990ء کو مولانا کو بیرون ملک سے ایک ذمہ دار عقیدت کیش کا فون آیا کہ آپ کو مع سفیر ختم نبوت مولانا منظور احمد چنیوٹی اور بطل جلیل مولانا عبدالستار تونسوی آئندہ بیس سے پچیس فروری کے درمیان قتل کرنے کا قطعی فیصلہ ہو چکا ہے اور اس منصوبے میں آپ کے ملک (پاکستان) کے علاوہ ایران اور دوبئی کے اعلیٰ سطح کے مدبروں نے حصہ لیا ہے میری استدعا ہے آپ محتاط ہو جائیں اس سے بھی قبل مولانا شہید کو ایک سرکاری افسر نے ازراہ ہمدردی وخیر خواہی اس طرف اشارہ دے دیا تھا، آپ پر دو مرتبہ اس سے پہلے قاتلانہ حملے ہو چکے تھے۔ مولانا نے اسی جمعہ خطاب میں اس سازش کا انکشاف کر دیا اور اس کے ساتھ بحوالہ خود جا کر مولانا منظور احمد چنیوٹی کو مطلع کیا اور احتیاطی تدابیر بھی بتلائیں۔

مولانا نے اس سلسلے میں صدر مملکت جناب محمد اسحاق خاں کو بھی خط لکھا اور بالوضاحت اس سازش کا ذکر کیا۔

یہ دل گداز روح فرسا واقعہ یوں ہوا کہ 22 فروری مطابق جمعرات 27 رجب المرجب...... نماز عشاء ادا کرنے کے بعد آٹھ بجے آپ گھر آئے چونکہ مسجد سے مکان تھوڑے سے فاصلے پر ہے، کہا، میں ذرا یہاں تقریب شادی میں ٹھہر کر شورکوٹ کے جلسے پہ جا رہا ہوں۔

ایک اطلاع کے مطابق آپ کے اندر جاتے ہی پیچھے سے کسی نے آواز دی اور آپ نے چونکہ فوری واپس آنا تھا، اس لئے توقف کے بعد بات سننے آئے، باہر احرار پارک میں ایک پڑوسی کی تقریب کے باعث جس میں تھوڑی دیر کے لئے آپ نے بھی شریک ہونا تھا خیموں، قناتوں اور قمقموں کی بستی تھی اور کھیلتے کودتے شور غل مچاتے بچوں کا غل غپاڑہ تھا نیز پٹاخے بھی چلائے جا رہے تھے۔ یہ قریباً سوا آٹھ بجے کا عمل ہوگا...... گھر سے باہر نکلے ہی تھے، ابھی چند قدم بھی اٹھائے نہ تھے کہ سفاک قاتلوں نے ریوالوروں سے گولیوں کی بوچھاڑ کر دی اور قبل اس کے کہ مولانا سنبھل سکیں، نشانہ بن گئے، گولیاں آپ کے سر سینہ اور پہلو میں لگیں اور نرم ونازک بدن سے خون کے فوارے پھوٹ پڑے، آپ وہیں گر گئے، کچھ لوگوں نے آوازیں سنیں مگر شادی کی گہما گہمی میں بات دب گئی۔

اہلیہ دروازے کے پیچھے سے رخصت کر کے اندر واپس جا چکیں تھیں، دروازے پر خوفناک آوازیں سن کر دھڑکتے دل کے ساتھ واپس دروازے پر آئیں تو حضرت فدا اصحاب رسول کو خون میں لت پت سنت فاروقی پر عمل پیرا جاں بلب پایا، بچوں اور خواتین کا چیخ آہ و بکا اور دل دوز چیخ و پکار نے لوگوں کو متوجہ کیا، اتنے میں سفاک قاتل اپنا کام تمام کر کے فرار ہو چکے تھے قبل اس کے طبی امداد فراہم کی جاسکے فی الفور آپ کے جسد خاکی کو ایک سوزوکی کار کے ذریعے ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال لے جایا گیا جہاں آپ خالق حقیقی سے جا ملے۔

علامہ حق نواز جھنگوی شہیدؒ کے رفیق سفر وحضر حافظ اللہ دتہ اپنے خیالات کا اظہار اس طرح کرتے ہیں۔ یہ ان دنوں کی بات ہے جب مولانا جھنگوی تحریک ختم نبوت کے سلسلے میں گرفتار ہو کر جیل پہنچ چکے تھے۔ میری ان سے عقیدت ومحبت بھری راہ ورسم پیدا ہو چکی تھی، ان دنوں میں ایک دکان پر کام کیا کرتا تھا، مولانا کی مصروفیات اور مسجد میں رش اور صفوں اور دیگر کام کی کثرت کی وجہ سے مسجد میں کوئی خادم ٹھہرتا نہیں تھا، یکے بعد دیگرے کئی تعینات کئے گئے اور چھوڑ چھاڑ کر چلے گئے بعض مرتبہ مسجد میں نماز پڑھانے والا نہ ہوتا۔ مولانا نے مجھے جیل سے ایک چٹ لکھی، جس میں مجھے حکم دیا گیا تھا کہ مسجد کی امامت، تدریس اور خدمت کا کام سنبھالوں، مولانا نے لکھا تھا کہ دین میری ذاتی جاگیر نہیں اور نہ ہی اس کی تمام ذمے داری مجھ پر آتی ہے یہ ہم سب کی مشترکہ میراث ہے، تم میرے دائیں بازو بنو اور مسجد کو ویرانی سے بچاؤ چنانچہ میں نے ان سے جیل میں ملاقات کی تو آپ نے فرمایا کہ تم اللہ پر توکل کر کے بغیر تنخواہ اور شرائط کے بیٹھ جاؤ، خواہ تمہیں وہاں کچھ بھی نہ ملے، چنانچہ اس دن سے مسجد کا کام میں نے سنبھال لیا، تنخواہ وغیرہ خود انتظامیہ مسجد نے اپنی صوابدید کے مطابق دینی شروع کر دی تھی۔

جس واقعے سے میں زیادہ متاثر ہوا وہ یوں تھا کہ شیعوں کے گڑھ بلاق شاہ کے محلے میں ایک سُنّی مکان بن رہا تھا، شیعہ رکاوٹ بنے اور مکان کی تعمیر رک گئی، پولیس پہنچی مگر

یہ عجیب اتفاق ہے کہ آپ کے تینوں بیٹے جب پیدا ہوئے تو تینوں مرتبہ آپ جیل میں تھے

اس نے بھی کوئی کارروائی نہ کی، پڑوسی علماء بھی شیعہ کے مقابل آگئے، اتفاق سے مولانا اپنے گھر پر موجود تھے، اس بات کی اطلاع ملتے ہی غیض وغضب سے پھٹنے لگے، اسی وقت روانہ ہوئے، میں ساتھ ہولیا، بلاق شاہ کی مسجد کے قریب جہاں وہ مکان تعمیر ہو رہا تھا، کافی لوگ اکٹھے تھے، جن میں شیعہ بھی تھے، تھانے دار اور پولیس وغیرہ اور کچھ علماء اور دیگر معززین بھی شامل تھے، مولانا ایک کرسی پر بیٹھ گئے، مگر غصے سے سرخ ہو رہے تھے، مولانا نے تھانے دار سے پوچھا، یہ مکان کس کا ہے اس نے کہا سُنّی کا، پھر پوچھا کیا کمیٹی سے نقشہ منظور کروا رکھا ہے اور اس کے پاس اجازت نامہ ہے، اس نے کہا جی ہاں ہے، مولانا نے پھر پوچھا یہ ماجرا کیا ہے اور شیعوں کی طرف اشارہ کرکے ...... یہ کیوں کھڑے ہیں، تھانیدار نے کہا یہ اپنے مرکزی امام باڑے کے پاس پختہ مکان نہیں بنانے دیتے اس پر مولانا نے کہا کہ آپ کیوں آئے ہیں اور یہاں کیوں بیٹھے ہیں اٹھیں اور چلے جائیں، یہ فیصلہ اب میں کروں گا۔

اہلیہ کے سوال پر ایک بار فرمایا: "مجھ سے اللہ تعالیٰ کوئی بڑا کام لینا چاہتے ہیں میں تو اس اہم کام میں لگا ہوا ہوں۔"

ادھر شیعہ یا علی مدد کے نعرے لگا رہے تھے اور چھرے لہرا رہے تھے ہاکیاں اٹھائے کھڑے تھے، جب مولانا نے تھانیدار سے یہ کہا کہ تم چلے جاؤ تو ایک شیعہ بولا:

یہ شرارتی مولوی آگیا، اب لڑائی ڈالے گا، اس کے یہ کہنے کے ساتھ ہی مولانا نے پاؤں سے جوتی اتاری اور اس کے منہ پر دے ماری۔ معاً بعد شیعہ سُنّی آمنے سامنے آگئے، مگر چند لمحوں ہی میں شیعہ بھاگ کر اپنے امام باڑے میں روپوش ہو گئے اور نعرہ بازی بھی ختم ہو گئی، جبکہ سُنّی پاس ہی ایک ٹال سے لکڑیاں ڈنڈے اٹھا کر میدان میں آگئے تھے، مولانا نے گرج کر کہا مکان بھی سُنّی کا ہو، قانونی طور پر بھی سُنّی نے پوری کارروائی کی ہو اور شیعہ پھر بھی رکاوٹ بنے، یہ کیسے ہو سکتا ہے اور اس کے ساتھ ہی مکان کی تعمیر شروع ہو گئی اور وہ مکان آج بھی پورے طمطراق سے رافضیوں کا منہ چڑا رہا ہے، مولانا گرجتے رہے مگر ادھر سب کا نشہ ہرن ہو چکا تھا اور پولیس کو بھی جھاڑ پلا کر رخصت کر دیا گیا۔

خودداری:

مقامی ایم پی اے کے ایک قریبی عزیز جامعہ محمودیہ اور چہلیانوالی مسجد کو چندہ وغیرہ دیا کرتے تھے، الیکشن 1985 کے موقع پر وہ صاحب ایک معروف رافضی جاگیردار کے ساتھ جا ملے جس سے مولانا اس کے سخت خلاف ہو گئے، ان صاحب نے ایک الیکشنی جلسے میں تقریر کرتے ہوئے کہہ دیا کہ ہم انہیں چندے دیتے ہیں، ان کی مدد کرتے ہیں، یہ ہمارا کھا کر ہمیں ووٹ نہیں دیتے، مولانا کو جب اس کے ان ہفوات کا علم ہوا تو مجھے بلایا اور فرمایا کہ فلاں شخص کی رسیدات اور رجسٹروں سے چندے کی تمام رقوم کا حساب کرو اور مجھے بتلاؤ اس کی ایک ایک پائی واپس کرنی ہے یہ بات اس شخص تک بھی پہنچ گئی، بڑا نادم ہو کر فوراً مولانا کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنی غلطی کا اعتراف کر کے معافی کا خواستگار ہوا، بڑی مشکل سے مولانا نے معاف کیا۔

علماء کا احترام:

علمائے کرام کا حد درجے احترام کرتے تھے جلسوں اور اجتماعات کے موقع پر علماء کی میزبانی خود کرتے، ان کے سامنے اپنی ہیئت مثلاً ٹوپی واسکٹ نہ پہنتے، معمولی سا رومال باندھ لیتے نوجوانوں کو علماء اکابرین کی خدمت پہ لگاتے، واپسی پر سفر خرچ دے کے ساتھ سواری پر پہنچانے کے لئے کسی کو بھیجتے۔

کروڑ پکا کا واقعہ ہے آپ کے پہنچنے پر ہزاروں لوگ استقبال کیلئے امڈ آئے اور نعرہ زنی ہو رہی تھی، اتنے میں آپ کی نظر اپنے ایک پرانے ہم مدرس پر پڑی جو عمر میں آپ سے ذرا بڑے تھے اور طالب علمی کے دور میں بھی ان کا احترام کرتے تھے فوراً سواری سے اتر گئے، انہیں ملے اور کار کی اگلی سیٹ پر بٹھا دیا اور خود پیچھے بیٹھ گئے۔

مہمان نوازی:

مہمان نوازی تو مولانا کی سب سے اہم خوبی تھی اور اس میں وہ بڑے مبالغہ آمیز درجے میں اگر کہا جائے تو بھی اس کا مصداق تھے۔ جیل، حوالات میں جن لوگوں نے آپ پر تشدد کیے، گالیاں دیں، گرفتاری کے موقع پر جن پولیس والوں نے لاٹھیاں برسائیں، سیکورٹی والے حتیٰ کہ آپ کے منہ پہ تھوک دینے والے بھی، آئے تو ان کی چائے پانی سے تواضع کی، پہچان لینے کے باوجود کبھی کسی کو جتلایا نہیں، اگر کسی دوسرے نے کہہ دیا تو اسے سختی سے خاموش کر دیا، فرماتے یہ تو اہلکار ہیں، ان کا کچھ اختیار نہیں ہوتا، ان کے بڑے افسران جو حکم دیتے ہیں یہ اسی طرح کرتے ہیں۔ اہل سنت میں سے کسی سے نفرت آپ کی سرشت میں نہیں تھی۔ البتہ شیعہ افسر ہو یا سپاہی، اس سے مولانا کی بات چیت ایک مشکل مرحلہ ہوتا تھا۔ ایسے لوگوں کو مسجد میں نہ داخل ہونے دیتے نہ کھل کر ان سے بات کرتے، کسی شیعہ کا احترام اور عقیدت مندانہ رویہ تو بھی قبول نہ تھا۔

ہمدردی:

قوم کی ہمدردی اور خیر خواہی آپ کا ہمہ وقت وطیرہ تھا خاص کر اپنے اہل محلہ اور متعلقین سفر سے واپسی پر بیماری، موت اور دیگر حوادث کا مجھ سے پوچھتے اور اس پر مناسب اقدام کرتے پھر مجھے ارشاد فرمایا کہ تم اس سلسلے میں ایک فہرست بنا دیا کرو مجھے واپسی پر کس کس کی تیمارداری کرنی ہے اور کہاں کہاں تعزیت کے لئے جانا ہے کیونکہ میں مصروفیات کی وجہ سے غافل ہو جاتا ہوں۔

میرا ایک بھتیجا حافظ محمود حنیف شیخ لاہور میں میونسپل کمیٹی کی ٹریکٹر ٹرالی کے نیچے آگیا اور اس کا پیٹ پھٹ گیا، اطلاع ملنے پر میں وہاں پہنچا تو مقامی لوگ اسے ہسپتال لے جا چکے تھے، میری چونکہ وہاں کوئی شناسائی نہ تھی، خوش قسمتی سے حضرت جھنگویؒ لاہور میں موجود تھے، میں نے انہیں واقعے سے مطلع کیا فوراً مجھے ساتھ لے کر ہسپتال پہنچے، وہاں کوئی موجود نہ تھا، ایس پی ڈی سی صاحبان کو ٹیلی فون کیا اور پوچھا کہ اس ہسپتال کا کوئی وارث نہیں؟ یہاں کوئی موجود نہیں ہے۔

ڈی سی اور ایس پی دونوں ہسپتال پہنچے۔ تو مولانا وہاں جمع لوگوں سے بات چیت کر رہے تھے، لہجے میں درشتی تھی کہ ہر طرف اندھیر نگری ہے، یہ ہسپتال ہے یا درندوں کا مرکز جہاں علاج ہوتا ہے یا خون پیا جاتا ہے۔

ڈی سی صاحب نے فوراً ڈاکٹروں کو بلایا، مولانا نے کہہ دیا کہ اگر میرا یہ بچہ فوت ہو گیا تو اس کا خون تم سب کی گردن پر ہوگا۔ پھر مجھ سے شکوہ نہ کرنا چنانچہ تمام ڈاکٹروں نے بڑی تگ و دو اور محنت کی، الحمد للہ اس کی جان بچ گئی۔ البتہ ٹانگ پر گوشت لگوانا (سرجری) باقی تھا، ایک ڈاکٹر صاحب خاصے برہم تھے انہوں نے یوں کہہ دیا کہ گوشت جا کر حق نواز سے لگواؤ جو بڑا ہمدرد بنا پھرتا ہے، اس پر مولانا نے اسے یہاں سے تبدیل کروا کر بلوچستان کے کسی نامعلوم مقام پر تعینات

آپ کے قائم کردہ دینی ادارہ "جامعہ محمودیہ کی سنگ بنیاد" کی تقریب سے تین دن قبل آپ کو گرفتار کر کے گوجرہ سب جیل میں بند کر دیا گیا تھا

کروادیا۔ جس پر اس نے بگڑ کر استعفیٰ دے دیا تھا۔

یہ سب کچھ دوسروں کے لئے ہوتا تھا، اپنے بارے میں ان کا معاملہ بالکل مختلف تھا، ایک مرتبہ ان کی اہلیہ بیمار تھیں، بیماری کی شدت کی وجہ سے انہیں ہسپتال داخل کروانا پڑا تو کسی کو اطلاع دیئے بغیر چپکے سے اسے ایک کمرہ لے کر ہسپتال میں داخل کر دیا گیا، ڈاکٹرز اور نرسوں کو بھی یہ احساس نہ دلایا کہ یہ مولانا حق نواز جھنگوی کی اہلیہ ہیں اور جب تک یہ اطلاع عام ہوئی تو وہ ہسپتال سے فارغ ہو چکی تھیں، اپنی ذات کے لئے انفرادیت کے قطعاً روادار نہ تھے، بلکہ اپنے مفاد کو پیچھے رکھتے۔

خدمت کیسے لی......؟

ایک مرتبہ کسی پروگرام سے تھکے ماندے جھنگ پہنچے اور دفتر میں لیٹ گئے، میں نے درس گاہ سے تین چار بچے انہیں دبانے کے لئے بھیج دیئے، جب لڑکے جا کر دبانے لگے تو مولانا نے پوچھا تم کہاں سے آئے ہو اور کس نے بھیجا ہے، جب لڑکوں نے بتلایا کہ ہمارے استاد جی حافظ اللہ دتہ نے بھیجا ہے تو بچوں کو فوراً واپس بھیج دیا اور خود تشریف لا کر مجھ سے زبردست ناراض ہوئے کہنے لگے تمہیں شرم کرنی چاہئے یہ قرآن پڑھنے آئے ہیں نہ کہ ہماری نوکری کرنے، اگر زیادہ ہمدردی آ رہی تھی تو تم خود آ کر دباتے، آئندہ کبھی ایسی حرکت نہ کرنا۔

میری حسرت:

میں نے ابتدائی چند لمحات چھوڑ کر باقی ساری عمر ان کے قریب قریب رہ کر اسی مسجد میں گزاری مگر آخری وقت میں حالات کی ناگفتہ بہ صورت کی وجہ میں صرف ان کے جنازے میں شامل ہو سکا، نہ غسل دینے میں اور نہ جامعہ محمودیہ تک ساتھ جانے میں اور نہ تدفین میں شریک نہ ہو سکا، کیونکہ باہر دور دور سے آنے والوں کے لئے کھانے پانی کا اور ٹھہرانے کا انتظام صرف میں کر سکتا تھا زبردست کرفیو کی وجہ سے کوئی چیز بھی بازار سے کئی دنوں تک حاصل کرنا ممکن نہ ہی تھی۔

میرا پیارا دوست معاویہ ندیم شہید رح

تحریر تصور معاویہ اٹھارہ ہزاری جھنگ

معاویہ ندیم شہید انتہائی خوش اخلاق، ملنسار، مخلص اور دینی جذبہ رکھنے والا 19 سال کا نوجوان تھا۔ میں عموماً مرکز محمدی چورنگی جامع مسجد ابوبکر صدیق مولنا عبدالغفور ندیم کے پاس جاتا رہتا تھا۔ جہاں ان کے صاحبزادے معاویہ ندیم سے بھی بات چیت ہو جاتی معاویہ ندیم کی زندگی کے آخری دنوں میری بات چیت دوستی میں بدل گئی۔........ گذشتہ جمعہ کے دن جماعت کے پرچم بنوانے کے لئے میں بڑا پریشان تھا معاویہ ندیم نے میری پریشانی کو بھانپتے ہوئے کہا "بھائی آپ پریشان کیوں ہیں میں آپ کو پرچم تیار کر کے دے دیتا ہوں" کوئی ساتھی بھی جب معاویہ ندیم سے مل لیتا تھا وہ یہی سمجھتا تھا کہ یہ تو میرے سگے بھائیوں سے بھی زیادہ میرا ہمدرد ہے مولنا شمس الرحمان معاویہ اہلسنت والجماعت پنجاب کے صدر ہیں انہوں نے جماعت کے پرچموں کے لئے مجھ سے کہا ہوا تھا۔ اس کا اظہار جب میں نے معاویہ ندیم سے کیا تو فوراً بولا کہ بھائی شمس الرحمٰن معاویہ کو جتنے بھی پرچموں کی ضرورت ہو گی میں آدھی قیمت میں تیار کر کے دے دوں گا۔ معاویہ ندیم کی تعلیم کی واجبی سی تھی لیکن اس کی سوچ اور فہم و فراست اعلی تعلیم یافتہ لوگوں کے برابر تھی۔ شہادت کے دن علی الصبح اٹھ گیا تھا۔ نماز فجر کے بعد مسجد کے گیٹ پر کھڑا رہا۔ پھر اچھے کپڑے پہنے خوشبو لگائی اسے عدالت میں پیشی کے لئے جانا تھا۔........ علامہ علی شیر حیدری کی شہادت پر احتجاجی جلوس کی وجہ سے 18 اگست کو کراچی کی انتظامیہ نے مولنا عبدالغفور ندیم سمیت انکے پانچ بیٹوں فیصل ندیم، صہیب ندیم، راشد ندیم، معاویہ ندیم اور سعد ندیم کو جھوٹے مقدمات میں گرفتار کر کے جیل بھیج دیا تھا۔ یہ تمام لوگ 27 رمضان المبارک کو رہا ہوئے تھے۔ اور آج اسی مقدمہ کے سلسلہ میں عدالت میں ان کی پیشی تھی۔ 21 رمضان المبارک کو میں نے جیل میں ان سے ملاقات کی معاویہ ندیم نے اس وقت مجھے بتایا کہ جیل آ کر مجھے اتنا سکون ملا ہے کہ ساری زندگی بھلا نہیں سکوں گا۔ اس نے یہ بھی کہا کہ ہم مشنری لوگ ہیں جیل میں رہنا اور جیل سے باہر رہنا ہمارے لئے برابر ہے ہم اپنے مشن پر قربان ہونے کے لئے ہر وقت تیار رہتے ہیں۔ کوئی پرواہ نہیں کہ چاہے ساری زندگی ہی جیل میں گزارنی پڑے 12 مارچ کو سفید رنگ کی سوزوکی کار میں سوار ہوئے۔ مولنا عبدالغفور ندیم کا بڑا بیٹا فیصل گاڑی چلانے لگا۔ اور معاویہ ندیم موٹر سائیکل پر ان کے پیچھے چلنے لگا۔ جب یہ لوگ میٹرک بورڈ آفس کراس کر کے آگے جانے لگے تو وہاں پر 4 موٹر سائیکلوں پر 2,2 نوجوان سوار انتظار میں کھڑے تھے۔ انہوں نے مولنا ندیم کی گاڑی پر فائرنگ شروع کر دی۔ معاویہ ندیم نے آگے بڑھ کر فائرنگ کرنے ایک نوجوان پر اپنی موٹر سائیکل چڑھا دی جس سے وہ زمین پر گر پڑا اور معاویہ بھی موٹر سائیکل سمیت اس کے اوپر گر گیا اسی دوران ان کے دوسرے ساتھیوں نے معاویہ ندیم پر گولیوں کی بوچھاڑ کر دی اور کئی گولیاں اس کے سر میں پیوست ہو گئیں۔ مولنا ندیم کے ساتھ بیٹھے ہوئے گن مینوں نے بھی فائرنگ کی جس سے حملہ آوروں کے دو نوجوان زخمی ہوئے۔ اور ان کا ایک ساتھی موقع پر مارا گیا انتہائی بدقسمتی کی بات یہ ہے کہ مولنا ندیم کی گاڑی کے پیچھے پولیس کی موبائل بھی آ رہی تھی جس کے پاس اسلحہ بھی تھا۔ پولیس موبائل نے جب فائرنگ ہوتی دیکھی تو دہشت گردوں کو گھیرنے یا ان کا مقابلہ کرنے کی بجائے انہوں نے گاڑی پیچھے موڑ کر دوڑ لگا دی جس سے دہشت گرد فرار ہونے میں کامیاب ہو گئے۔ چند لمحوں بعد دہشت گرد ایک ایمبولینس لے کر آئے جس میں اپنے مردار اور زخمیوں کو ڈال کر لے گئے ......اس سانحہ کے بعد ڈاکٹر فیاض اور سعود بھائی موقع پر پہنچ گئے۔ انہوں نے مولنا عبدالغفور ندیم شہید اور دوسرے ساتھیوں کو عباسی شہید ہسپتال پہنچایا۔... جہاں سے انہیں نشتر ہسپتال ریفر کر دیا گیا۔ معاویہ ندیم زخموں کی تاب نہ لا کر اللہ کو پیارے ہو چکے تھے۔ انکے والد محترم مولنا عبدالغفور ندیم بھی دو بعد دن ہسپتال میں شہید ہو گئے؟

"انا للہ وانا الیہ راجعون"

معاویہ ندیم کا ہنس مکھ چہرہ، پیاری پیاری باتیں، حسن اخلاق، مشن سے والہانہ وابستگی کا جذبہ، کارکنوں کے ساتھ شفقت، محبت اور پیار کا برتاؤ آج بھی مجھے یاد آتا ہے تو آنکھوں پر رومال رکھ کر رو لیتا ہوں..........

پھر مولنا حق نواز جھنگوی شہید سے لے کر معاویہ ندیم تک سپاہ صحابہ کے درجنوں قائدین سینکڑوں کارکنوں کے بے گناہ، پاک اور معصوم خون کے قطرات مجھے جھنجوڑ کر کہتے ہیں۔ جو لوگ اللہ کی راہ میں شہید ہو جائیں انہیں مردہ مت سمجھو وہ تو زندہ ہیں ان کو جو رزق بھی دیا جاتا ہے۔ لیکن تم ان کے بارے میں شعور قطعاً نہیں رکھتے ہو۔...... معاویہ ندیم کی شہادت کے بعد یہ خبر پورے ملک میں پھیل گئی لاکھوں لوگ مرکز اہلسنت والجماعت میں پہنچنا شروع ہو گئے........ وزیر اعلیٰ ہاؤس کے سامنے نماز جنازہ پڑھنے کا اعلان ہوا۔...... انتظامیہ نے قاتلوں کی گرفتاری اور ان کو عبرتناک سزا دینے کا وعدہ کر کے نماز جنازہ محمد چورنگی چوک میں ادا کرنے پر قائل کر لیا۔...... معاویہ ندیم کی نماز جنازہ پر لاکھوں لوگوں کی شرکت نے ثابت کر دیا ہے کہ مشن جھنگوی کے دیوانے ہزار جبر، شہادتوں، حادثات اور مصائب کے باوجود اپنے مشن اور کاز کے لئے سر بکف ہیں۔ معاویہ ندیم کو شہادت سے 37 گھنٹے بعد قبر میں اتارا گیا تھا۔ لیکن اس کے جسم میں اس وقت بھی خون بہتا ہوا نظر آ رہا تھا۔

خطابت کا شہسوار ـــ استقلال کا کوہِ گراں

جمیل الرحمٰن عباسی (مدیر ماہی تسکین الصدور بہاولپور)

1970ء کے آخری عشرے میں جب ایران کے حکمران رضا شاہ نے امریکہ کو آنکھیں دکھانا شروع کر دیں تو امریکہ نے اس کو معزول کرنے اور اس کے قائم مقام کی تلاش کے سلسلے میں ضروری کارروائی شروع کر دی۔ اس دوران امریکی سی آئی اے نے اپنی ایک خفیہ رپورٹ میں سفارش کی کہ خمینی جو کہ ایک بااثر شیعہ مُلّا ہے، امریکہ کی عین توقعات کے مطابق شاہ کا متبادل ہو سکتا ہے اور اس خطہ میں امریکہ کے اسلام دشمن عزائم کی تکمیل کیلئے بہت مددگار معاون ثابت ہو سکتا ہے۔ چنانچہ جونہی آیت اللہ خمینی عراق سے ملک بدر ہو کر فرانس پہنچے، امریکی صدر کارٹر نے اپنے ایک چوٹی کے آفیسر رمزے کلارک کو پیرس بھیجا، رمزے کلارک سے خمینی کی کئی خفیہ ملاقاتیں ہوئیں اس نے خمینی کو امریکہ کی مکمل حمایت کا یقین دلاتے ہوئے معلوم کیا کہ فی الوقت ان کی کیا مدد کی جا سکتی ہے۔

آیت اللہ خمینی نے واضح کیا کہ ایرانی عوام کی شاہ سے دشمنی اور اس کے خلاف انقلاب کی اصل بنیاد امریکہ سے سخت نفرت ہے لہٰذا ان حالات میں امریکہ سے کسی قسم کے کھلے روابط کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا البتہ اگر امریکہ چاہے تو در پردہ دونوں فریق ایک دوسرے کے خلاف دشنام تراشی اور مخالفت کا تاثر دیتے رہیں۔ ساتھ ہی امریکہ اپنا اثر و رسوخ استعمال کر کے شاہ کو جتنی جلدی ممکن ہو ایران چھوڑنے پر مجبور کر دے اور یقینی بنائے کہ اس کو کسی صورت کسی ملک میں بھی پناہ نہ ملے۔

باہمی مفاہمت کے اس خفیہ معاہدے کے بعد امریکہ انتظامیہ نے شاہ پر دباؤ ڈالنا شروع کر دیا کہ وہ ایک غیر فوجی حکومت تشکیل دے کر عارضی طور پر ایران سے چلا جائے اس لئے کہ اس کی موجودگی میں حالات بہتر ہونے کی کوئی امید نظر نہیں آتی۔ حالات سازگار ہونے پر وہ واپس آ سکے گا۔

چنانچہ 7 فروری 1979ء کو امریکہ کے ایک اعلیٰ آفیسر ائیر فورس جنرل رابرٹ ہائسر اپنے ساتھ صدر کارٹر کا ذاتی پیغام لے کر تہران پہنچے اور شاہ کو عارضی طور پر ملک چھوڑنے کے لئے راضی کر لیا۔

شاہ کے ملک چھوڑتے ہی خمینی کیلئے ایران واپس آنے اور انقلاب بپا کرنے کے لئے راہ ہموار ہوگئی، امریکہ

ان کی ایک ہی تقریر خوابیدہ جذبات کو انگڑائیاں لینے پر مجبور کر کے، خفیہ ضمیروں کو جھنجھوڑ کر عزائم میں پختگی اور ولولوں میں تازگی پیدا کر دیتی تھی۔

نے خمینی کی انقلابی حکومت کو 24 گھنٹوں کے اندر تسلیم کر لیا جبکہ شاہ نے اپنی سلطنت کے سقوط کا ذمہ دار کارٹر کو ٹھہرایا۔

انقلاب کے بعد امریکی سفارت خانے پر انقلابیوں کے حملے اور اس کے عملے کو یرغمال بنانا امریکی حکومت کے لئے غیر متوقع نہ تھا، یہ امر باعث حیرت ہے کہ انقلاب کے وقت سینکڑوں امریکی شاہ کی حکومت کے مختلف اداروں خصوصاً وزارت جنگ میں بطور مشیر تعینات تھے لیکن اس دوران جہاں دوسرے ایرانی ہزاروں کی تعداد میں مارے گئے وہاں ایک امریکی کو بھی گزند نہ پہنچا بلکہ سب کو بحفاظت ملک بدر کر دیا گیا، یہ سارے واقعات دراصل امریکہ اور خمینی کے درمیان طے پانے والے خفیہ سمجھوتے پر عمل کا حصہ تھے تاکہ ایرانی عوام کو دھوکہ میں رکھا جا سکے۔ انقلاب کے دوران ایران کے ہوائی اڈے ہر قسم کی آمدورفت کے لئے بند کر دیئے گئے تھے لیکن ان ہوائی اڈوں پر خصوصاً تہران میں امریکی ہوائی جہازوں کی آمدورفت اور امریکی باشندوں کو لے جانے کا سلسلہ بغیر کسی روک ٹوک کے انقلاب کے بعد تک جاری رہا۔

(ایران افکار و عزائم صفحہ 253)

امریکی سرپرستی اور معاونت نے بالآخر خمینی کو تخت اقتدار پر براجمان کر دیا۔ خمینی نے حکومت کی باگ ہاتھ میں لیتے ہی اسلام مخالف اور صحابہ دشمنی پر مبنی اپنے افکار عالم اسلام پر مسلط کرنے کی سرگرم کوششیں بروئے کار لانا شروع کر دیں،

چنانچہ ایران کی وزارت خارجہ نے 1984ء میں شائع ہونے والے ایک کتابچہ میں خمینی اور اس کے جانشین خامنئی کے بیانات کے حوالے سے لکھا ہے کہ:

"ہم چاہتے ہیں کہ دوسرے اسلامی ملکوں میں بھی ایران جیسے حالات پیدا ہوں اور ہم اس انقلاب کو ان ملکوں میں برآمد کر سکیں..... اگر ہم ایرانی انقلاب کو برآمد کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں زیادہ سے زیادہ غیر سرکاری نمائندوں کو پوشیدہ طریقے سے دوسرے ملکوں میں بھیجنا چاہئے تاکہ وہ ان کی گلیوں میں آزادی سے گھوم پھر سکیں اور عام لوگوں سے گھل مل کر ان سے قریبی روابط پیدا کر سکیں۔ ان کے جذبات کو اکسا سکیں اور ایران جیسے انقلاب کی طرف ان کو مائل کر سکیں۔

اے برادران! "ایرانی انقلاب اس کے بانی اور اپنی

آپ کی زبان سے ادا ہونے والے الفاظ اہل تشیع کی تقیہ پر استوار عمارتوں کو خاکستر کر دیتے تھے

قوم کے مقاصد کی کتابوں، رسالوں اور تقریروں وغیرہ کے ذریعہ تشہیر کرو۔"

انقلابیوں نے اپنے افکار و نظریات فروغ دینے کے سلسلے میں پاکستان کو خصوصی توجہ کا مرکز بنایا، ایران کے عزائم یہ جلد سے جلد پاکستان پر اپنی فکری حکومت کے قیام کے خواہاں تھے چنانچہ دیکھتے ہی دیکھتے شیعوں کا زہریلا لٹریچر کتب، رسائل، پمفلٹ، سی ڈیز اور اخبارات کی اشاعت، سرکاری وفود کی پے

انقلاب کے دوران ایران کے ہوائی اڈے ہر قسم کی آمدورفت کے لئے بند کر دیئے گئے تھے۔ لیکن ان اڈوں پر خصوصاً تہران میں امریکی جہازوں کی آمدورفت اور امریکی باشندوں کو لے جانے کا سلسلہ بغیر رکاوٹ کے جاری رہنا۔ امریکہ اور خمینی کے خفیہ معاہدے کا پتہ دیتا ہے جو ایرانی عوام سے پوشیدہ رکھا گیا تھا

در پے آمد خانہ ہائے فرہنگ ایران کا جال، تنظیموں، تحریکوں اور ڈنگوں کا بھیانک روپ میں قیام، ٹارگٹ کلنگ کی منظم سازشیں اور اس جیسے بے شمار طوفان ملک بھر میں اس انداز سے برپا کردیئے گئے کہ محسوس ہوتا تھا آئندہ چند ماہ یا چند سالوں میں پاکستان ایران کی کالونی ہوگا، ادھر ایران کے یہ عزائم تھے ادھر تقدیر ایک اور فیصلہ کرچکی تھی۔

یہ جھنگ جو ایرانی شیعہ کی آماجگاہ اور سازشوں کا ہیڈ آفس بن چکا تھا، کے ایک غریب گھر، ایک نحیف نونہال اور مختصر بچے نے آنکھ کھولی، اس وقت کسے خبر تھی کہ یہ کمزور سا بچہ مستقبل قریب میں کیا کارہائے نمایاں سرانجام دینے والا ہے۔

بھلا یہ سامراجی قوتوں کو تھی کہاں خبر
کہ پھول سا یہ طفل مختصر عظیم کس قدر
پلٹ جھپٹ ہے اس میں باز کی تو شیر کا جگر
کہے گا جو سٹیج پر وہی کہے گا دار پر
یہ رقص آہوں کو سکھائے گا غموں کا مہکنا
ستم رسیدہ صیاد بلبلوں کو چہکنا

اس طفل مختصر کا نام "حق نواز" رکھا گیا، مختلف تعلیمی دانش گاہوں سے فیض پانے کے بعد بالآخر انہیں جامع مسجد پپلیاں حال جامع مسجد حق نواز شہید جھنگ کا خطیب مقرر کیا گیا۔

یہ وہ زمانہ تھا جب پاکستان میں بالعموم اور جھنگ میں بالخصوص شیعیت اپنے پنجے گاڑ چکی تھی، ایرانی غنڈے ملک بھر میں وحشیانہ کاروائیاں کررہے تھے، صحابہ کرامؓ اور ازواج مطہراتؓ کی عزت پر سرعام حملے ہورہے تھے، سنیت کا خون پانی سے بھی زیادہ سستا ہوگیا تھا، نفاذ فقہ جعفریہ کے مطالبات زور پکڑ رہے تھے، کلیدی عہدوں پر روافض کو براجمان کرایا جارہا تھا، علماء حق کو چُن چُن کر نشانہ بنایا جارہا تھا، پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا خمینی اور اس کے انقلاب کے ترانے گانے میں رات دن محو تھا، صحابہ کرام کی مدح سرائی قابل گردن زدنی جرم تصور کیا جاتا تھا، ایران سے برآمد شدہ لٹریچر کی گھر گھر تقسیم ہورہی تھی، ایرانی قیادت کی عزت افزائی امام کعبہ سے بھی بڑھ کر ہورہی تھی، بکاؤ ملا خمینی کی تعریف میں شبانہ روز رطب اللسان تھے، حضرات صحابہ کرام کے خلاف زبان درازی اور ان کی توہین برملا ہورہی تھی۔ پاکستان میں شیعہ انقلاب برپا کرنے کی تیاریاں عروج پر تھیں اور اس سازش میں رکاوٹ بننے والا ہر فرد ایرانی غنڈہ گردی کا نشانہ بن جاتا تھا، اصحاب پیغمبر ﷺ کے خلاف ننگی گالیوں پر مشتمل خمینی اور اس کے پیشواؤں کی کتابیں بے تحاشا فروخت کی جارہی تھیں، اہل سنت کے خلاف نفرت کا بازار ہر طرف گرم تھا، چند ٹکے کے شیعہ لمحہ بھر میں حکومت اور تھانہ کچہری سے اپنے مطالبات منوالیا کرتے تھے، خمینی اور اس کے ایران کے خلاف منہ سے اور قلم سے نکلنے والا ایک حرف بھی موت کو دعوت دینے کے مترادف تھا، چار سو رفض کی وحشیانہ سرگرمیاں جوبن پر تھیں، اہل سنت کے لئے سر اٹھا کر چلنا دوبھر ہوگیا تھا، قرآن وسنت کے جلسہ کی اجازت جوئے شیر لانے کے برابر تھی، سرکاری افسران کی فرعونیت انتہا کو پہنچ چکی تھی، سنیت سو چکی تھی، ان کو بیدار کرنا مشکل ہی نہیں ناممکن نظر آرہا تھا، سنیت کے حقوق غصب ہوچکے تھے اور ان کیلئے حقوق کا مطالبہ بھی ناقابل معافی قصور تھا، ماتمی جلوس اور اسکے شرکاء گلی گلی اور کوچہ کوچہ شرانگیزی کو فروغ دے رہے تھے اور سب سے خطرناک صورت یہ تھی کہ شیعیت یہ سب کچھ اسلام کے نام پر کررہی تھی اور اہل سنت ان تمام بدمعاشیوں کو بڑی بے بسی سے دیکھتے، برداشت کرتے اور کسی مسیحا کے انتظار میں زہر کے گھونٹ پی کر رہ جاتے مگر انہیں دور دور تک کہیں بھی امید کی کرن نظر نہیں آتی تھی، مایوسی کی ایک تاریک اور طویل رات ان کے پیش نظر تھی، رفض کا ایک سیاہ سایہ انہیں دراز تر ہوتا نظر آرہا تھا، خمینی ازم کے کالے بادل انہیں ملک کے طول وعرض پر محیط ہوتے دکھائی دیتے تھے۔

عین اسی وقت جھنگ کی دھرتی سے اٹھنے والے ایک شعلہ نے کفر وجبر سے معمور گھٹاؤں کا ایک کونہ پھاڑ ڈالا پھر دیکھتے ہی دیکھتے وہ شعلہ جوالہ روشنی کے چراغ بانٹتا چلا گیا اور ستم ظریفیوں کے گھنگھور بادل چھٹتے چلے گئے، کفر کی ظلمتوں میں حق کی قندیلیں فروزاں کرنے والی وہی جامع مسجد پپلیاں کے خطیب جنہیں آج امیر عزیمت مولانا حق نواز جھنگوی شہیدؒ کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔

☆☆☆☆

میں سوچتا ہوں حضرت امیر عزیمت پر کس عنوان سے لکھوں؟ انکی زندگی کا ہر پہلو اس قابل ہے کہ اسے لکھا جائے، پڑھا جائے، سنا جائے، پھیلایا جائے، انکی حیات کا ہر گوشہ تحریر کے لائق ہے، ان کا ہر انداز اپنانے کے لئے موزوں ہے، انکی گفتگو کا ایک ایک حرف توجہ کا مستحق ہے ایک ایک تقریر مستند حوالہ ہے، پھر جس عنوان پر بھی لکھیں، کس قلم سے لکھیں؟ کن الفاظ میں لکھیں؟ کس انداز سے لکھیں؟ کونسی تعبیرات لائیں؟ اردو کے الفاظ محدود، تعبیرات ناقص، انداز پھیکے، قلم بے بس، سوچ عاجز اور حضرت امیر عزیمت ان سب سے بلند۔

شعلہ نوا مقرر، حق گو خطیب، سراپا اخلاص، وانداز فصاحت سے بھرپور تقریر، بلا کی بلاغت، بات سمجھانے اور منوانے کا زبردست انداز، باوقار لب ولہجہ، بھرپور روانگی اور بہاؤ میں اعتدال، جوش کے ساتھ ہوش کا مکمل ساتھ، بہترین الفاظ کا چناؤ، جملوں کا بر وقت استعمال، ہر لفظ گویا نوکِ قلم سے لکھا ہوا، اثر انگیز گفتگو، "بات جو دل سے نکلتی ہے اثر رکھتی ہے"، جس شخص کی کیسٹ قیامت ڈھائے ہے اسکی براہ راست تقریر کا کیا عالم ہوگا، مجمع کو ہمہ تن متوجہ کرنے اور رکھنے کا سلیقہ، سامعین کو ہمنوا اور ہم فکر بنانے کا مثالی طرز، مشکل مسائل عام فہم انداز میں پیش کرنے کا زبردست ملکہ، دل، دماغ اور زبان میں بے داغ یکسانیت، عشق مصطفیٰ، حب اصحاب رسول اور اسلاف سے وارفتگی پیدا کرنے کا قابل تقلید اور لائق اتباع ڈھنگ، مقبول شورش

اسکی زباں کی جنبش اولیٰ لولوئے لالہ ڈھال چکی ہے
اسکی نظر تجدید کی خوگر، اسکا چلن تقلید کے قابل
اسکی فصاحت معدن شعری، اسکی بلاغت مصور معنی
اسکی نفاست گلشن گلشن، اسکی رفاقت محفل محفل
اسکی روانی گنگ مبین ہیں، اسکی کہانی دار ورسن ہیں
اسکی سیادت جادہ جادہ، اسکی قیادت منزل منزل
اس کے ادب میں بانگ رجز ہے، بانگ رجز میں جوش جنون ہے
جوش جنوں میں سوز دروں ہے، سوز دروں میں جذب ہے شامل

آپ کی زبان سے نکلنے والے حروف کیا تھے!!!

گویا موتیوں کے قطرات تھے جس سے اہل سنت دامن بھرتے تھے یا آگ کے شعلے تھے جو اہل تشیع کی تقیہ پر استوار عمارتوں کو خاکستر کردیتے تھے، آپ کے الفاظ کی صورت میں باطل کے آشیانوں پر آگ برساتے تھے، کفر کے ایوانوں میں کھلبلی مچا دینے والی گرج رکھتے تھے، دجل کی

جس شخص کی آڈیو کیسٹ ہی قیامت ڈھائے اسکی براہ راست تقریر کا کیا عالم ہوگا؟

ان کے سحرانگیز بیانات نے شیعیت کے چہرے سے تقیہ اور منافقت کا نقاب اتار کر چوراہے میں پھینک دیا تھا

[illegible]

آپ نے فرمایا حکومت ایک ماہ میرا راستہ نہ روکے میں چوکوں چوراہوں میں تقریر کر کے شیعیت کو ایران جانے پر مجبور نہ کردوں تو مجھے جلاوطن کر دیا جائے۔

جھنگ اور دلوں میں تازگی پیدا کر دی تھی، دینی حمیت اور مسلکی غیرت بیدار کر دی تھی، اپنے جائز مطالبات منوانے اور حقوق حاصل کرنے کا عزم جوان پیدا کر دی تھی، جبر و استبداد اور ظلم و بربریت کے بھیانک طوفانوں میں چھپے کا انداز سکھا دی سرمایہ داری، جاگیرداری اور وڈیرا شاہی کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کرنے کا حوصلہ اور تھانہ کچہری میں بے باکانہ صدائے احتجاج بلند کرنے کی جرأت عطا کر دی، منزل کے آگے حائل پہاڑوں سے ٹکرا جانے کا جذبہ دیتی اور مشکلات کی وادیوں کو بخوشی عبور کر جانے کا مزاج بنا دیتی، صحابہ کرام کی محبت اور شیعیت کی نفرت دماغ میں کوٹ کوٹ کر بھر دیتی اور تھانہ، قانون کی بے ضابطگیوں کا دبدبہ ذہنوں سے کھینچ ڈالتی۔ ایک ایک لفظ حوصلہ افزا، ایک ایک حرف ایمان افروز، ایک ایک نکتہ جرأت آمیز، ایک ایک بول ذہن ساز اور ایک ایک جملہ انقلاب آفریں، یہ فرمایا تھا:

"حکومت ایک ماہ میرا راستہ نہ روکے ایک ماہ مجھے چوکوں اور چوراہوں پر تقریر کرنے دے اگر شیعیت کو ایران جانے پر مجبور نہ کردوں تو مجھے جلاوطن کر دیا جائے۔"

بلاشبہ حضرت امیر عزیمت کے بیانات نے شیعیت کے چہرے سے تقیہ اور منافقت کا نقاب چوراہے پر اتار پھینکا ہے اور اب وہ صدیوں تک اسلام کے لبادہ میں رونما نہ ہو سکے گی، آپ نے انکی چودہ سو سالہ ریشہ دوانیاں اور اسلام کے خلاف گھناؤنی سازشیں طشت ازبام کر دیں، گزشتہ عہد میں انکا قبیح کردار امت مسلمہ کے سامنے کھول ڈالا، رفض کی داغدار تاریخ اور منافقانہ کارکردگی دوٹوک بیان کر دی، صرف دفاع کی روش

تھپیڑے اس کے عزائم میں تزلزل اور ارادوں میں لغزش پیدا نہ کر سکے۔ وہ تنہا مصائب کی چٹانوں سے ٹکراتا رہا، وہ اکیلا تکالیف کے سمندر عبور کرتا رہا، وہ بارہا موت سے آنکھ مچولی کھیلتا رہا، وہ متعدد بار موت و حیات کی کشمکش میں مبتلا رہا، وہ نحیف جسم اور لاغر جان پر بہت سے شب و روز ڈنڈے برداشت کرتا رہا، حالات کے بے رحم طمانچے اس پر بار بار پڑتے رہے، وہ اکیلی جان تشدد اور ستم ظریفی کے بے شمار وار سہتا رہا، جبر و استبداد کی نئی نئی اور کئی کئی داستانیں اس پر رقم کی گئیں۔

سے بے بس ہوگئی، ناصحین و دانشمند انہیں حیرت سے تکتے رہ گئے اور وہ دیوانہ وار بڑھتا چلا گیا۔

کہتا تھا فلک تو جس کو گستاخ ستارا
ٹوٹا ہے تجھے عشق کے آداب سکھا کر
شاہین اڑا قیدی پرندوں کو بتا کر
ٹکراؤ سلاخوں سے اڑو خوں میں نہا کر

الغرض وہ اپنوں کی زبانوں کے نشتر اور مخالفین کی تلواروں کے زخم برداشت کرتا ہوا آگے ہی بڑھتا گیا

مولانا حق نواز جھنگوی شہید کی جدوجہد سے خمینی کو عالم اسلام کا ہیرو ثابت کرنے کی کاوشیں دم توڑ گئیں۔

الغرض ظلم کی کونسی قسم ہے جو اس پر آزمائی نہ گئی ہو، تشدد کا کونسا طریقہ ہے جو اس پر پرکھا نہ گیا ہو، دکھ کی کونسی کہانی ہے جو اس پر رقم نہ کی گئی ہو، آزمائش کا کونسا حربہ ہے جو اس پر جانچا نہ گیا ہو، درد کی کونسی نوع ہے جو اس پر روا نہ رکھی گئی ہو، مصائب کا کونسا پہاڑ ہے جو اس پر توڑا نہ گیا ہو، آلام کی کونسی وادی ہے جس سے اسے گزارا نہ گیا ہو، زیادتی کی کونسی چکی ہے جس میں اسے پیسا نہ گیا ہو، ایذاء کے وہ کون سے انگارے ہیں جن پر اسے لٹایا نہ گیا ہو، ضرر کے وہ کونسے دریا ہیں جنہیں عبور نہ کرایا گیا ہو، جور کا وہ کونسا کوڑا ہے جو اس پر برسایا نہ گیا ہو

اپنے بھی خفا مجھ سے ہیں بیگانے بھی ناخوش
میں زہر ہلاہل کو کبھی کہہ نہ سکا قند

اور 22 فروری 1990ء کو جب اپنے گھر کی دہلیز پر اس کا گرم اور سرخ خون بہہ رہا تھا تو اس کے مشن کی صدائے بازگشت مشرق و مغرب اور شمال و جنوب میں سنی جا چکی تھی۔

فزت ورب الکعبہ
(رب کعبہ کی قسم تو کامیاب ہوگیا)

اے خطابت کے شہسوار۔۔۔۔۔سلام
اے قربانیوں کی مسلسل داستان ۔۔۔۔۔سلام
اے استقلال کے کوہ گراں۔۔۔۔۔سلام

CamScanner

معیار صحابیت

اصحاب رسولؐ پر اعتراضات اور ایمان کے بارے میں شیعی مغالطہ

(ڈاکٹر علامہ خالد محمود پی ایچ ڈی لندن)

"چونکہ ایمان اندر کی کیفیت کا نام ہے اس کے لئے محض اعلان اور کلمہ پڑھ لینا کافی نہیں۔ اس لئے ہر کلمہ گو کے بارے میں شک ہوسکتا ہے کہ وہ اندر سے مومن ہے یا نہیں......" یہ ایک ایسا مغالطہ ہے جس سے ہر مسلمان کو ایمان کی جہت سے مشتبہ بنایا جاسکتا ہے اور ہر مسلمان پر کسی بہانہ سے منافقت کا لیبل چسپاں کیا جاسکتا ہے۔

کیا اسلام حضورﷺ کی امت کو ایسی مشکوک اور متشابہ صورت میں چھوڑتا ہے کہ ہر کسی کی پوزیشن مشکوک رہے، کیا اسلام نے اس کا کوئی حل بھی پیش کیا ہے جس سے امت کسی سکون اور اطمینان سے چل سکے؟

حل الاشکال

(1)......آخرت میں جنت صرف مومنوں کے لئے ہے ظاہری اسلام رکھنے والوں کے لئے نہیں سو جن حضرات کے بارے میں حضور خاتم النبیینﷺ نے جنتی ہونے کی بشارت دی وہ یقیناً مومن ہیں اور اگر وہ حضورﷺ کے ساتھ رہے تو یقیناً صحابی ہیں حضورﷺ کا ان کے جنتی ہونے کی خبر دینا ان کے مومن ہونے کی خبر ہے۔ صحابیت کا یہ شرف حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ چاروں کو حاصل تھا۔

(2)......صدیق اور شہید بدون ایمان یہ مرتبے نہیں پاسکتے نہ صدیقیت کا نہ شہادت کا، سو حضورﷺ ختمی مرتبت نے جن حضرات کے صدیق اور شہید ہونے کی گواہی دی وہ یقیناً مومن ہیں۔ وہ حضورﷺ کے ساتھ رہے تو وہ صحابی ہیں اس پہلو سے حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ یقیناً مومن اور صحابی ہیں اور ان کے ایمان میں کسی قسم کا کوئی شبہ نہیں کیا جاسکتا......ورنہ حضورﷺ کی تکذیب لازم آئے گی۔

(3)......اسلام میں نکاح کے لئے مومن ہونے کی شرط ہے مومنہ عورت کسی کافر کے نکاح میں نہیں دی جاسکتی

لا تنکحو المشرکین حتیٰ یومنوا

(پارہ2 البقرۃ آیت 221) میں نکاح کے لئے مومن ہونے کی شرط لگائی گئی ہے:

فان علمتموهن من منات فلا ترجعوهن الى الكفّار لاهن حل لهم ولاهم يحلون لهن. (پارہ28 الممتحنۃ آیت10)

ترجمہ: پھر اگر وہ تمہیں ایمان والیاں معلوم ہوں تو انہیں کافروں کی طرف نہ لوٹاؤ وہ ان کے لئے حلال نہیں ہیں نہ وہ کافران مومنات کے لئے خاوند بننے کے لائق ہیں۔

رسول نبیﷺ اور علیؓ نے جن جن مردوں کو رشتے دیئے تو یہ نکاح ان کے ایمان اور ان کی اندرونی کیفیت کی تصدیق شمار ہوں گے اور پھر ان کے ایمان میں شبہ نہیں کیا جاسکے گا۔

نبیﷺ نے حضرت عثمانؓ کو رشتے دیئے، حضرت علیؓ نے اپنی بیوہ بھاوج کا رشتہ حضرت ابوبکرؓ سے کرایا اور اپنی بیٹی ام کلثوم کا رشتہ حضرت عمرؓ سے کیا......سو یہ نکاح ان حضرات کے ایمان اور ان کے دل کی اندرونی تصدیق کے ضامن ہوں گے اور ان کے مومن ہونے کا اقرار لازم ہوگا......اب ان کے صحابی ہونے میں کوئی اشکال نہ رہے گا اس جہت سے بھی حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ یقیناً مومن اور صحابی ہیں۔

(4)......سیدنا حضرت علیؓ اور حضرت عمار بن یاسر ان صحابہ میں سے ہیں جن کی شیعہ بھی عزت کرتے ہیں جنگ جمل کے بعد حضرت علیؓ نے حضرت ام المؤمنین کے بارے میں یہ فیصلہ دیا تھا:

ولها بعد حرمتها الاولى' (نہج البلاغہ جلد2)

ترجمہ: آج کے بعد بھی حضرت عائشہؓ کا وہی احترام ہوگا جو پہلے تھا۔

صحابی رسول حضرت عمار بن یاسر کہتے ہیں:

ان عائشه قد سارت الى البصرة والله انها لزوجة نبيكمﷺ فى الدنيا والأخرة

(صحیح بخاری جلد2 صفحہ1052)

ترجمہ: بے شک حضرت عائشہؓ بصرہ گئی ہیں بخدا یہ نبی پاک کی زوجہ دنیا اور آخرت دونوں میں ہیں۔

دنیا اور آخرت میں زوجہ رسول ہونے کی یہ خبر حضرت ام المؤمنینؓ کے ایمان کی ایک نہایت روشن دلیل ہے اگر ان کا انجام ایمان پر نہ ہوتو وہ آخرت میں کس طرح حضورﷺ کی زوجہ ہوسکتی ہیں؟

(5)......اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ایمان اور نیک اعمال بجالانے والے صحابہؓ سے خلافت کا وعدہ کیا تھا۔ دنیا گواہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا خلافت کا یہ وعدہ حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ پر پورا ہوا، سو قرآن کی یہ آیت (پارہ 18 النور آیت 55) ان حضرات کے ایمان پر کھلی شہادت ہے اگر یہ ایمان والے نہ ہوتے تو کس طرح انہیں قرآن کریم کی موعود خلافت ملتی۔

ان پانچ شہادتوں کی روشنی میں حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ اور حضرت

پاکستان میں فرقہ وارانہ امن وامان قائم رکھنے کے لئے آئینی طور پر خلفاء راشدین اور اہل بیت رسولﷺ اور صحابہ کی ناموس رسالت کا تحفظ انتہائی ضروری ہے۔

آنحضورﷺ اور سیدنا علیؓ نے جن جن مردوں کو رشتے دیئے یہ نکاح ان کے ایمان اور ان کی اندرونی کیفیت کی تصدیق شمار ہوں گے۔ ان کے نکاحوں کے بعد ان لوگوں کے ایمان کو مشکوک نہیں کیا جاسکے گا

مکہ میں مسلمان ہونے والے کسی بھی شخص پر منافقت کا الزام اسلام کے خلاف سوچی سمجھی سازش ہے کیونکہ منافقت کا آغاز مدینہ میں ہوا جس کی نشاندہی خود قرآن پاک نے کی ہے۔

عائشہ صدیقہ میں تصدیق قلبی اور ایمانی کیفیت نکھر کر سامنے آتی ہے اور محض اس لئے کہ منافق بھی آپ کی مجلس میں آ کر کلمہ پڑھتے تھے۔ یہ اندیشہ ہرگز ان حضرات کے ایمان کو مشتبہ نہیں کر سکتا، سو ان حضرات کے کامل الایمان صحابی رسول ہونے میں کسی قسم کا کوئی شبہ نہیں رہتا اور پاکستان میں فرقہ وارانہ امن وامان قائم رکھنے کے لئے آئینی طور پر ان کی ناموس کا تحفظ ضروری ہے۔

قرآن پاک کی رو سے منافقوں کی پہچان

قرآن کریم کے پہلے پارے کے شروع میں منافقوں کی مفصل داستان ملتی ہے۔ اس میں مذکور ہے:

اذا قیل لھم امنوا کما امن النّاس قالوا انؤمن کما امن السّفھاء (پارہ1 البقرہ)

ترجمہ: جب انہیں کہا جاتا ہے کہ تم بھی اسی طرح ایمان لاؤ جس طرح دوسرے لوگ ایمان لائے ہوئے ہیں تو وہ کہتے ہیں کیا ہم اس طرح ایمان لائیں جس طرح یہ بے وقوف لوگ ایمان لائے؟

اس سے پتہ چلتا ہے کہ منافقین کے دعوئ اسلام سے پہلے مسلمانوں کا ایک ایسا طبقہ ضرور موجود تھا جن کا اسلام معروف تھا اور وہ لوگ آئندہ مسلمان ہونے والوں کے لئے ایک معیار کی حیثیت رکھتے تھے، منافقوں کا مسلمانوں میں گھسنا یہ بعد کا ایک عمل ہے، مومنین کا وجود پہلے سے ہے۔

اس سے ثابت ہوا کہ سابقین اولین کے دامن پر نفاق کا کوئی چھینٹا نہیں، وہ سب کے سب حقیقی معنوں میں مسلمان اور مومن تھے۔ ورنہ قرآن کریم ان کے ایمان اور منافقین کے دعوئ ایمان کا اس ترتیب سے ذکر نہ کرتا۔ اس آیت کے نازل ہونے سے پہلے حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ چاروں ایمان لائے ہوئے تھے اور انہی حضرات کے ایمان کو آئندہ کے لئے ایمان کی کسوٹی سمجھا گیا۔

جب کوئی تحریک شروع ہوتی ہے تو اس کا پہلا دور محنت و تکلیف اور ہموم ومصائب کا دور ہوتا ہے کوئی مخالف ایسا بے وقوف نہیں ہوتا جو اس وقت محض مار کھانے کے لئے ان میں شامل رہے ہاں جب اس کی کامیابی کے کچھ آثار کھلنے لگیں تو پھر بعض مخالف اس میں گھس کر ففتھ کالم کا کام کرنے لگتے ہیں۔ پس وہ لوگ جو سب سے پہلے مسلمان ہوئے جیسے حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ، حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت علی المرتضیٰؓ حضرت عثمانؓ اور حضرت بلالؓ وغیرہم ان تمام حضرات کا دامن شائبہ نفاق سے کلیتہً پاک سمجھا جائے گا منافقین کے دعوئ ایمان کو کاٹنے کے لئے قرآن کریم انہی سابقین اولین کے ایمان کو بطور معیار پیش کرتا ہے۔

(1)..... منافقوں کا دوسرا نشان یہ ہے کہ مکہ کے رہنے والے نہ ہوں، مدینہ یا اس کے مضافات کے رہنے والے ہوں، مدنی زندگی میں ہی اسلام کو قوت حاصل ہوئی تھی اور اسی دور میں منافقوں کو مسلمانوں میں گھسنے کی ضرورت تھی۔

وممّن حولکم من الاعراب منافقون ومن اھل المدینۃ مردوا علی النّفاق

(پارہ11 التوبہ رکوع13 آیت101)

ترجمہ: تمہارے گردونواح کے بعض دیہاتی منافق ہیں اور کچھ لوگ مدینہ کے ہیں جو منافقت پر اڑے ہوئے ہیں۔

اس آیت سے پتہ چلا کہ نفاق کا فتنہ مسلمانوں کی مدنی زندگی میں ہی ابھرا تھا پس جو لوگ مکہ میں مسلمان ہوئے تھے جیسے حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ اور دوسرے مکی مسلمان وہ سب کے سب نفاق کے ہر شائبے سے پوری طرح محفوظ ہیں۔ منافقین کے لئے مدینہ کے مضافات یا اہل مدینہ میں سے ہونا ضروری ہے۔

(2)..... منافقین جو مسلمانوں کی مخبری کے لئے اس دائرہ میں گھستے تھے اسلام کی راہ میں مال خرچ کرنے سے پوری طرح گریزاں تھے ان کا مقصد مسلمانوں کو نقصان پہنچانا تھا نہ کہ کسی قسم کا فائدہ دینا...... اس سلسلہ میں وہ بڑے محتاط تھے سو وہ خرچ کرنے والے کسی صورت میں نہ ہو سکتے تھے۔

ھم الذین یقولون لا تنفقوا علی من عند رسول اللّٰہ حتّٰی ینفضّوا وللّٰہ خزائن السمٰوٰت والارض ولٰکن المنافقین لا یفقھون۔

(پارہ28 المنافقون)

ترجمہ: "وہ لوگ کہتے ہیں کہ مت خرچ کرو ان پر جو رسول اللہ کے ساتھ رہتے ہیں یہاں تک کہ یہ متفرق ہو جائیں اور اللہ کے لئے ہی خزانے زمین اور آسمان کے۔ لیکن یہ منافق سمجھتے نہیں۔"

المنافقون والمنافقات بعضھم من بعض یأمرون بالمنکر وینھون عن المعروف ویقبضون ایدیھم (پارہ10 التوبہ رکوع9)

ترجمہ: "منافق مرد اور منافق عورتیں سب کی چال ایک ہے بری باتیں سکھاتے ہیں اور بھلی باتیں چھڑاتے ہیں اور موقعہ پر اپنی مٹھی بند رکھتے ہیں۔"

قرآن کریم کی نشاندہی سے پتہ چلتا ہے کہ وہ حضرات جنہوں نے آنحضرت ﷺ پر اور مہمات اسلام پر اپنا مال خرچ کیا جیسے حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عثمانؓ وغیرہما من الاکابر یہ سب پکے مومن تھے ان کی سیرت شبہ کے ہر شائبہ سے پاک اور پوری طرح محفوظ سمجھی جائیگی۔

منافقین کی بنیادی علامت یہ ہے کہ وہ حضور ﷺ پر کچھ خرچ نہ کرتے ہوں، نیز یہ آیت دلالت کرتی ہے کہ منافقین نمایاں طور پر نیک کام سے دور تھے اور برے کاموں میں عملاً کوشاں رہتے تھے، اکابر صحابہ کرام کا عمل بالمعروف اس قدر نمایاں تھا کہ ان کی سیرت کی چادر نفاق کے ہر چھینٹے سے بالکل پاک نظر آتی ہے۔ علامہ ابن مسیم بحرانی نہج البلاغۃ کی شرح میں حضرات خلفاء ثلثہ اور امیر معاویہؓ میں فرق کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ان الفرق بین الخلفاء الثلثۃ و بین معاویۃ فی اقامۃ حدود اللّٰہ والعمل بمقتضی اوامرہ ونواھیہ ظاھر

ترجمہ: خلفاء ثلثہ اور امیر معاویہؓ کے زمانہ حکومت میں نمایاں فرق یہ تھا کہ خلفاء ثلثہ اقامت حدود الٰہی میں اور اوامر ونواہی کے تقاضوں پر عمل کرنے میں پوری طرح کوشاں تھے۔

قرآن کریم نے ایک واضح اعلان میں صحابہ کرام کے ایمان کو معیار اور کسوٹی قرار دیا ہے۔

CamScanner

مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

(3)...... آنحضرت ﷺ کے زمانے میں منافقوں نے ایک علیحدہ مسجد تعمیر کی اور اسے مستند قرار دینے کے لئے آنحضرت ﷺ کو اس میں نماز پڑھنے کی دعوت دی اس پر اللہ رب العزت نے آپ ﷺ کو ہدایت فرمائی۔

لاتقم فیه ابدا لمسجد اسس علی التقوی من اول یوم احق ان تقوم فیه فیه رجال یحبون ان یتطھروا (پارہ11التوبہ آیت13)

ترجمہ: "آپ اس مسجد میں کبھی کھڑے نہ ہوں وہ مسجد جس کی بنیاد پہلے دن سے ہی پرہیزگاری پر رکھی گئی ہو آپ کا حق یہی ہے کہ وہیں کھڑے ہوں اس میں ایسے لوگ رہتے ہیں جو پاک رہنے کو پسند کرتے ہیں۔"

قرآن کریم کی اس نشاندہی سے پتہ چلا کہ آنحضرت ﷺ کی مسجد مبارک کی تعمیر میں شریک ہونے والے اور پھر اس میں حضور ﷺ کے ساتھ رہنے والے...... نمازوں میں آپ ﷺ کے ساتھ رہنے والے...... اور اس مسجد میں تعلیم وتربیت پانے والے سب کے سب پکے مومن تھے اگر اس مسجد کے بسانے والوں پر بھی نفاق کا کوئی دھبہ ہوتا تو اللہ رب العزت منافقوں کی مسجد میں جانے سے حضور اکرم ﷺ کو اس طرح منع نہ فرماتے۔ پس منافقوں کی بنیادی علامت یہ ہے کہ وہ آنحضرت ﷺ سے قلیل المخالطت ہوں، آپ ﷺ سے اکثر ملنا جلنا نہ ہو اور ان پر والذین معه کے الفاظ دلالت مطابقت قائم نہ کریں۔

(4)...... منافقوں کی ایک واضح علامت یہ ہے کہ وہ انجام کار مغلوب ہوئے ہوں اور آنحضرت ﷺ کے سامنے ذلیل اور رسوا ہو گئے ہوں جو لوگ آنحضرت ﷺ کے حضور میں آخر دم تک مسلمانوں کے اہم امور میں دخیل اور کارفرما رہے اور حضور اکرم ﷺ کے بعد بھی وہ مسلمانوں کا مرکز بنے وہ سب بالیقین پکے مومن تھے۔ ان کے دامن سیرت پر نفاق کا کوئی دھبہ نہیں ہو سکتا۔ قرآن کریم نے بڑی ذمہ داری سے اس کا اعلان کیا ہے:

لئن لم ینته المنافقون والذین فی قلوبھم مرض والمرجفون فی المدینة لنغرینك بھم ثم لا یجاورونك فیھا الا قلیلا ملعونین اینما ثقفوا اخذوا وقتلوا تقتیلا

(پارہ22 سورہ احزاب رکوع8)

ترجمہ: اگر منافق باز نہ آئے اور وہ لوگ جن کے دلوں میں روگ ہے اور مدینہ میں جھوٹی خبریں اڑانے والے ہیں مگر تھوڑے دن اور ان دنوں میں بھی وہ ملعون ہو کر ہی رہیں گے جہاں پائے جائیں گے پکڑے جائیں گے اور مارے جائیں گے۔

(5)...... منافقین کا ایک نشان یہ ہے کہ ان کی زندگیوں میں تسلسل نہیں ہوتا اور ان کی سیرت شب و روز بدلتی ہے ایسے منافقین زیادہ تر یہود میں سے تھے:

وقالت طائفة من اهل الکتاب امنوا بالذی انزل علی الذین امنوا وجه النهار واکفروا اخره لعلھم یرجعون (پارہ3 آل عمران رکوع8)

ترجمہ: "بعض اہل کتاب نے سکیم بنائی کہ جو اترا ہے مسلمانوں پر اسے صبح کو مان لو اور شام کو اس کا انکار کر دو شاید کچھ اور لوگ بھی اس طرح اسلام سے پھر جائیں۔"

ان المنافقین یخادعون اللہ وهو خادعهم واذا قاموا الی الصلوة قاموا کسالی یراءون الناس ولا یذکرون اللہ الا قلیلا o مذبذبین بین ذلك لا الی هؤلاء ولا الی هؤلاء.

ترجمہ:

"منافق دغا بازی کرتے ہیں اللہ سے اور وہی ان کو دغا دے گا اور جب کھڑے ہوتے ہیں نماز کو تو کھڑے ہوتے ہیں سستی سے لوگوں کے دکھانے کو، یاد نہیں کرتے اللہ کو مگر برائے نام مذبذب ہیں دونوں کے بیچ نہ ادھر کے نہ ادھر کے۔"

ان کی نماز کے لئے سستی محض ایک عمل کی سستی نہ تھی جیسے کہ آج کل کے بے نماز مسلمانوں میں یہ عملی سستی پائی جاتی ہے بلکہ اس کی وجہ بدنیتی تھی اور مسلمانوں کو دھوکہ دینا تھا اسی طرح ان منافقوں کا جنگ کے وقت کنارہ کش ہونا بزدلی اور کمزوری کی وجہ سے نہ ہوتا تھا بلکہ اس کی وجہ دوسرے مسلمانوں کا بدگمان کرنا ہوتا اور افواج اسلام کو نقصان پہنچانا تھا جنگ احد میں مسلمانوں کا بچھڑنا ایک غلط فہمی سے ہوا اور زیادہ سے زیادہ اسے ایک طبعی کمزوری پر محمول کیا جا سکتا ہے مگر جنگ میں ایک پورے فریق کی کنارہ کشی کمزوری کی وجہ سے نہیں، ایک سازش اور منافقت کے نتیجہ میں ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ رب العزت کا معاملہ بھی ان دونوں موقعوں پر ان سے مختلف رہا ہے۔

آنحضرت ﷺ کی وفات پر منافقت کا عمل ختم

آنحضرت ﷺ کے عین حیات منافقین کچھ مدت لگائے بیٹھے رہے کہ شاید ہم شجر اسلام کو اپنی منافقانہ کارروائیوں سے اکھاڑ پھینکیں لیکن آنحضرت ﷺ کا کامیاب سفر آخرت ان منافقوں کو ناکام کر گیا۔ اب یہ شجرہ خبیثہ خود اکھڑ کر رہ گیا، منافقین بری طرح ناکام ہوئے، اب وہ یہ سلسلہ ہی چھوڑ گئے اور کھلے کافروں میں جا ملے۔ اب کوئی منافق نہ رہا لوگ یا مسلمان تھے یا کافر کوئی اور دائرہ عمل کارفرما نہ رہا۔ منافقین کا کفر اب کھلے کفر میں آ چکا تھا۔

حضور ﷺ کی خلافت بلافصل قائم ہوئی اور اس مضبوط حکومت نے ان تمام منافقوں کے پر و بازو پوری طرح کاٹ دیئے۔ عقیدہ ختم نبوت میں چور دروازے تلاش کرنے والے بھی ناکام ہوئے اور منکرین زکوۃ کو بھی مضبوط خلافت نے کسی کام کا نہ چھوڑا اور یہ خلافت بلافصل ایک دوسرے کو ملتی رہی۔ درمیان میں کوئی دور بغاوت نہ رہا شیعہ اس کے برعکس حضور ﷺ کے اقتدار اور حضرت علیؓ کے اقتدار میں 26 سال کا فصل مانتے ہیں اور ان کے علم و عقل کی داد دیجئے کہ نعرہ پھر بھی خلیفہ بلافصل کا لگاتے ہیں اس کی تفصیل اس پمفلٹ کا آخری صفحہ ملاحظہ فرمائیں۔

صحابی رسول حضرت حذیفہؓ صاف لفظوں میں اس بات کو واضح کر گئے:

انما کان النفاق علی عهد النبی ﷺ فاما الیوم فانما هوا الکفر بعد الایمان

(صحیح بخاری جلد2 صفحہ1054)

ترجمہ: بے شک نفاق حضور ﷺ کے عہد میں تو تھا لیکن اب وہ کھلا کفر ہے ایمان کے مقابلہ میں۔

منافق جب کھل جائے بات چھپائی چھوڑ دے تو وہ کھلا کافر ہو جاتا ہے...... آنحضرت ﷺ کے زمانے میں اگر کچھ منافقین باقی بھی رہے تو وہ آپ ﷺ کی وفات کے بعد اب کھلے طور پر کفر کے پلیٹ فارم پر آ گئے تھے، نفاق نہ رہا تھا۔

حضور ﷺ کی خلافت بلافصل سیدنا صدیق اکبرؓ کے ذریعے قائم ہوئی۔ اس مضبوط حکومت نے تمام منافقین کے پر و بازو پوری طرح کاٹ دیئے عقیدہ ختم نبوت میں چور دروازے تلاش کرنے والے اور منکرین زکوۃ بھی بری طرح ناکام ہو گئے۔

شیعہ لوگ حقائق کے برعکس حضور ﷺ کے اقتدار اور حضرت علیؓ کے دور حکومت میں 26 سال کا فصل مانتے ہیں ان کے علم و عقل کی داد دیجئے نعرہ پھر بھی بلا فصل کا لگاتے ہیں۔

CamScanner

مشن سب سے زیادہ عزیز ہے

بانی سپاہ صحابہ حضرت مولانا حق نواز جھنگوی شہیدؒ

کے سب سے چھوٹے صاحبزادے مسرور نواز سے بات چیت

پیشکش: محمد ممتاز فاروقی جھنگ

ممتاز فاروقی: آپ کا خاندانی پس منظر کیا ہے؟

مسرور جھنگوی: ہمارا تعلق سپرا قوم سے ہے، میرا خاندان جھنگ صدر سے 25 میل شمال مغرب کی طرف تھانہ مسن کے قصبے موضع چیلہ چاہ بوہڑ والا دریائے جہلم کے کنارے آباد ہے، میرے دادا محترم ولی محمد ایک عام کسان اور مشہور کھوجی تھے، میرا خاندان اگرچہ متوسط درجے کا زمیندار ہے مگر علاقے میں ایک باوقار خاندان کا اعزاز اسے حاصل ہے۔

ممتاز فاروقی: حضرت جھنگوی شہیدؒ کی اپنے بچوں کے متعلق کیا خواہش تھی کہ وہ بڑے ہو کر کیا کریں؟

مسرور جھنگوی: ہر باپ کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ اسکی اولاد اس کے نقش قدم پر چلے اسی طرح ہمارے والد گرامی کی بھی یہی خواہش تھی کہ انکی اولاد انکے نقش قدم پر چلے اور صحابہ کی عظمت کے لئے خود کو قربان کردے۔

ممتاز فاروقی: آپ کی تعلیمی حیثیت کیا ہے؟

مسرور جھنگوی: سکول کی تعلیم میٹرک اور درس نظامی میں درجہ عالیہ کی تعلیم حاصل کر رہا ہوں۔

ممتاز فاروقی: مزید آگے کتنی تعلیم حاصل کرنا چاہتے ہیں؟

مسرور جھنگوی: فی الحال تو درس نظامی کو مکمل کرنا چاہتا ہوں آگے جہاں تک اللہ رب العزت نے چاہا۔

ممتاز فاروقی: تعلیم سے فراغت کے بعد کیا کریں گے؟

مسرور جھنگوی: انشاء اللہ درس و تدریس اور مدح صحابہ کرامؓ کو عام کرنے کی کوشش۔

ممتاز فاروقی: اپنے والد گرامی کے مشن کی تکمیل کیلئے آپ نے کیا کیا ہے اور کیا کریں گے؟

مسرور جھنگوی: والد گرامی قدر کے مشن کی تکمیل کے لئے اکابرین و قائدین پر اعتماد کیا ہے اور آگے بھی مزید ان پر اعتماد ہے۔

ممتاز فاروقی: مولانا اظہار الحق شہیدؒ کی خوشگوار یادیں قارئین کی نظر کریں۔

مسرور جھنگوی: میں ایسی تکلیف دہ یادوں کو یاد نہیں کرتا اور نہ ہی انکا تذکرہ پسند کرتا ہوں۔

ممتاز فاروقی: مولانا اظہار الحق شہیدؒ کے سانحہ شہادت کا ذمہ دار کون ہے؟

مسرور جھنگوی: کوئی معلوم نہیں۔

ممتاز فاروقی: مولانا حق نواز جھنگوی شہیدؒ کو ایک شدت پسند مولوی اور فرقہ واریت پھیلانے والا مولوی کہا جاتا ہے، آپ اپنے والد گرامی کو کس نظر سے دیکھتے ہیں؟

مسرور جھنگوی: میں اپنے والد گرامی قدر کو ایک عقیدت مند کارکن کی نظر سے دیکھتا ہوں اور انکو اپنا آئیڈیل سمجھتا ہوں اور انکی باتیں زندگی کے ہر شعبہ میں کارآمد ہیں کیونکہ انہوں نے خود کو اسلاف کے طریقے پر ڈھال لیا تھا۔

ممتاز فاروقی: جامعہ محمودیہ آپ کے والد کی علمی یادگار ہے اسکی تعلیمی خدمات پر کچھ روشنی ڈالیں؟

مسرور جھنگوی: ہر سال اس ادارہ سے بہت سے طلبہ سند فراغت حاصل کرتے ہیں جو مختلف شعبہ ہائے زندگی میں نمایاں کردار سرانجام دے رہے ہیں اور جہاں تک جامعہ کی خدمات کا تعلق ہے تو اس کے لئے حضرت مولانا اعظم طارق شہیدؒ کا یہی قول کافی ہے مولانا شہید نے فرمایا تھا:

"مجھے لگتا ہے اسی مدرسہ سے نکلنے والا کوئی طالبعلم ہی اسی مشن کی تکمیل کرے گا۔"

ممتاز فاروقی: سپاہ صحابہ کے بانی آپ کے والد گرامی تھے اس جماعت نے ناموس صحابہ کے لئے اب تک کیا کیا ہے؟ کیا آپ جماعت کی پالیسیوں سے متفق ہیں؟

مسرور جھنگوی: جماعت کی خدمات کو بیان کرنے کی ضرورت نہیں بلکہ ہر شخص کو نظر آ رہا ہے کہ وہ لوگ جو صحابہ پر زبان درازی کرتے تھے اب وہ رُک رہے ہیں اور اس بات کو محسوس کر رہے ہیں کہ صحابہ پر تبرّہ بازی کی وجہ سے جو ہماری سیاست چل رہی تھی وہ اب زیادہ دیر قائم نہیں رہ سکتی اور ان کو مزید روکنے کے لئے جماعت نے جہاں پہلے قربانیاں پیش کی ہیں وہ انشاء اللہ مزید بھی پیش کرنے کے لئے تیار ہے، رہا سوال جماعت کی پالیسیوں کا تو میں اس سے مکمل اتفاق کرتا ہوں۔

ممتاز فاروقی: زمانہ طالب علمی انسان کے مستقبل کے لئے کافی اہمیت کا حامل ہوتا ہے آپ کا یہ دور کیسا گزر رہا ہے؟ طالبعلموں کے ساتھ آپ کے تعلقات اور معاملات کیسے ہیں؟

مسرور جھنگوی: میں زمانہ طالب علمی کو ایک نعمت عظمیٰ سمجھتا ہوں کیونکہ اس دور میں نہ تو فکر معاش ہوتی ہے اور نہ ہی فکر حالات اور یہ زمانہ زندگی کا سب سے بہتر زمانہ ہوتا ہے اور جہاں تک طلباء سے تعلقات کا معاملہ ہے تو میں ہر طالب علم کو اپنا بھائی سمجھتا ہوں اور میری یہ کوشش ہوتی ہے کہ میرے کسی بھائی کو مجھ سے تکلیف نہ ہو۔

ممتاز فاروقی: مولانا اعظم طارق و علامہ علی شیر حیدری شہیدؒ کو آپ نے اپنی زندگی میں دیکھا ہے، قائد ہونے کی حیثیت سے انکو کیسا پایا؟

مسرور جھنگوی: قائد ہونے کی حیثیت سے دونوں شخصیتوں نے انتہائی اہم کردار ادا کیا علامہ علی شیر حیدری شہیدؒ کی بانسبت قریب ہونے کی وجہ سے میرا زیادہ وقت مولانا اعظم طارق کے ساتھ گزرا اور میں نے ان میں اُن تمام خوبیوں کو پایا جو ایک قائد میں ہونی چاہئیں اور علامہ حیدری کی قائدانہ صلاحیتوں کا اندازہ امام اہلسنت کانفرنس کے مجمع کو دیکھ کر لگایا جاسکتا ہے کیونکہ وہ کثیر مجمع یہ بتاتا ہے کہ یہ کسی کی محنتوں کا صلہ ہے۔

ممتاز فاروقی: مولانا! کیا آپ جمعہ بھی پڑھاتے ہیں؟

مسرور جھنگوی: جی میں اپنے مدرسہ جامعہ محمودیہ میں ہر ماہ میں دو جمعہ پڑھاتا ہوں۔

ممتاز فاروقی: آپ کے والد اور بڑے بھائی کی شہادت کے بعد جماعت نے آپ کی دیکھ بھال کے لئے خدمات دیں؟

مسرور جھنگوی: والد اور بھائی کے بعد جماعت نے ہمیں انکی کمی محسوس نہیں ہونے دی مولانا اعظم طارق تو اکثر جیل میں ہوتے تھے انکی عدم موجودگی میں ہمارے ضلعی صدر مولانا عبدالغفور جھنگوی مدظلہ ہمارا احسن طریقے سے خیال رکھتے تھے اور اب تک بھی انہوں نے ہمیں نہیں بھلایا۔

ممتاز فاروقی: تمام قائدین سپاہ صحابہ خصوصاً مولانا محمد احمد لدھیانوی مدظلہ کو کس نظر سے دیکھتے ہیں؟

مسرور جھنگوی: حضرت مولانا محمد احمد لدھیانوی دامت برکاتہم اللہ ان کے سائے کو ہمارے سروں پر تادیر قائم رکھے میں انکو اپنے والد اور بڑے بھائی کی مثل دیکھتا ہوں کیونکہ میں نے کبھی اس بات کو محسوس نہیں کیا کہ انہوں نے میرے اور لطف اللہ (مولانا احمد لدھیانوی کا بڑا بیٹا) کے درمیان کوئی فرق رکھا ہو اور میری کسی ضرورت کا خیال نہ کیا ہو بلکہ حضرت نے کبھی ہمیں والد اور بھائی کی جدائی کو محسوس نہیں ہونے دیا اور مولانا لدھیانوی دامت برکاتہم کے بعد میرے لئے جماعت میں سب سے محترم ہستی ڈاکٹر خادم حسین ڈھلوں ہیں جن کی اس وقت مجھے اور جماعت کو شدید ضرورت ہے جو اس وقت بیماری کی حالت میں نشتر ہسپتال ملتان میں زیر علاج ہیں۔ قارئین سے دعاؤں کی درخواست ہے۔ (اب اللہ کے فضل سے گھر منتقل ہو چکے ہیں)

ممتاز فاروقی: کارکنوں کے نام کوئی پیغام دینا چاہتے ہیں؟

مسرور جھنگوی: میں خود ایک کارکن ہوں اور اپنے کارکن بھائیوں سے یہ کہوں گا کہ اگر آپ کوئی چیز بنائیں اور اسے کوئی نقصان پہنچائے تو آپ کو اس سے جتنی تکلیف ہوتی ہے اس سے زیادہ تکلیف مجھے اور آپ کو اس وقت محسوس کرنی چاہئے جب کوئی ہماری جماعت کو نقصان پہنچائے یہ جماعت جس مقصد کے لئے بنائی گئی ہے وہ مقصد بہت عظیم ہے اور ہماری کوشش یہ ہونی چاہئے کہ ہم اس عظیم مقصد کے لئے کسی بھی قربانی سے دریغ نہ کریں اور اپنے قائدین کے شانہ بشانہ اس مشن کو تکمیل کے مراحل تک پہنچانے کی سعی کریں اللہ رب العزت مجھے اور آپ کو مدح صحابہ کو عام کرنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

☆☆☆☆☆☆

☆عقیدہ تفضیل آئمہ پر آیت اعظم درجۃً عنداللہ کی ضرب کاری۔

☆مناقب خلفاء ودیگر صحابہ کرامؓ بزبان امیر معاویہؓ (حضرت علیؓ) اور دیگر آئمہ۔

(نوٹ) اس عنوان کے تحت حضرت علیؓ اور آئمہ کے اقوال نقل کیے گئے ہیں۔ طوالت مضمون کے باعث جن کو مرقوم نہیں کیا جاسکتا۔ (ارشاد احمد دیوبندی)

☆تقیہ اگر فرض تھا تو سیدنا حضرت حسینؓ کی شہادت کس لئے ہوئی؟

☆تقیہ جنت سے محرومی کا ایک سبب ہے۔

☆تقیہ موجب عتاب ہے نہ کہ موجب ثواب۔

☆آنحضرت ﷺ کی بعثت کا مقصد ہی اظہار دین تھا تو پھر تقیہ کا مفہوم کیا ہے؟

☆آنحضرت ﷺ کی عملی زندگی تقیہ کا استیصال ہے۔

☆جہاں اظہار حق نہ ہو سکے تو ہجرت واجب ہے تقیہ کرنا نفاق کی علامت ہے۔

☆دوران خلافت میں بھی امیرؓ پر تقیہ واجب تھا؟

صدیق اکبرؓ بے سروسامانی میں بھی اظہار حق ادا کیا۔

☆مقربان الٰہی کا طریقہ اظہار حق کرنا اور تکلیفیں برداشت کرنا ہے نہ کہ تقیہ کرکے بزدلی کا اظہار کرنا۔

☆مشاجرات صحابہؓ کا باعث نفس وشیطان نہیں بلکہ بغض فی اللہ تھا۔

☆مذہب اہل سنت موافق قرآن مجید وحدیث پاک ہے اور مذہب شیعہ مخالف قرآن وحدیث پاک ہے۔

☆آیت معیت (ان اللہ معنا) کے الفاظ بھی شیعوں کو منہ توڑ جواب دے رہے ہیں۔

☆خلفاء ثلاثہ پر ارتداد کی تہمت خدا پر جھوٹ کا بہتان ہے

☆محبوب کے متعلقین کی محبت محبوب ہی کی محبت کی علامت ہے۔

☆بدا کے کذب لازم ہے۔

☆شیعہ کو اہل بیت سے محبت نہیں صحابہؓ سے ضرور عداوت ہے۔

☆حضرت فاروق اعظمؓ کا نکاح بی بی ام کلثوم بنت علیؓ حضرت عباسؓ نے پڑھایا تھا۔

☆حب صحابہ کرام وحب اہل بیت ایمان کی دو آنکھیں ہیں۔ ان میں سے جو ایک کا بھی انکار کرے گا وہ یک چشم ہو جائے گا۔

☆حضرت بی بی فاطمہؓ بھی قرآن فہمی میں آنحضرت ﷺ کی محتاج تھیں۔

☆سیدہ حضرت بی بی فاطمہؓ کا جنازہ حضرت علیؓ کے فرمان سے حضرت صدیق اکبرؓ نے پڑھایا تھا۔

☆آنحضرت ﷺ سے فہم قرآن میں غلطی ناممکن تھی اس لئے کہ اصلاح کیلئے وحی جاری تھی۔

☆حضرت ابوبکر صدیقؓ کو صدیق نہ کہنے والے کیلئے حضرت امام جعفرؒ کی بددعا۔ عبارت ملاحظہ فرمائیے:

"سُئل الامام ابو جعفر عن حلیة السیف"

یعنی حضرت امام جعفرؒ سے کسی نے پوچھا کہ تلوار کے قبضے پر کچھ چاندی سونے کا نقش ونگار درست ہے؟

"فقال نعم قال حلیٰ ابوبکر الصدیق سیفہٗ"

"آپ نے فرمایا ہاں ٹھیک ہے اس لئے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی تلوار پر چاندی کا جھول موجود تھا تو اس سائل نے کہا کہ کمال کی بات ہے کہ تم بھی ابوبکر صدیقؓ کہتے ہو؟ تو آپ نے سخت ناراض ہو کر تین بار فرمایا:

"فقال نعم الصدیق نعم الصدیق، نعم الصدیق"

غصہ سے بھرپور جواب دیا

"ہاں صدیقؓ، ہاں صدیقؓ، ہاں صدیقؓ"

پھر بڑا عجیب جملہ فرمایا کہ:

"فمن علم یقل لہ الصدیقؓ فلا صدق اللہ قولہٗ فی الدنیا والاخرہ"

"جو ان کو صدیق نہ مانے اللہ تعالیٰ اسے دنیا اور آخرت میں سچ نہ کہنے کی سزا سے دوچار کردے (آمین)

☆امام جعفر کی بددعا سے حقانیت اہل سنت اور بطلان مذہب شیعہ ظاہر ہو گیا۔

☆حضرت امام حسنؓ نے جو خلافت، امیر معاویہؓ کے حوالے فرمائی یہ سب ایماء خداوندی اور ارشاد پیغمبری تھا، یہ تقیہ نہ تھا۔

☆حضرت ام کلثومؓ بنت علی المرتضیٰؓ کا نکاح بھی اللہ تعالیٰ کے حکم کے موافق ہوا۔

قارئین محترم! حضرت بانی دارالعلوم دیوبندؒ کی کتاب ہدیۃ الشیعہ پانچ سو صفحات کی ضخیم کتاب ہے۔ بندہ نے بڑی محنت سے اس کتاب کا خلاصہ نہایت ہی اختصار کے ساتھ پیش کیا ہے۔ میرا ارادہ ہے کہ اسلاف کی دیگر کتب خصوصاً تحفہ اثناء عشریہ کا خلاصہ بھی مندرجہ بالا انداز میں تحریر کروں تاکہ جو حضرات اس قدر ضخیم کتب کا مطالعہ نہیں کر سکتے یا عربی اور فارسی نہیں سمجھ سکتے ان کے لئے یہ ایک قیمتی علمی خزانہ ثابت ہوگا۔ انشاء اللہ۔

محدث العصر علامہ محمد انور شاہ کاشمیریؒ

"اکثر تخریب السّلطنۃ الاسلامیہ علیٰ یدی الروافض خذ لھم اللہ ولنعھم اللّٰہ" (شرح بخاری شریف)

"یعنی اکثر اسلامی حکومتوں کی تباہی اور بربادی روافض شیعہ کے ہاتھوں ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو رسوا و ذلیل کرے اور ان پر اس کی پھٹکار پڑے۔"

محترم قارئین کرام میرے اس مضمون کو بڑے غور سے مطالعہ فرمائیے۔ صحابہ کرامؓ کی شان اقدس کی وضاحت آپ سامنے عیاں ہو گئی۔

اب جس کے دل میں آئے وہ حاصل پائے روشنی میں نے تو دل جلا کے سر عام رکھ دیا

ضمنی انتخابات کا کھیل حقائق کی نظر میں

محمد یونس قاسمی

حلقہ پی پی 82 جھنگ کے انتخابات نے ایک نئی بحث شروع کردی ہے۔ کالعدم سپاہ صحابہ کا مسلم لیگ (ن) کی حمایت کرنا اور حلقہ پی پی 82 جھنگ میں مسلم لیگ کے امیدوار اعظم چیلہ کی الیکشن کمپین میں بھرپور حصہ لینے جیسے اقدامات کی وجہ سے کالعدم سپاہ صحابہ کے سربراہ مولانا محمد احمد لدھیانوی اور صوبائی وزیر رانا ثناء اللہ شدید تنقید کی زد میں رہے ہیں۔ مولانا محمد احمد لدھیانوی کے سیاسی مخالف شیخ وقاص اکرم اور ان کے نظریاتی مخالف ساجد نقوی کو بھی ان کے خلاف بولنے کا موقع ملا ہے۔ روزنامہ جنگ کی رپورٹ کے مطابق گورنر پنجاب سلمان تاثیر نے وزیر اعلیٰ پنجاب میاں شہباز شریف کے نام ایک خط لکھا ہے جس میں انہوں نے صوبائی حکومت پر کالعدم تنظیم کے دو دہشت گردوں کو ڈیل کے تحت رہا کرنے۔ دہشت گردوں کی سرپرستی، ان کے ساتھ عوامی ریلیوں میں گھومنے اور انہیں مکمل پروٹوکول دینے جیسے الزامات عائد کیے ہیں۔ ہم اس تناظر میں ان الزمات کا جائزہ لیتے ہیں کہ وہ کون سے دہشت گرد ہیں جن کی سرپرستی حکومت کر رہی ہے اور آیا کیا واقعی وہ دہشت گرد ہیں؟

> جھنگ میں سپاہ صحابہ کا آغاز مذہبی تحریک کی صورت میں ہوا جسے کامیابی کے لئے سیاسی میدان میں آنا پڑا اور مسلسل تین بار قومی اسمبلی 4 مرتبہ صوبائی اسمبلی ایک بار پارلیمانی سیکرٹری ایک صوبائی وزیر دو بار ضلعی ناظم اور ایک تحصیل ناظم کی نشستیں حاصل کر چکی ہے

کالعدم سپاہ صحابہ نے آغاز میں مذہبی جدوجہد کا اعلان کیا تھا پھر اس جدوجہد میں کامیابی کے لئے اسے سیاسی میدان میں بھی آنا پڑا۔ جھنگ اس تنظیم کے مرکزی ہیڈ کوارٹر کے طور پر جانا جاتا ہے جہاں اس تنظیم نے مسلسل چار مرتبہ ایم پی اے، مسلسل تین بار ایم این اے کی نشستیں حاصل کیں۔ اس کے سابق صدر صوبائی

> مدہوش گورنر پنجاب کو اتنا بھی علم نہیں کہ جس کارکن کی رہائی کا واویلہ کر رہا ہوں وہ تو 4 سال پہلے 2006 میں ہی بری ہو کر رہا ہو چکا تھا۔

پارلیمانی سیکرٹری اور صوبائی وزیر کے عہدوں پر بھی فائز ہوئے جبکہ دو بار ضلعی، ناظم، ایک مرتبہ تحصیل ناظم کی سیٹیں بھی یہ جماعت حاصل کر چکی ہے۔

جھنگ شہر کی تیرہ یونین کونسلوں میں سے گیارہ کے ناظم اور نائب ناظم اسی تنظیم سے تعلق رکھتے ہیں۔ ضلع بھر میں اس کے کونسلروں کی تعداد تین سو سے زائد ہے۔ یوں یہ جماعت ہر انتخابی امیدوار کی مجبوری بن چکی ہے۔ مندرجہ بالا حقائق کو سپاہ صحابہ کی مخالف قوتیں بھی تسلیم کرتی ہیں اور یہ صورت حال راولپنڈی، ملتان، ڈیرہ اسماعیل خان، کبیر والا، سکھر، جہانیاں، بھکر، کے علاوہ مختلف شہروں اور حلقوں میں بھی پائی جاتی ہیں۔ وزیر خارجہ مخدوم شاہ محمود قریشی، وزیر اعلیٰ پنجاب شہباز شریف، وزیر مملکت برائے امور خارجہ تسنیم قریشی، ڈاکٹر بابر اعوان، سید خورشید شاہ، محمود حیات خان عرف ٹوچی، جمشید دستی، افتخار نذیر، پیر جمیل شاہ، بیگم تہمینہ دولتانہ، نواب وسان اور منظور خان وسان جیسے سیاست دان اور پارلیمنٹرین سپاہ صحابہ کے تعاون سے ہی ان عہدوں تک پہنچے ہیں۔ سپاہ صحابہ کو کالعدم قرار دینے والے سابق صدر پرویز مشرف کے دور میں قائم ہونے والی حکومت کے وزیر اعظم ظفر اللہ خان جمالی بھی اس جماعت کے سابق صدر مولانا محمد اعظم طارق کے ووٹ سے ہی وزیر اعظم منتخب ہوئے تھے۔

اس تنظیم نے جھنگ میں ہونے والے حالیہ ضمنی الیکشن میں مسلم لیگ (ن) کی حمایت کا فیصلہ کیا ہ، جبکہ اس سے قبل اسی حلقہ میں پیپلز پارٹی کے امیدوار غضنفر جبوآنہ کی حمایت کرتی رہی ہے۔ مولانا محمد احمد لدھیانوی کا کہنا ہے کہ ہم حالات و واقعات کو دیکھ کر کسی کی حمایت کرتے ہیں، ان کا کہنا ہے مجھے پیپلز پارٹی کی حمایت کرنے کے لئے بھی کہا گیا تھا اور غضنفر جبوآنہ متعدد مرتبہ میرے پاس آئے بھی تھے مگر مقامی حالات اور جماعتی مسائل کی وجہ سے مجھے جبوآنہ کی حمایت پر شرح صدر نہیں ہو رہا تھا۔ وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے خود مجھ سے رابطہ کیا اور، مجھے حمایت کرنے کی درخواست کی، جسے میں نے قبول کیا ہے۔ دہشت گردی اور ڈیلنگ جیسے بے بنیاد

> وقاص اکرم ایم این اے کے بھائی اور والد کا 35 سرکاری گن مین رکھنے کا جواز کیا ہے؟ ان کے پرائیوٹ گن مین بھی ڈکیتیوں میں ملوث رہے ہیں۔

الزمات کے حوالے سے مولانا لدھیانوی کا کہنا ہے کہ ہماری تاریخ گواہ ہے کہ ہم نے کبھی اپنے نظریے اور مشن پر سودے بازی نہیں کی الیکشن میں حمایت کر کے اگر اپنے کارکنوں کو رہا کروانا ہوتا تو مولانا محمد اعظم طارق شہیدؒ سالہا سال جیلوں میں نہ رہتے ان کا کہنا ہے کہ سابق صدر پرویز مشرف نے دہشت گردی کا الزام لگا کر ہماری جماعت کو بین کر دیا تھا جبکہ وہ اپنے اس الزام کو ثابت کرنے میں ناکام رہے۔ ان کے جاری کئے گئے آرڈیننس کالعدم قرار دیے جا چکے ہیں۔ چنانچہ ہم نے بھی اس پابندی کے خاتمہ کے لئے ہائی کورٹ سے رجوع کیا، جہاں اس کیس کی سماعت جاری ہے۔

وزیر اعلیٰ پنجاب کے نام لکھے جانے والے خط میں گورنر پنجاب نے دو نام طالب قیامت اور صدیق

جو پورڈ کر گئے ہیں اور یہ الزام لگایا ہے کہ ان دو دہشت گردوں کو حکومت نے الیکشن میں حمایت کرنے کی ڈیل پر رہا کیا ہے۔ جبکہ حقائق اس کے خلاف ہیں۔ صدیق جو پو نے اپنے اوپر قائم ہونے والے مقدمات کا سامنا کیا اور تمام الزامات سے لاہور ہائی کورٹ نے اسے بری کرتے ہوئے رہا کرنے کا حکم دیا تھا، جس کے نتیجہ میں یہ لڑکا 2006 میں جیل سے رہا ہوا تھا۔ مدہوش گورنر کو اتنا بھی علم نہیں جس کا میں ذکر کر رہا ہوں وہ چار سال پہلے سے رہا ہو چکا ہے اور ایک آزاد زندگی گزار رہا ہے اور اس تمام عرصے میں اس پر کسی غیر قانونی سرگرمی میں ملوث ہونے کا الزام بھی نہیں ہے۔ طالب قیامت 31 دسمبر 2009 کو تقریباً 17 برس کی طویل قید کے بعد درجن سے زائد مقدمات میں ہائی کورٹ سے بری ہو کر رہا ہوا۔ طالب قیامت اور صدیق جو پو کا کہنا ہے کہ ہمارے پاس اس فیصلے کی کاپیاں محفوظ ہیں اور ہماری رہائی عدالتوں کے حکم پر ہوئی ہے نہ کہ کسی ڈیل کے نتیجہ میں۔ طالب قیامت جیسے سینکڑوں نوجوان ہیں جو جھوٹے مقدمات میں سالہا سال سے قید و بند کی صعوبتیں برداشت کر رہے ہیں لیکن عظمت اصحاب رسول کے مشن پر قائم ہیں۔

اس بحث کو اچھالنے میں اہم کردار شیخ وقاص اکرم کا ہے، جبکہ شیخ وقاص خود طالب قیامت کو رہائی کے بعد اپنی حمایت پر آمادہ کرنے کے لئے ہر قسم کے وسائل فراہم کرنے کی پیش کش کر چکے ہیں جو مسلم لیگ (ق) کے نائب صدر اور جھنگ سے ایم این اے بھی ہیں۔ یہ اس شخص کو دہشت گرد قرار دے رہے ہیں جنہوں نے ان کے مقابلے میں الیکشن لڑا اور 47000 ووٹ حاصل کیے۔ عجیب بات یہ ہے کہ ایسا شخص جو بقول شیخ وقاص کے دہشت گرد اور فورتھ شیڈول میں جس کا نام ہے، جھنگ کے 47000 عوام اس سے پیار کرتے ہیں۔ ضمنی الیکشن کے حوالے سے اس ایشو کو سب سے پہلے اسمبلی کے فلور پر شیخ وقاص نے اٹھایا اور ان کی تائید شیری رحمان نے کی، جن کی جماعت کے متعدد ارکان کالعدم سپاہ صحابہ کے تعاون سے ممبر اسمبلی منتخب ہوئے ہیں شیخ وقاص اکرم جھنگ سے دو مرتبہ الیکشن میں کامیاب ہوئے اور یہ بات

وزیر اعلیٰ پنجاب میاں شہباز شریف نے اپنے امیدوار کی حمایت کے لئے خود قائد اہلسنت مولانا احمد لدھیانوی سے رابطہ کیا جسے انہوں نے قبول فرمالیا اور مسلم لیگی امیدوار واضح برتری سے جیت گیا

ریکارڈ پر موجود ہے کہ کالعدم تنظیم فقہ جعفریہ کے بھرپور تعاون سے کامیاب ہوئے جس کا اقرار وہ خود کرتے ہیں۔ 26 جولائی 2009 کو کالعدم تنظیم کے سربراہ ساجد نقوی جھنگ آئے اور شیعہ علماء کونسل کے زیر اہتمام "لبیک یاحسین کانفرنس" میں شرکت کی۔ اس کانفرنس میں شیخ وقاص بھی شریک ہوئے اور وہاں تقریر کی جو کہ "دفتر قائد ملت جعفریہ پاکستان" کے شعبہ نشر و اشاعت سے چھپ چکی ہے۔ اس تقریر میں انہوں نے اپنی کامیابی کا سہرا ساجد نقوی کے سر ڈالا اور کہا کہ میری کامیابی کے پیچھے ان کا اور ان کی جماعت کا اہم کردار ہے۔ ساجد نقوی کی جماعت بھی کالعدم سپاہ صحابہ کی طرح بین ہے اور اس پر بھی دہشت گردی کے الزامات ہیں۔ اگر رانا ثناء اللہ کا مولانا محمد احمد لدھیانوی سے ملنا قانون کی خلاف ورزی ہے اور دہشت گردی کے خلاف مہم کو ناکام بنانے کے مترادف کیا ہے تو شیخ وقاص اکرم کا یہ عمل کس نظر سے دیکھا جائے گا؟

وقاص اکرم اکیلے ایم این اے ہیں ان کے والد شیخ اکرم، ان کے بھائی نواز اور فواد کسی بھی عہدے پر نہیں، ایسے لوگوں کا پینتیس گن مینوں کو ہمراہ رکھنے کا جواز ہے؟ ذرائع کا یہ بھی کہنا ہے کہ شیخ وقاص کے گن مین ڈکیتیوں میں بھی ملوث پائے گئے ہیں یہاں تک کہ ایک گن مین ایسی ہی ایک واردات کے دوران قتل بھی ہوا ہے۔ ذرائع کا یہ بھی کہنا ہے کہ ان کے پاس بہت سا ناجائز اسلحہ بھی موجود ہے، اگر ان کے گھر اور ان کی گاڑیوں کی اچانک کسی بھی جگہ تلاشی لی جائے تو شاید بہت سا ناجائز اسلحہ پکڑا بھی جائے۔ شیخ وقاص اکرم جھنگ کے پرامن شہریوں اور سپاہ صحابہ کے کارکنوں کو مسلسل دہشت گرد کہہ کر اشتعال دلا رہے ہیں اور نہ جانے کس کے ایجنڈے کی تکمیل کے لئے کوشاں ہیں۔ میڈیا کو بھی تصویر کا ایک رخ نہیں دیکھنا چاہئے، تصویر کا دوسرا رخ مدنظر رکھ کر اصل حقائق سے قوم کو آگاہ کرنا چاہئے۔

گورنر پنجاب سلمان تاثیر کو بھی شیخ وقاص اکرم کا یہ کردار سامنے رکھنا چاہیے۔ اور محترم رؤف کلاسرا جیسے ماہر رپورٹروں کو پنجاب کی جیلوں میں قید سپاہ صحابہ کے کارکنوں کا سروے کر کے حقائق منظر عام پر لانے چاہئیں۔

اگر آج مسلم لیگ (ن) کو سپاہ صحابہ کی حمایت کی ضرورت ہے تو آنے والے کل پیپلز پارٹی کو بھی ان کی ضرورت پڑ سکتی ہے اس لئے الزامات اور تشدد کا رویہ ختم ہونا چاہئے، حقائق کو مدنظر رکھ کر تمام مذہبی و سیاسی جماعتوں کو مل کر ملک سے فرقہ واریت کے خاتمہ اور امن و امان کے قیام کیلئے سرگرم ہونا چاہئے۔

ہماری تاریخ گواہ ہے کبھی اپنے مشن اور نظریے پر سودے بازی نہیں کی۔ الیکشن کی حمایت کی وجہ سے کارکنوں کو رہا کروانا ہوتا تو مولانا اعظم فاروق شہید سالہا سال جیلوں میں نہ رہتے

آل محمد ﷺ سے محبت کے جھوٹے دعویداروں کی نقاب کشائی

پنج تن اور واقعہ مباہلہ

محمد یوسف صدیقی (ضلع کشمور سندھ)

دین اسلام کی بنیاد خالص توحید پر رکھی گئی تھی، اس میں کسی پنجتا کی گنجائش نہیں تھی۔ یہ دین ان آلودگیوں سے پاک صاف تھا، اس میں نبی کریم ﷺ کے علاوہ کوئی مفترض اطاعت نہ تھا اور نہ دین اسلام میں کسی پاپائے اعظم کی کوئی گنجائش تھی۔ اس دین میں مساوات کی تعلیم دی گئی تھی۔ نسلی طور پر یا پیدائش کے لحاظ سے کوئی مکرم نہ تھا اور نہ دوسروں کو کمزور قرار دیا جاسکتا تھا، اسلام میں اس امر کی کوئی گنجائش نہیں کہ کسی انسان کو نسلی لحاظ سے برتر یا کمتر قرار دیا جائے۔ ایک بھنگی اگر مسلمان ہو کر نماز پڑھنا اور پڑھانا سیکھ لے تو وہ نماز میں امامت کرسکتا ہے اور بڑے بڑے عالم اور صحیح النسب ہاشمی و جعفری کو اس کی امامت میں نماز ادا کرنے سے انکار کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ عالم اور پیر و مرشد کا کیا مسئلہ ہے۔ خود نبی کریم ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ اور عبدالرحمٰن بن عوفؓ کی اقتدا میں نماز ادا کی ہے اور بعد میں حضرت علیؓ اور حضرت حسنینؓ بھی حضرت ابوبکر صدیقؓ اور عمر فاروقؓ اور عثمان غنیؓ کے پیچھے نمازیں ادا کرتے رہے اور جب حضرت علیؓ بقول شیعہ منصب خلافت پر متمکن ہوئے تو صحابہ کرامؓ اسی (80) اور (90) ہزار کے درمیان تھے لیکن پانچ چھ کے علاوہ کسی نے ان کی خلافت کو قبول نہیں کیا۔

اسلام کی اس اصولی تعلیم کے بعد کسی کے لئے تین پانچ کا مرکب تیار کرنے کی کوئی گنجائش موجود نہ تھی لیکن انسانی دماغ کی کارستانیوں نے بہر حال اپنا کام کر دکھایا اور اکثریت کو نسلیت کے مرض میں مبتلا کر دیا۔ حضرت عثمان ذوالنورین کے آخری دور میں نسلیت کے فتنوں نے سر اٹھانا شروع کر دیا۔ ایک یہودی عبداللہ بن سبا نے جاہل بدویوں میں مختلف قسم کے افکار پیدا کئے۔ رسول اللہ ﷺ کے وصی اور اولاد علیؓ کے مقدس و محترم ہونے اور پیدائشی برتری کے عقائد پیدا کئے گئے اس مقصد کے لئے بہت سی جھوٹی روایات وضع کی گئیں، جن میں سے ایک روایت مباہلہ بھی ہے اس روایت میں بیان کیا گیا ہے کہ جب سن 8 ہجری کے آخر یا 9 ہجری کی ابتداء میں نجران کے عیسائیوں کا ایک وفد مدینہ آیا اور کسی طرح حق قبول کرنے پر آمادہ نہ ہوا تو قرآن کی یہ آیت نازل ہوئی:

ندع ابناء نا وابناء کم ونساء نا ونساء کم وانفسنا وانفسکم ثم نبتهل فنجعل لعنت الله علىٰ الكاذبين

ترجمہ: ہم اپنے بیٹوں کو بلائیں اور تم اپنے بیٹوں کو ہم اپنی بیویوں کو بلائیں اور تم اپنی بیویوں کو اور ہم اپنے دیگر ساتھیوں کو بلائیں اور تم دیگر ساتھیوں کو پھر ہم جھوٹوں پر لعنت بھیجیں۔

> جب ایک فریق مباہلہ کی شرائط یعنی اپنی بیوی اور بچوں کو ہزاروں میل دور نجران سے نہیں لاسکتا تو آنحضور ﷺ کس کے ساتھ مباہلہ کرنے نکلے تھے؟

جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے اپنی چادر یا کمبل میں حضرت علیؓ، حضرت فاطمہؓ، حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کو لپیٹ کر لائے۔ عیسائی ان بزرگوں کو دیکھ کر مباہلہ سے بھاگ گئے اور مباہلہ پر راضی نہ ہوئے۔ یہ روایت بعض الفاظ کی کمی بیشی اور تغیر اور تبدل کے ساتھ مختلف مجموعہ ہائے احادیث میں موجود ہے۔ لیجئے اس روایت کے ذریعے دیو مالا کا قدیم مقدس پانچ اشخاص کا مجموعہ مسلمانوں میں بھی پیدا ہو گیا۔ مقدس پانچ مسلمانوں میں یہ ہوئے: حضرت محمد رسول اللہ ﷺ، حضرت علیؓ، حضرت بی بی فاطمہؓ، حضرت حسنؓ، حضرت حسینؓ، وہی چار مرد ہاتھ کی چار انگلیوں کے نمائندے اور ایک انگوٹھے کی نمائندہ۔ قوم نوح علیہ السلام کے پانچ دیوی دیوتا اور اس کے بعد بت پرست اقوام کے پنج جنا کی کتنی صحیح تصویر مسلمانوں میں بھی بن کر تیار ہو گئی۔ اس حدیث کو روایات حدیث پر پرکھنے کیلئے جو مسلمہ اصول روایت ہیں ان پر پرکھ کر دیکھئے تو اس کی حقیقت کھل کر سامنے آئے گی۔ علم روایت کے بموجب اس روایت کی کوئی سند مجہول، بددین اور مجروح راوی سے خالی نہیں۔ اصل متن بھی ہر روایت میں یکساں نہیں۔ متن میں بہت اضطراب ہے اور سند میں جعل سازی ہے۔ علم درایت یعنی عقلی بنیاد پر دیکھئے تو یہ واقعہ ناممکن الوقوع ہے۔ واقعہ مدینہ منورہ کا ہے اور وفد کے بال بچے نجران میں تھے جو سینکڑوں میل کے فاصلے پر وہاں اپنے بال بچے کیسے حاضر کرسکتے تھے؟

جب ایک فریق مباہلہ کی شرط کسی طرح پوری نہیں کرسکتا تھا تو رسول اللہ ﷺ کس سے مباہلہ کرنے کو نکلے تھے اور اس مباہلہ کا مقصد ہی کیا تھا، مباہلہ یکطرفہ طور پر تو نہیں ہوسکتا تھا جس وقت آپ ﷺ حسب روایت مباہلہ کو نکلے تھے اس وقت آپ ﷺ کے حسب ذیل نواسے اور نواسیاں موجود تھیں

(1) بی بی امامہ بنت زینبؓ (2) بی بی زینب بنت فاطمہؓ (3) حضرت حسین بن فاطمہؓ (4) حضرت حسن بن فاطمہؓ (5) حضرت علیؓ بن زینبؓ

(6) حضرت عبدالرحمٰن الاکبرؓ بن بی بی رقیہؓ

(7) عبداللہ ابن کلثومؓ زوجہ عثمان غنیؓ

ان نواسوں اور نواسیوں کے علاوہ خود آپ ﷺ کے فرزند ابراہیمؓ بن ماریہ قطبیہ بھی ابھی زندہ تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے سب کو چھوڑ کر صرف حسنؓ و حسینؓ کو عبا میں کیوں شریک کیا اور تو اور خود حضرت بی بی فاطمہؓ کی دوسری دونوں صاحبزادیوں زینبؓ اور ام کلثومؓ کو کیوں چھوڑ دیا؟

قرآن مجید میں تو ابناء النساء اور انفس کے الفاظ ہیں ان میں حضرت علیؓ بن ابی طالب کیسے شامل کئے گئے انہیں نہ تو ابناء میں شامل کیا جاسکتا ہے اور نہ نساء میں۔ قرآن پاک کے تینوں الفاظ رسم جمع ہیں جو لازمی طور پر تین اشخاص یا اس سے زیادہ کے لئے ہیں۔ اکیلی بی بی فاطمہ کو عبا میں لینے سے نساء کا حکم کیسے پورا ہوگا اور صرف بھائیوں حسنؓ اور حسینؓ کو عربی میں النبیین کی بجائے ابناء کیسے کہا جائے گا۔ حقیقت

واقعی یہ ہے کہ قرآن مجید کی اس دعوۃ مباہلہ کو عیسائیوں نے قبول نہیں کیا اور قبول کرنا ان کے لئے ممکن بھی نہ تھا۔ رسول اللہ ﷺ کسی عبا یا کمبل میں لے کر نہیں آئے تھے۔ یہ سارا افسانہ صرف پانچ دیومالائی پانچ مقدس اشخاص کے مجموعے کی تکمیل کے لئے پیدا کیا گیا تاکہ اسلام میں بت پرستوں کی دیومالا کی طرح ایک بصورت مقدس پانچ کا پیدا ہو جائے اور جب ایک بار مقدس پانچ کا گروہ بن گیا تو پھر کیا تھا اسے بار بار اور طرح طرح سے بیان کیا گیا، اس قدر کہ دماغ اس کے خلاف سوچنے سے عاجز ہو جائے۔ پنجہ کا نشان ہر جگہ قائم ہو گیا، علم پر سر بلند ہوا، گھوڑے کی تصویر پر سوار دکھایا گیا اور توحید کے مدعی ساری دنیا کو اشخاص کی پرستش کی دعوت دینے لگے۔

نوٹ : "پنج تن پاک" خالص شیعی اصطلاح ہے، جس سے ظاہر کرنا مقصود ہے کہ صرف یہ پانچ ہستیاں پاک ہیں اور باقی لوگ یعنی اصحاب رسول ناپاک ہیں۔ شیعہ عقیدہ کے مطابق آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد سب لوگ (صحابہؓ) مرتد ہو گئے سوائے تین کے یعنی مقداد بن الاسودؓ، ابوذر غفاریؓ اور سلمان فارسیؓ۔ (فروغ کافی جلد 3 صفحہ 15)

تجزیہ: (از علامہ حبیب الرحمٰن کاندھلوی)

ہمارے تمام مفسرین اور شارحین حدیث تقریباً یہی کچھ لکھتے آئے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت علیؓ و فاطمہؓ اور حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کو اپنا اہل بیت قرار دیا۔ ہم بھی یہ تسلیم کرتے ہیں کہ اہل بیت میں اہل و عیال بھی داخل ہوتے ہیں لیکن وہ اہل و عیال جو گھر میں رہتے ہیں اور جو گھر میں نہ رہتے ہوں اور جنہوں نے اپنا گھر جداگانہ بسا لیا ہو وہ ہرگز بھی اس میں داخل نہیں ہوتے اور بیٹی تو ہوتی بھی غیر کے گھر کی ہے اور لڑکی کی شادی کے بعد کوئی بھی اسے باپ کے گھروں میں داخل نہیں کرتا بلکہ دنیا یہی کہتی ہے کہ صاحب اب تو وہ اپنے گھر والی ہو گئی ہے۔ جب تک حضرت فاطمہؓ کا نکاح نہیں ہوا تھا اس وقت تک وہ بے شک اہل بیت نبی ﷺ میں داخل تھیں۔ لیکن جب نکاح ہو گیا تو اب وہ اہل بیت علیؓ میں شامل ہوئیں۔ جس طرح حضرت رقیہؓ، حضرت ام کلثومؓ اہل بیت عثمانؓ ہوئیں اور جس طرح حضرت زینبؓ اہل بیت ابی العاصؓ ہوئیں

اور اگر اہل و عیال بھی اہل بیت میں داخل ہوتے تو نبی کریم ﷺ کی ان تین صاحبزادیوں سے نعوذ باللہ ایسا کون سا جرم سرزد ہوا تھا جو انہیں اہل بیت میں داخل نہیں کیا گیا؟

سورۃ احزاب کی آیات سن 5 ہجری میں نازل ہوئیں۔ اس وقت آپ ﷺ کی صاحبزادی حضرت ام کلثومؓ حیات تھیں اور حضرت رقیہؓ کے صاحبزادے حضرت عبداللہ موجود تھے۔ آخر نبی کریم ﷺ کو اس نواسے اور اس بیٹی سے کونسا بغض تھا (نعوذ باللہ) جو آپ ﷺ نے انہیں چادر میں داخل نہیں کیا اور ان کے لئے دعا نہیں کی۔

سن 2 ہجری میں جنگ بدر میں نبی کریم ﷺ کے بڑے داماد ابوالعاصؓ قید ہو کر آئے، جب انہیں رہا کیا گیا تو آپ ﷺ نے ان سے وعدہ لیا کہ مکہ جا کر میری بیٹی اور بچوں کو میرے پاس بھیج دینا۔ انہوں نے جاتے ہی حضرت زینبؓ کو مدینہ بھیج دیا۔ اس وقت حضرت زینبؓ کے ایک صاحبزادے علی نامی اور ایک صاحبزادی امامہ تھیں۔ سن 2 ہجری سے 7 ہجری تک حضرت زینبؓ مع بچوں کے والد کے پاس رہیں اس طرح ان دونوں بچوں کی تربیت نانا ﷺ نے فرمائی۔

اب ذرا ٹھنڈے دل سے ہمارے سُنّی علماء سوچیں کہ سن 5 ہجری میں جب آیت تطہیر نازل ہوئی، اس وقت حضرت زینبؓ مع بچوں کے نبی کریم ﷺ کے پاس یعنی باپ کے گھر موجود تھیں۔ ایسا کونسا باپ ہوگا جس کی کئی بیٹیاں ہوں اور متعدد بیٹیوں کے اولاد ہو لیکن وہ صرف ایک بیٹی اور اس کی اولاد کو سینہ سے لگائے اور اس کے لئے دعائے خیر کرے۔ لیکن دوسری بیٹی جو گھر بیٹھی ہوئی ہے اسے اور اس کی اولاد کو تو اپنی تمام رحمتوں سے دور کر دے۔ ایسی حرکت تو کوئی ظالم بھی نہ کرے گا بلکہ ایک ظالم باپ بھی یہ سوچ کر کہ اس بیٹی کا کوئی سہارا نہیں، اس کا دل ہاتھ میں لینے کی کوشش نہیں کرے گا لیکن ہمارے اکثر علماء ان شیعی روایات سے اتنا متاثر ہیں کہ انہیں یہ پہاڑ بھی نظر نہیں آتا کہ وہ اس روایت کو مان کر گویا یہ

پنجتن پاک خالص شیعی اصطلاح ہے جسے لاشعوری طور پر مسلمان بھی استعمال کرنے لگے ہیں۔

دعوۃ فکر دے رہے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جو رحمت اللعالمین تھے تو وہ رحمۃ اللعالمین دوسروں کے لئے ہوں گے۔ اپنی بیٹیوں اور ان کی اولاد کے لئے تو وہ نعوذ باللہ سراپا ظالم تھے۔

میں تو اس شخص کو مسلمان بھی ماننے کیلئے تیار نہیں جو نبی کریم ﷺ کی جانب اس ظلم کی نسبت کرے۔ ممکن ہے کہ ان حضرات کا ذہن ادھر متوجہ نہ ہوا ہو۔ اگر ایسا ہے تو آپ توجہ کر کے دیکھ لیں کہ یہ روایتیں کیا نبی کریم ﷺ اور آپ ﷺ کی دیگر صاحبزادیوں اور ان کی اولاد کیلئے کھلا تبرّا نہیں ہیں؟

یہ ان روایتوں کا منطقی نتیجہ ہے کہ جو ہمیں نظر آ رہا ہے اور اللہ کرے تمام اہل سنت کو نظر آ جائے ہمارے نزدیک یہ کمبل والی روایت ایک زہر کی پڑیا ہے، سبائیوں (رافضیوں) نے پھانکنے کے لئے سنیوں کے ہاتھ میں تھما دی ہے اور یہ چینی سمجھ کر اس کی پھنکیاں مار رہے ہیں۔ جہاں یہ خلاف قرآن ہے وہاں اس سے آپ ﷺ کی ذات اقدس پر حرف آ رہا ہے۔ بلکہ یہ روایت ایک ایسا مخفی اور جامع تبرّا ہے، جس میں اللہ تعالیٰ نبی کریم ﷺ آپ کی تین صاحبزادیاں اور نواسے سب شامل ہیں۔

ایک اہم انتباہ : اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے مولوی حبیب احمد کیرانوی مرحوم مصنف "اظہار حق" کو جنہوں نے اردو زبان میں سب سے اول اس روایت کی تنقید پر قلم اٹھایا۔ ان کی یہ تنقید رسالہ "النجم" میں شائع ہوئی۔ جو مولانا عبدالحلیم شرر کی ادارت میں لکھنؤ سے نکلتا تھا اور اس تنقید کی مدح مولوی عبدالشکور لکھنوی مرحوم نے فرمائی۔ ان کے اس مضمون کا خلاصہ مولوی سراج الحق دیوبندی مچھلی شہری نے ایک رسالہ کی صورت میں اعظم گڑھ سے شائع کیا۔ جس کا حاصل مطالعہ یہ ہے کہ اسناد کے لحاظ سے کمبلی والی روایات کے درمیان کے اکثر راوی رافضی، کذاب اور ناقابل اعتبار ہیں اس لئے یہ روایات موضوع ہیں۔

سیدۃ فاطمۃ الزہراؓ شادی سے قبل بے شک اہل بیت نبی ﷺ میں شامل تھیں لیکن شادی کے بعد وہ اہل بیت علیؓ ہو گئیں۔

اسلام میں پنج تنی فارمولہ اہل تشیع کی اختراع ہے

شیعہ مجالس میں یہ شعر اکثر پڑھا جاتا ہے:

خدا کے نور سے پیدا ہوئے یہ پنج تن
محمد و علی و فاطمہ حسین و حسن

جب پنج تن وجود میں آ گئے تو پھر ان کے لئے ولایت و امامت کے جھگڑے کئے گئے اور حضرت علیؓ اور ان کی اولاد کو

اوروں پر فوقیت دی گئی اور امویوں کو ذلیل وخوار کیا گیا تاکہ سُنّی حضرات حضور ﷺ کے ان نواسوں کا ذکر نہ کر سکیں جن کے باپ دادا اموی تھے، اسی لئے یہ فارمولا ترتیب دیا گیا کہ حضور ﷺ کی صرف ایک صاحبزادی تھی بقیہ تین چونکہ امویوں کے نکاح میں گئی تھیں لہٰذا وہ اولاد ہونے سے بھی خارج ہوگئیں۔

حالانکہ اگر غور سے اسلامی تاریخ اور ان حضرات کا مطالعہ کیا جائے جو ابتداء میں اسلام لائے تھے تو یہ صاف محسوس ہوگا کہ ہمیشہ اسلام کی راہ میں جان قربان کرنے

اسلام دشمنوں کی طرف سے ایک خاص مقصد کے لئے بنی امیہ اور بنی عباس کی دشمنی کا ڈھنڈورا پیٹا گیا حالانکہ اسلام لانے کے بعد ان کی دشمنی پیار و محبت میں بدل چکی تھی۔

والے امویوں کی تعداد ہاشمیوں کے مقابلہ میں زیادہ رہی ہے بلکہ اگر اس پر بھی غور کیا جائے کہ زوجیت رسول ﷺ میں تمام خاندان کی عورتیں آئیں، لیکن بنو ہاشم خاندان صرف اسی باعث اس سے محروم رہا کہ قرآن نے آپ ﷺ کیلئے شرط یہ لگادی تھی کہ الاھاجرون معک یعنی آپ ﷺ کی زوجیت میں وہ عورتیں آسکتی ہیں جنھوں نے آپ ﷺ کے ساتھ ہجرت کی ہو۔ (الاحزاب:50)

یہ امر بھی ذہن نشین رہے کہ حضور ﷺ کی بقیہ صاحبزادیوں سے جو اولادیں ہوئیں، وہ سب اموی نہ کہ ہاشمی اس طرح بنوامیہ کو برا کہنے کا مقصد یہ ہے کہ حضور ﷺ کے ان نواسے اور نواسیوں کا خاتمہ کیا جائے جن کا تعلق بنو امیہ سے ہے اور حضور ﷺ کی تین صاحبزادیاں امویوں میں گئیں (ماخوذ از مذہبی داستانیں) اور ان کی اولاد اموی ہوئی۔

حاصل کلام: یہ ہے پنج تن پاک کے قصہ کی اصل حقیقت جو شیعہ پروپیگنڈے کے سبب سُنّیوں کے ذہنوں سے اوجھل ہوگئی ہے بلکہ پاک و ہند کا سُنّی غیر شعوری طور پر اس مسئلہ میں شیعوں کا ہمنوا بنا ہوا ہے۔ اس کے علاوہ ایک خاص مقصد کے لئے بنی امیہ اور بنی عباس کی دشمنی کا ڈھنڈورا پیٹا گیا حالانکہ اسلام لانے کے بعد ان کی تمام دشمنی پیار و محبت میں بدل چکی تھی۔ فاعتبروا یااولی الابصار

اہل بیت سے محبت کے جھوٹے دعویدار:

حضرت سیدنا علیؓ فرماتے ہیں کہ: "آخری زمانے میں ایک فرقہ نکلے گا جس کا خاص لقب ہوگا جس کو لوگ رافضی کہیں گے اسی لقب کے ساتھ ان کی پہچان ہوگی وہ لوگ ہمارے شیعہ (جماعت) ہونے کا دعویٰ کریں گے اور درحقیقت وہ ہماری جماعت سے نہیں ہوں گے اور ان کے ہماری جماعت سے نہ ہونے کی دلیل یہ ہے کہ وہ ابوبکرؓ اور عمر فاروقؓ کو برا بھلا کہیں گے پس جہاں کہیں ان کو پاؤ انہیں قتل کرو کیونکہ وہ مشرک ہوں گے۔" (کنزالاعمال جلد 6 صفحہ 81)

نوٹ: حضرت علیؓ کی زبان مبارک سے شیعہ (جو اہل بیت کی محبت کا دعویٰ کرتے ہیں) کی تردید کے لئے یہ حوالہ ایٹم بم سے کم نہیں۔

اہل بیت کی تشریح:

اہل تشیع نے تاریخ اسلام کو مسخ کرنے کے ساتھ ساتھ کچھ ایسی اصطلاحیں بھی وضع کیں جو اہل سنت میں مغالطہ دہی کی بنا پر عقیدہ کے بگاڑ کا سبب بنیں ان میں ایک اصطلاح "اہل بیت" کی ہے جسے اہل تشیع نے زبردست پروپیگنڈے کے ذریعہ صرف خاندان علیؓ کے چند افراد کے لئے مخصوص کردیا۔ اس زہریلے پروپیگنڈے کا اثر ہے کہ آج جب "اہل بیت" کا لفظ بولا جائے تو اکثر ذہنوں میں حضرت علیؓ، فاطمہؓ، حسنؓ وحسینؓ کا ہی نام آتا ہے اور صرف انہی حضرات کو "اہل بیت" سمجھا جاتا ہے.....لیکن یہ کسی نے سوچا کہ حضرت علیؓ کے اہل بیت ہونے کا سبب کیا ہے؟

اگر کہا جائے کہ وہ اس لئے "اہل بیت" میں شامل ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کے چچازاد بھائی ہیں تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ پھر نبی اکرم ﷺ کے دوسرے چچا زاد بھائی مثلاً حضرت عبداللہ بن عباسؓ، جعفر طیارؓ، اہل بیت میں کیوں نہیں شامل؟ اگر کہا جائے کہ حضرت علیؓ اس لئے اہل بیت میں ہیں کہ داماد نبی ﷺ ہیں تو پھر سوال پیدا ہوتا ہے کہ آخر حضرت

اہل بیت تو نبی اکرم ﷺ کی ازواج مطہرات اور آپ کی اولاد طیبہ جو مسلسل شیعی پروپیگنڈا کے باعث سراسر گمنامی میں چلے گئے ہیں۔

عثمانؓ جو دوہرے داماد نبی ﷺ ہیں وہ اہل بیت میں شامل کیوں نہیں؟

اور اگر حضرت فاطمہؓ اس لئے اہل بیت رسول ﷺ ہیں کہ دختر نبی ہیں تو پھر حضرت زینبؓ، حضرت ام کلثومؓ اور حضرت رقیہؓ اہل بیت کیوں نہیں؟ وہ بھی تو دختران رسول ﷺ مقبول ہیں اور اگر حضرات حسنؓ وحسینؓ اس لئے اہل بیت میں شامل ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کے نواسے ہیں تو پھر آپ ﷺ کے دوسرے نواسے و نواسیاں (حضرت زینبؓ زوجہ حضرت ابوالعاصؓ کے بیٹے علی اور بیٹی امامہؓ اور حضرت رقیہؓ زوجہ حضرت عثمانؓ کے بیٹے عبداللہ اس شرف سے کیوں محروم رکھے گئے ہیں؟

حقیقت یہ ہے کہ اہل بیت کی اولین مصداق ازواج مطہرات ہی ہیں۔ قرآن مجید اس پر گواہ ہے مگر رافضی جو محبان اہل بیت ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں ان کے نزدیک اہل بیت سے مراد ان کے اپنے امام اور سیدہ فاطمہؓ ہیں لیکن وہ سادہ لوح سُنّی عوام کو دھوکہ دینے کے لئے ان کے ناموں کا کھل کر اظہار نہیں کرتے۔ لہٰذا اشد ضرورت ہے کہ مروجہ قانون میں لفظ اہل بیت کی صحیح تشریح کروائی جائے تاکہ "شیعی چال" کا پردہ چاک ہو۔ کیونکہ اصل اہل بیت تو نبی اکرم ﷺ کی ازواج مطہرات ہیں اور آپ ﷺ کی اولاد طیبہ ہے جو کہ مسلسل شیعی پروپیگنڈہ کے باعث سراسر گمنامی میں چلے گئے ہیں۔

سابق شیعہ مجتہد سید امیر رضا شاہ قمی کا اپنے سابقہ مذہب کے پیروکاروں سے ایک سوال!

اگر حضرت علیؓ نے اپنی زندگی میں تقیہ کرلیا اور حضرت حسنؓ نے بھی تقیہ کر کے سیدنا امیر معاویہؓ کے ہاتھ پر بیعت کرلی تھی تو پھر حضرت حسینؓ کے تقیہ کرنے میں کیا امر مانع تھا؟

(نظام خلافت راشدہ شمارہ نمبر 2 صفحہ نمبر 20)

CS CamScanner

کے ایک عالم ایم این اے صاحبزادہ فضل کریم بھی کسی سے پیچھے نہ رہے انہوں نے جلتی پر تیل چھڑکتے ہوئے نہ صرف دہشت گردوں کی مکمل حوصلہ افزائی کی بلکہ پولیس اور انتظامیہ کو دہشت گردوں کو مکمل تحفظ کرنے پر مجبور کیا یہی وجہ ہے کہ تمام دہشت گرد اسلحہ اور پٹرول لے کر گھر جلانے کی ساری واردات بڑے اطمینان کے ساتھ مکمل کرتے رہے اس موقع پر صاحبزادہ فضل کریم ایم این اے ان کی سرپرستی کے لئے جائے وقوعہ پر بہ نفس نفیس موجود رہے جس کی وجہ سے پولیس اور انتظامیہ دہشت گردوں کو گھر، کتابیں اور قرآن پاک جلانے سے باز نہ رکھ سکی۔

اس اہم اور تکلیف دہ صورت حال کے موقع پر حضرت مولنا ضیاء القاسمیؒ کے صاحبزادوں جناب محمد طاہر قاسمی، مولنا محمد خالد قاسمی اور مولنا محمد زاہد قاسمی کو جتنا بھی خراج تحسین پیش کیا جائے کم ہے کہ انہوں نے اس اہم موڑ پر نہایت تحمل تدبر اور فہم وفراست کا لازوال مظاہرہ کرتے ہوئے پورے ملک کو آگ اور خون میں نہانے سے بچالیا ہے وہ نہ صرف اپنے متعلقین کو صبر و سکون کی تلقین کرتے رہے۔ انہوں نے اس سانحہ کو کسی اشتعال انگیز کاروائی کا موجب نہیں بننے دیا بلکہ پولیس اور انتظامیہ کے ساتھ مل کر حالات کو سنبھالنے اور امن وامان برقرار رکھنے میں تاریخ ساز کردار ادا کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اتنے بڑے سانحہ کے بعد بھی حضرت قاسمیؒ کے متعلقین کی طرف سے انتہائی صبر وتحمل کا مظاہرہ کرتے ہوئے کسی قسم کی املاک کو کوئی نقصان نہیں پہنچایا گیا ستم ظریفی کی انتہا دیکھئے کہ مقامی ایم این اے صاحبزادہ فضل کریم کے دباؤ پر پولیس نے مدرسہ جامعہ قاسمیہ کے طالب علموں، عبدالستار ساکن ٹوبہ، محمد عثمان چکوال، محمد ایوب دریا خاں، محمد ادریس خوشاب، محمد یونس، محمد شاہد، محمد ذیشان، محمد زکریا، محمد نعیم سیکرٹری نشر واشاعت، محمد الیاس، محمد محسن، نجیب احمد اور محمد ابوبکر کو گرفتار کر کے جیل میں بند کر دیا جو کہ تا حال جیل کی کال کوٹھری میں نا کردہ گناہ کی سزا بھگت رہے ہیں، ظلم وبربریت کی اس سے بڑی داستان کیا ہوگی کہ اصحاب رسول کے پتلے جلانے کے خلاف احتجاج کے جرم میں لاکھوں روپے کے نقصانات اور جیل کی کال کوٹھریاں برداشت کرنا پڑی ہیں اور ظالم گستاخ اور ان کے سرغنہ دندناتے پھر رہے ہیں وزیر اعلی پنجاب میاں شہباز شریف کے والد محترم میاں محمد شریف کے ساتھ مولنا محمد ضیاء القاسمیؒ کے تعلقات بہت خوشگوار تھے۔ ان تعلقات کا لحاظ رکھتے ہوئے اس سانحہ کے ذمہ داروں کے خلاف موثر کاروائی کرتے ہوئے ۔

مولنا ضیاء القاسمیؒ کے صاحبزادوں کے گھروں کو آگ میں جلانے کے نقصانات کا تعین کر کے انہیں معاوضہ ادا کیا جائے اور گرفتار شدگان کو کو رہا کیا جائے۔ اس کے ساتھ اصحاب رسول ﷺ کی توہین کر کے مذہبی فساد کی آگ بھڑکانے والوں اور ان کے سرپرستوں کو عبرت ناک سزا دی جائے۔

ہمارے رہنماؤں کو سیکورٹی فراہم کی جائے — اورنگ زیب فاروقی

کراچی (نمائندہ خصوصی) اہلسنت والجماعت کراچی کے صدر مولنا اورنگ زیب فاروقی نے کہا مولنا عبدالغفور ندیم اور دیگر علماء پر حملہ ٹارگٹ کلنگ کا سلسلہ ہے جو تسلسل کے ساتھ جاری ہے۔ ہمارے رہنماؤں کو فی الفور سیکورٹی فراہم کی جائے۔ دہشت گردوں کو گرفتار کر کے ان کے سرپرستوں کو بے نقاب کیا جائے۔ مولنا عبدالغفور ندیم اور ان کے بیٹوں کو جن بوگس مقدمات میں الجھایا گیا تھا وہ ان کے قتل کی سازش کا حصہ تھے۔ صوبائی حکومت اور کراچی کی انتظامیہ کو مسلسل آگاہ کرنے کے باوجود ہمارے رہنماؤں کو سیکورٹی مہیا نہیں کی گئی۔ جس کی وجہ سے سانحہ پیش آگیا۔ یہ اس بات کا اشارہ ہے کہ حکومت اور انتظامیہ کے اندر کچھ کالی بھیڑیں موجود ہیں جو کراچی میں امن نہیں چاہتی ہیں۔ انہوں نے واضح کیا اگر اب بھی ہمارے رہنماؤں کو سیکورٹی فراہم نہ کی گئی تو آئندہ مقدمات حکومت اور انتظامیہ کے خلاف درج کروائے جائیں گے۔

مقام صحابہ کرامؓ

اسلاف علماء کرام کی نظر میں

حافظ ارشاد احمد دیوبندی ظاہر پیر

مشاہدات شاہ ولی اللہؒ

شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے بہت سارے معاملات ایک استغراقی کیفیت "بین النوم و الیقظه" یعنی نیند اور بیداری کی حالت میں حضرت نبی کریم سے استفادہ فرمایا ہے۔ یہ ایک بڑی داستان ہے جسے حضرت شاہ ولی اللہؒ نے بڑی تفصیل سے رقم فرمایا ہے اور اہل بصیرت علماء کرام نے اس کی تصدیق فرمائی ہے۔ بندہ عفاء اللہ عنہ اس نورانی اور روحانی کیفیت سے صحابہ کرامؓ سے متعلق شاہ صاحبؒ کا ایک اہم سوال جو آپ نے اس خاص الخاص کیفیت میں خود حضرت نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا اسے بڑے غور سے ملاحظہ فرمائیے۔

شاہ فرماتے ہیں کہ "فقیر نے شیعوں کے بارے میں حضور ﷺ سے دریافت کیا کہ وہ (یعنی شیعہ) اہل بیت کی محبت کا دعویٰ کرتے ہیں اور صحابہ کرامؓ کو برا کہتے ہیں (اس کے جواب میں حضرت نبی کریم ﷺ نے) فرمایا ان کا (یعنی شیعوں کا) مذہب باطل ہے اور فرمایا ان کے مذہب کا باطل ہونا لفظ امام سے معلوم ہوتا ہے۔ جب فقیر نے (یعنی حضرت شاہ صاحبؒ ممدوح نے) لفظ امام کے متعلق غور کیا تو معلوم ہوا کہ شیعوں کی اصطلاح میں امام معصوم ہوتا ہے جس کی اطاعت فرض اور مخلوق کیلئے مقرر ہوتا ہے۔ یہ لوگ امام کے حق میں باطنی وحی تجویز کرتے ہیں اور حقیقت میں وہ ختم نبوت کے منکر ہیں اگرچہ زبان سے حضور ﷺ کو خاتم الانبیاء کہتے ہیں (یقیناً) اس فقیر کو (حضرت شاہ صاحب کو) معلوم ہوا ہے کہ بارہ امام (آئمہ اثنا عشریہ) ایک نسبت کے قطب ہوئے ہیں لیکن ہم عقیدہ شرع پیغمبر ﷺ کی حدیث کے علاوہ کسی دوسری چیز سے نہیں لے سکتے۔ انکی قطعیت ایک باطنی امر ہے، امر شرعی سے اسے قطعاً کوئی تعلق نہیں ہے۔ حضور ﷺ کے اصحابؓ کے متعلق ہمیں نیک اعتقاد رکھنا چاہئے اور انکے مناقب کے سوا کوئی اور زبان پر نہیں لانی چاہئے۔ صحابہ کرامؓ کی طرح اہل بیت کے متعلق بھی نیک اعتقاد رکھنا چاہئے ان کے صالحین کی اور بھی تعظیم خاص کرنی چاہئے۔

شیعہ کی اصطلاح میں امام معصوم ہوتا ہے جس کی اطاعت مخلوق کے لئے فرض ہوتی ہے۔ اس سے عقیدہ ختم نبوت سے انکار کی راہ نکلتی ہے

امام طحاویؒ کے فرمودات

امام طحاویؒ عقیدت الطحاوی میں رقم طراز ہیں:

"ہم حضرت نبی کریم ﷺ کے جمیع صحابہ کرامؓ سے قلبی محبت کرتے ہیں، ان سب حضرات میں سے کسی صاحبؓ کی محبت میں کسی قسم کی کوتاہی ہرگز نہیں کرتے جو ان سے (صحابہ کرام) سے بُغض رکھتا ہے اور اچھائی کے بغیر ان کا ذکر مبارک کرتا ہو ہم بھی ایسے لوگوں سے بُغض رکھتے ہیں، ہم بھی بھلائی اور اچھائی کے ساتھ ایسے لوگوں کا تذکرہ نہیں کرتے ان سے محبت قلبی کرنا (یعنی صحابہ کرامؓ سے) دین ایمان اور نیکوکاری ہے اور ایسے مقدس حضرات سے بُغض رکھنا کفر و نفاق اور گمراہی کی علامت ہے جو آدمی بھی رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرامؓ، ازواج مطہراتؓ اور آل و اولاد کے متعلق انکو اچھی طرح یاد کرے گا ایسا آدمی نفاق سے بری ہوگا۔ علماء اسلاف اور سلف صالحین اور تابعین اور انکے بعد آنے والے محدثین اور فقہاء کرام نیکی کے بغیر ان کا ذکر مبارک نہیں کیا کرتے تھے اور برائی کے ساتھ ان کا نام (صحابہ کرامؓ کا نام) جو لے گا وہ صراط مستقیم سے بھٹکا ہوا ہوگا۔

حضرت علامہ تفتازانیؒ کے فرمودات

حضرت علامہ تفتازانیؒ مشہور فقیہ کبیر اپنی کتاب "شرح عقائد" میں تحریر فرماتے ہیں، صحابہ کرامؓ کا ذکر اچھائی کے علاوہ کرنے سے فوراً زبان کو بند کرلیجئے کیونکہ ان کے فضائل (یعنی صحابہ کرامؓ) کے فضائل اور ایسے حضرات کی ذات کیلئے احادیث میں مسلسل رکاوٹ موجود ہے ہاں ان کے درمیان جو اختلافات ہوئے وہ اختلافات میں مسلسل رکاوٹ موجود ہے ہاں ان کے درمیان جو اختلافات ہوئے وہ اختلافات کی مانند نہیں تھے ان کی تاویل کرنا لازمی امر ہے۔ بہرحال ان لوگوں کو برائی سے ذکر کرنا اور ان پر تنقید کرنا چونکہ یہ قطعی دلائل کی سند کے بغیر کفر ہے۔

ملا علی قاریؒ کے فرمودات:

ملا علی قاریؒ کے منصب دینی سے کون واقف نہیں، آپؒ شرح فقیہ اکبر کے صفحات میں مرقوم فرماتے ہیں:

"ہم صحابہ کرامؓ کا ذکر مبارک اچھائی اور بھلائی کے علاوہ اور کسی طرح روا نہیں سمجھتے۔ یہی جمیع اہل سنت والجماعت کا متفقہ عقیدہ ہے۔ صحابہ کرامؓ کے فضائل کا انکار ایک ملحد گروہ کے بغیر اور کوئی نہیں کرتا۔ صحابہ کرامؓ کو گالی گلوچ دینا کفر ہے۔"

شیخ المشائخ حضرت عبدالقادر جیلانیؒ کے فرمودات

پیران پیر سیدنا حضرت عبدالقادر جیلانی محبوب سبحانی، قطب ربانی نور اللہ مرقدہٗ اپنی بہت ہی مشہور زمانہ کتاب "غنية الطالبين" کے مختلف مقامات پر صحابہ کرامؓ کے مناقب و فضائل اور منکرین صحابہ کرام کے خلاف بہت کچھ تحریر فرما گئے ہیں۔ ان میں چند اقتباسات ملاحظہ فرمائیے۔

"رہی یہ بات کہ حضرت علی المرتضیٰؓ نے حضرت طلحہؓ حضرت زبیرؓ حضرت عائشہ صدیقہؓ اور حضرت امیر معاویہؓ سے لڑائی کی تو اس بارے میں امام احمد بن حنبلؒ نے تصریح فرمائی ہے (چونکہ حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ امام احمد بن حنبلؒ کے مقلد ہیں اس لئے ان کے فرمان کو نقل فرما رہے ہیں) کہ (ان کے آپس میں جتنے بھی جھگڑے اور اختلافات ہوئے ہیں ان سب سے ہر

CamScanner

حالت میں زبان بند رکھی جائے، اس لئے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان مقدس حضرات کے دل سے یہ ظاہری کدورت نکال دے گا اس بارے میں اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا ہے:

" ونزعنا ما فی صدورھم من غلٍ اخوانا علیٰ سُررٍ متقابلین " (القرآن)

یعنی قیامت کے دن ان کے سینوں سے (صحابہ کرام کے سینوں سے) جو میل اور کدورت وغیرہ رہی ہے اسے نکال دوں گا پھر وہ بھائی بھائی بن کر باہم ایک دوسرے کے آمنے سامنے ہونگے تو پھر کسی قسم کی انکے سینوں میں کدورت باقی نہیں رہے گی۔ نیز حضرت جعفر صادقؒ اپنے والد ماجد حضرت محمد باقرؒ سے نقل فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان مقدس کی شرح اور مطلب یہ ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں

" والذین معہٗ "

جو لوگ آپ کے ساتھ رہ کر صحبت یافتہ ہوئے یعنی ہر دکھی حالت اور سکھی حالت میں نماز میں اور خیموں میں، میدان جنگ میں اور امن میں وہ سیدنا ابوبکر صدیقؓ ہیں۔

" اشداء علی الکفار "

'' کافروں پر سخت ہیں ہیں۔''

اس فرمان کا مظہر سیدنا حضرت عمر فاروق اعظمؓ ہیں۔

" رحماء بینھم "

'' آپس میں مہربان ہیں۔''

اس فرمان کا مظہر کامل سیدنا حضرت عثمان غنیؓ ہیں۔

" تراھم رکعًا سُجّدًا "

'' انکو رکوع و سجود میں دیکھتے ہو۔''

اس کی واضح مثال سیدنا حضرت علی المرتضیٰؓ ہیں۔

" یبتغون فضل من اللہ ورضوانًا "

'' اللہ تعالیٰ کا فضل اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے طالب ہیں۔''

جیسے حضرت نبی کریم ﷺ کے حواری سیدنا حضرت طلحہؓ اور سیدنا زبیرؓ ہیں۔

" سیماھم فی وجوھھم من اثر السجود "

" سجدے کے نشان سے ان کے چہروں میں یہ علامت موجود ہے۔"

جیسا کہ حضرت سعدؓ، حضرت سعیدؓ، حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ اور حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ یہ عشرہ مبشرہ، وہ دس خوش قسمت صحابہ کرامؓ ہیں جن کو دنیا میں جنت الفردوس کی خوشخبری سنائی گئی تھی۔

اہل سنت والجماعت کا اس عقیدہ پر مکمل اتفاق ہے کہ صحابہ کرامؓ میں جو اختلافات ہوئے ہیں ان سے زبان بند رکھنا بہت ضروری ہے ان حضرات کے عیوب نہ نکالیں، ہاں صحابہ کرامؓ کے فضائل اور محاسن عوام میں بیان کئے جائیں اور ان کا ہر معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کیا جائے ورنہ سلامتی ایمان کا خطرہ ہے۔ ایمان کی بربادی ہے۔

علامہ عبدالوہاب شعرانیؒ کے فرمودات:

شافعی فقیہ کے بڑے مشہور اور جلیل قدر حضرت علامہ عبدالوہاب شعرانیؒ اپنی شہرت یافتہ تصنیف "الیواقیت والجواہر" میں تحریر فرماتے ہیں، صحابہ کرامؓ میں جو اختلافات رہے ہم سب کو اس سے اپنی زبانیں بند رکھنی چاہئے اور یہ پختہ اعتقاد رکھنا فرض ہے جو قرآن کریم میں موجود ہے کہ جمیع صحابہ کرامؓ کو اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس اختلاف کا بھی ثواب ملے گا اس لئے باتفاق اہل سنت:

" الصحابۃ کُلُّھُم عدولٌ "

'' سب کے سب صحابہؓ عادل ہیں۔''

جن حضرات نے ان جھگڑوں کو مثال کے طور پر حضرت عثمانؓ کی خلافت کے دور میں یا حضرت امیر معاویہؓ یا جنگ جمل کے واقعات میں حصہ لیا وہ حضرات بھی اور جنہوں نے حصہ نہیں لیا وہ حضرات بھی ان سب حضرات سے متعلق حسن ظن سے کام لے کر ان حضرات کے ان سب کارناموں کو اجتہاد پر محمول کرتے ہوئے ایسا اعتقاد رکھنا لازمی اور بہت ضروری ہے اس لئے کہ ان سب واقعات کا دارومدار اجتہاد پر تھا۔

علامہ ابن دقیق العیدؒ کے فرمودات:

فقیہہ امام مالکؒ کے معروف اور عظیم محدث عالم حضرت علامہ ابن دقیق العیدؒ اہل اسلام کے عقیدے کی تشریح کرتے ہوئے شرح فقہ اکبر کے صفحہ 86 پر تحریر فرماتے ہیں:

'' صحابہ کرام کے آپس میں باہم اختلافات کے سلسلے میں جو کچھ تاریخی کتب میں منقول چلا آ رہا ہے، اس میں بعض باتیں بالکل غلط ہیں بلکہ جھوٹ پر مبنی ہیں اس لئے وہ قابل اور لائق توجہ ہی نہیں ہیں ہاں بعض باتیں جن کا کچھ نہ کچھ ثبوت ملتا ہے، ہم ان میں بھی مناسب تاویل سے کام لیتے ہیں اس لئے کہ اس سے قبل اللہ تبارک وتعالیٰ کی جانب سے صحابہ کرامؓ کی قرآن مجید میں بھرپور تعریف موجود ہے اس کے علاوہ جو بات بھی نقل کی جائے گی وہ شکی بات ہوگی، پکی بات نہیں یعنی وہمی بات پختہ اور یقینی بات کو غلط قرار نہیں دے سکتی، میری یہ بات خوب ذہن نشین کرلو تو پھر سبائیت کی گمراہی سے بچ جاؤ گے۔''

امام الموحدین حضرت ابن تیمیہؒ کے فرمودات:

شیخ الاسلام محقق دوراں حضرت امام ابن تیمیہؒ نے صحابہ کرامؓ سے متعلق تقریباً اپنی اکثر تصانیف میں بڑی مدلل بحث لکھی ہے۔ فرمایا: ہمارا ایمان ہے کہ صحابہ کرامؓ میں جو اختلافات ہوئے ہیں، ہمارا اول فریضہ ہے کہ ہم اس کو بیان کرنے سے قطعی طور پر اپنے منہ اور زبان بند رکھیں، ہر حالت میں سکوت اختیار کریں، ہم بخوبی جانتے ہیں کہ صحابہ کرامؓ کے بارے میں جو کچھ منقول چلا آ رہا ہے اس میں بعض چیزیں بالکل جھوٹ پر مبنی ہیں (یعنی مؤرخین نے مکھی پر مکھی مارنے والی ضرب المثل پوری کر دکھائی ہے) پھر صحابہ کرامؓ مجتہد تھے جن کا اجتہاد صحیح ہوا ان کو دگنا ثواب ملا اور جن حضرات سے اجتہادی غلطی سرزد ہوئی تو پھر بھی نیک سعی کا ثواب انکو بھی ملے گا۔ صحابہ کرامؓ سے اگر کوئی غلطی اور کوتاہی ہوئی بھی ہے تو اللہ تعالیٰ ان کی غلطیوں کی معافی کا قرآن کریم میں کئی مقامات پر اعلان کر چکا ہے آنحضرت ﷺ کی تعظیم اور آپ ﷺ کے اصحاب کی بھی قلبی طور پر عزت کی جائے۔ صحابہ کرامؓ کی خوب تعریف کی جائے اور انکے حق میں دعا مغفرت اختیار کی جائے ان میں جو اختلافات ہوئے حب صحابہ کا تقاضا ہے کہ ان سے سکوت اختیار کیا جائے جو صحابہ کرامؓ سے دشمنی رکھے اس کے ساتھ ہم کو بھی ہر حال میں عداوت ہو۔ مؤرخین سے نادان راویوں اور گمراہ شیعہ اور اہل بدعت سے جو باتیں اس قسم کی منقول ہیں کہ کسی صحابی کی شان ان سے مجروح ہوتی ہے انہیں ہر حال نظر انداز کر دیا جائے۔ آپس میں ان کے جو اختلافات ہوئے ان کے بارہ میں کوئی اچھی عمدہ اور مناسب تاویلات اور بہت ہی مناسب توجیہ سے کام لیا جائے وہ ہر لحاظ سے اچھائی کے حقدار ہیں کسی صحابی رسول کا ذکر قطعاً برائی سے ہرگز نہ کیا جائے نہ ہی کسی صحابی کی حرف گیری کی جائے بلکہ ان کے نیک اعمال اور فضائل جو قرآن و احادیث میں بڑی صراحت سے موجود ہیں ان کا برملا تذکرہ کیا جائے ایک حدیث شریف میں حضرت نبی کریم ﷺ نے فرمایا: لوگو میں ابوبکرؓ سے راضی ہوں تم اچھی طرح یہ بات ذہن نشین کرلو، لوگو سنو میں عمرؓ سے علیؓ و عثمانؓ طلحہؓ اور زبیرؓ سے سعد و سعیدؓ اور عبدالرحمٰنؓ بن عوف سے راضی ہوں تم لوگوں کو یہ معلوم رہنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے اہل بدر اور اہل حدیبیہ کی عام مغفرت کا قرآن کریم میں اعلان فرما دیا ہے۔

یَاَیُّھَا النَّاس!

میرے اصحاب سسرالی قرابت داروں اور میرے دامادوں کے بارے میں میرا تم خیال رکھنا تاکہ کل بروز قیامت تمہارے خلاف کوئی ان میں سے مطالبہ لیکر کھڑا نہ ہو اس لئے خبردار ان کے خلاف اگر تم سے زیادتی سرزد ہوئی تو یہ زیارت قیامت کے دن ہرگز معاف نہیں ہوگی۔ ایک بہت بڑے رہنما بزرگ حضرت معافی بن عمرانؒ سے ایک

آدمی نے دریافت کیا کہ حضرت امیر معاویہؓ کے بالمقابل حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کی کیا حیثیت ہے؟ تو وہ سخت ناراض ہوئے، چہرہ مبارک سرخ ہوگیا اور فرمایا صحابہ کرامؓ کے ساتھ کسی غیر صحابی کو کیا نسبت ہوسکتی ہے۔ حضرت امیر معاویہؓ رسول اللہ ﷺ کے صحابی، آپ ﷺ کے برادر نسبتی اور کاتب وحی، قرآن کریم کی وحی لکھنے کے امین ہیں حضرت نبی کریم ﷺ اپنے اصحاب کا یہاں تک کہ خیال فرماتے تھے کہ آپ ﷺ کے سامنے ایک شخص کا جنازہ لایا گیا تو حضرت نبی کریم ﷺ اس کی نماز جنازہ پڑھنے سے انکار کرکے تشریف لے گئے، دریافت کرنے پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے معلوم ہے یہ شخص حضرت عثمان غنیؓ سے عداوت رکھتا تھا اس لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت عثمانؓ کی عداوت کے باعث اس کو راندہ درگاہ کرکے اس کے جنازہ پڑھنے سے بھی مجھے روک دیا ہے اس کی مزید تشریح کرتے ہوئے حضرت امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ حضرت نبی کریم ﷺ ساری کائنات کے پیغمبر اور معلم ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو ہماری ہدایت کیلئے مبعوث فرمایا ہے اور آپ ﷺ کو رحمۃ اللعالمین بنایا۔ آپ ﷺ آدھی رات کو بقیع کے قبرستان میں تشریف لے جاتے اور صحابہ کرامؓ کیلئے مغفرت کی دعائیں مانگتے تو حضرت عثمانؓ سے بغض رکھنے والے کا جنازہ تو آپ ﷺ کب پڑھتے بلکہ آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ "جنت الفردوس میں دو دو آدمی اکٹھے داخل ہوں گے میں اور عثمانؓ ہاتھ میں ہاتھ دیکر جنت الفردوس میں اکٹھے داخل ہوں گے"۔ مزید فرمایا کہ "جس کے دل میں عثمانؓ کے بارے میں بغض اور دشمنی ہوگی وہ مرکر قبر میں بھی دجال کے فتنے سے محفوظ نہیں ہوگا"۔ صحابہ کرامؓ کے ساتھ حضرت نبی کریم ﷺ کو جو محبت تھی یہ آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ کا یہی حکم تھا کہ آپ ﷺ صحابہ کرامؓ سے دل وجان سے محبت رکھیں

علامہ شہاب الدین خفاجیؒ کے فرمودات

حضرت علامہ شہاب الدین خفاجیؒ شرح شفاء میں تحریر فرماتے ہیں صحابہ کرام سب کے سب عادل ہیں بایں وجہ حضرت امام غزالیؒ نے تصریح فرمائی ہے کہ صحابہ کرامؓ چھوٹے ہوں یا بڑے مہاجرین میں سے ہوں یا انصار میں سے عربی ہوں یا غیر عربی سب کے سب عادل ہونے پر برابر کے شریک ہیں علماء امت کا ہر دور میں اتفاق چلا آرہا ہے کہ صحابہ کرامؓ کو گالی گلوچ اور انکے شان اقدس میں زیادتی نفاق کی علامت ہے ایسے لوگوں پر حضرت نبی کریم ﷺ نے لعنت بھیجی ہے۔ جمیع صحابہ کرامؓ اپنے اپنے اجتہاد کی بنا پر حق پر ہیں اس لئے کہ حضرت نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ:

"الصحابی کالنجوم فبایھم اقتدیتم اھتدیتم"

اس فرمان میں کسی صحابی کی تخصیص نہیں بلکہ فرمایا:

''تم میرے صحابہ میں سے جس کی بھی اقتدا کروگے ہدایت حاصل کرلوگے۔''

اس لئے بعض صحابہ کرامؓ سے جو کام سرزد ہوئے ہیں ان کی وجہ سے ان پر تنقید کرنا قطعاً ناجائز ہے۔ چہ جائیکہ ان کی شان اقدس کو تنقید کی بجائے تنقیص کا ظالمانہ نشانہ بنا کر اپنی عاقبت برباد کی جائے۔ میرے معروضات کا خلاصہ یہ ہے کہ صحابہ کرامؓ سب کے سب جن کی تعداد ایک لاکھ سے بھی زیادہ ہے سب عادل ہیں اس لئے ہم جمیع صحابہ کرامؓ کو بھلائی کے سوا ان کا ذکر مبارک کرنے کے علاوہ سکوت کرتے ہیں۔

امام نوویؒ کے فرمودات:

سیدنا حضرت امام نوویؒ اپنی مشہور کتاب شرح مسلم شریف میں رقم طراز ہیں۔ ہم نبی کریم ﷺ اور جس کے بارے میں آنحضرت ﷺ نے عصمت کی شہادت دی ہو اس کے سوا کسی اور کے معصوم ہونے کا یقین تو نہیں رکھتے لیکن ہم کو (قرآن وحدیث) میں حکم دیا گیا ہے کہ جمیع صحابہ کرامؓ کے متعلق حسن ظن رکھیں اور بری بات کی صحابہ کرام سے فوراً نفی کردیں ہاں اگر روایت میں تاویل کی کوئی گنجائش نہ نکل سکے تو بہتر صورت یہ ہے کہ اس کے روایات کو ہی جھوٹا قرار دیں اور اپنا ایمان بچائیں۔

(امام نووی شرح مسلم جلد 2)

بانی دارالعلوم دیوبند کے فرمودات

حجۃ الاسلام آیت من آیات اللہ رئیس المتکلمین معدن العلوم قاسم العلوم والخیرات حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ اپنی جمیع تصانیف میں سے زیادہ ضخیم تالیف و تصنیف ہدیۃ الشیعہ لکھی ہے۔ جس میں عام تصنیفات کے برعکس دیگر متعدد کتابوں کے حوالے بھی پیش کئے گئے ہیں۔ اس کتاب کے مختلف چار باب ہیں اور ہر باب میں قرآن واحادیث مؤرخین کے اقوال شیعہ اقوال کا شیعہ کتب سے رد، بڑی وضاحت سے بیان کیا گیا ہے۔

قارئین محترم سے مخلصانہ اپیل ہے کہ اس کتاب کا ایک بار ضرور مطالعہ کرلیجئے۔ بندہ عفاء اللہ اس کتاب کے باب مناقب صحابہ سے چند واقعات جملوں کی بجائے عنوانات سے رقم کررہا ہے۔ ملاحظہ فرمائیے:

صحابہ کرامؓ کی اتنی تعریف شیعہ کے منہ پر طمانچہ ہے

مثال کے طور پر اگر کوئی بادشاہ دانشمند جسے انتظام مملکت کا خیال ہو اور وہ ملازموں کے حال کا نگران ہو بلکہ اپنے چند ملازموں کو بوجوہ خطاؤں اور غلطیوں کے کچھ نہ کہے تو پھر ظاہر میں یہی سمجھ آتا ہے کہ یہ بادشاہ کو بہت ہی پیارے ہیں کہ ایسے حالات میں بھی ان سے مواخذہ نہیں کیا جاتا بلکہ اس کے برعکس انکی جو تعریف کرے اور ان کے غمازوں اور دشمنوں سے جو ان سے بغض وحسد اور کینہ رکھتے ہوں بری طرح ان کو ڈانٹ دے اور بری طرح پیش آئے اور ان کے کمالات کو جو اپنے نزدیک اور ان کے دشمنوں کے نزدیک انکی خوبی مسلم الثبوت ہو اور ان کے دشمنوں کو سنا سنا کر کہے کہ ان میں سے جن میں یہ اوصاف پائے جائیں ہم نے ان کی سب خطائیں معاف کردی ہیں بلکہ ان کیلئے مزید انعامات بھی تیار کررکھے ہیں تو اس صورت میں بجز اس کے اور کوئی احتمال نہیں ہوسکتا کہ بادشاہ کو ان ملازموں سے حد درجہ محبت اور پیار ہے اور جو ان کا دوست ہے وہ بادشاہ بھی اس کا دوست ہے تو اس سے صحابہ کرامؓ کی شان مقدس کا اندازہ لگالیجئے۔ اب صرف عنوانات ملاحظہ فرمائیے:

آنحضرت ﷺ نے حضرت عثمان غنی کے ساتھ عداوت رکھنے والے شخص کی نماز جنازہ پڑھنے سے انکار کردیا تھا

☆ قرآن کریم میں تعریف صحابہؓ ایک مقصد آنے والے دشمنوں کا چڑانا اور جلانا بھی ہے۔

☆ قرآن کریم میں صحابہؓ کی تعریف قرآن کی پیشن گوئی ہے کہ آئندہ صحابہؓ کے دشمن پیدا ہوں گے۔

☆ قرآن کریم میں صحابہؓ سے مغفرت اور اجر عظیم کا وعدہ غیر مشروط ہے۔

☆ صحابہ کرامؓ حب فی اللہ اور بغض فی اللہ میں بھی راسخ تھے۔

☆ صحابہ کرامؓ کا مقصود صرف رضاء الٰہی ہی تھا۔

"یبتغون فضل من اللہ ورضوانا"

☆ صحابہ کرامؓ کی باہم رنجش کی بنیاد بھی باہمی محبت پر مبنی تھی۔

☆ دخول جنت کی خوشخبری سے بڑھ کر حسن خاتمہ کی دلیل اور کیا ہوسکتی ہے۔

☆ صحابہ کرامؓ کے مشاجرات نہ کفر تھے نہ ہی فسق کیونکہ یہ دونوں رضا کے منافی ہیں۔

بقیہ صفحہ نمبر 34 پر

کتابوں پر تبصرہ

نام کتاب: المصنفات فی الحدیث

مصنف: حضرت مولانا محمد زمان کلاچوی

ضخامت: 495 صفحات

ناشر: القاسم اکیڈمی جامعہ ابوہریرہ خالق آباد ضلع نوشہرہ سرحد پاکستان۔

زیر تبصرہ کتاب حدیث شریف پر لکھی جانے والی بہت ساری کتب کا مجموعہ ہے۔ یہ ایک تاریخی دستاویز ہے جسے مولانا محمد زمان کلاچوی نے بڑی عرق ریزی کے بعد تصنیف کیا ہے۔ علماء، طلباء کیلئے یہ ایک تحفہ ہے۔ مایہ ناز مصنف مولانا عبدالقیوم حقانی اس پر تبصرہ کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں کہ مصنفات فی الحدیث کے موضوع پر یہ عظیم تاریخی و تحقیقی شاہکار ڈیڑھ صد مختلف کتب (عربی، فارسی، اردو) سے مرتب کیا گیا ہے۔ میری ناقص معلومات کی حد تک 1000ھ تک کی اکثر تصنیفات حدیثیہ کا یکجا تذکرہ اس تفصیل و ترتیب سے اردو میں اس وقت تک میری نظر سے نہیں گزرا۔

495 صفحات پر مشتمل یہ کتاب خوبصورت ٹائٹل، عمدہ طباعت، مضبوط جلد بندی کے ساتھ القاسم اکیڈمی نوشہرہ سے شائع ہوئی ہے۔ قیمت درج نہیں کی گئی۔ القاسم اکیڈمی جامعہ ابوہریرہ خالق آباد ضلع نوشہرہ سے براہِ راست منگوائی جاسکتی ہے۔

☆☆☆

نام کتاب: محبوب خدا ﷺ کی دلبر ادائیں

تالیف: مولانا عبدالقیوم حقانی مدظلہ

ضخامت: 197 صفحات

ناشر: القاسم اکیڈمی جامعہ ابوہریرہ برانچ پوسٹ آفس خالق آباد نوشہرہ

قرآن کریم میں حضور نبی کریم ﷺ کی زندگی کو ہمارے لئے اسوہ حسنہ قرار دیا گیا ہے۔ آپ ﷺ کی زندگی معمولات، عادات و اطوار، پسندیدگی و ناپسندیدگی، مزاج و مزاح تمام کا تمام کتب احادیث میں حضرات محدثینؒ نے جمع فرمایا ہے۔ ترمذی شریف حدیث کی مستند و مفصل کتاب ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جب اس کو پڑھا جاتا ہے تو جہاں پڑھنے اور پڑھانے والے دونوں قلبی سکون و اطمینان کی دولت سے مالا مال ہوتے ہیں وہیں دل میں ان تمام اعمال حسنہ پر عمل کا داعیہ بھی پیدا ہوتا ہے۔ خداوند قدوس کی ذات گرامی تمام مسلمانان عالم کو نبی الامی ﷺ کی تمام سنن پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائیں اس کتاب کی شرح، شرح شمائل ترمذی کے عنوان سے مصنف مذکور قارئین کے لئے لا چکے ہیں۔ اب اسی کتاب کو مختلف عنوانات تلے چھوٹے چھوٹے اجزاء کی صورت میں لایا جا رہا ہے تاکہ خریدنے والوں کو آسانی ہو اس سے قبل بھی اس کے چار اجزاء مارکیٹ میں آچکے ہیں۔ اس جزء کو مصنف نے "محبوب خدا ﷺ کی دلربا ادائیں" کے خوبصورت عنوان سے معنون کیا ہے۔ روضۃ النبی ﷺ اور گنبد خضریٰ کے ساتھ اس کے ٹائٹل کو سجایا گیا ہے، مضبوط جلد بندی کے ساتھ یہ 197 صفحات پر مشتمل ہے۔ قیمت درج نہیں کی گئی۔ القاسم اکیڈمی جامعہ ابوہریرہ خالق آباد ضلع نوشہرہ سرحد۔ پاکستان سے براہ راست منگوائی جاسکتی ہے۔

☆☆☆☆

نام کتاب: عکس جمیل

مصنف: مفتی خالد محمود (نائب مدیر اقراء روضۃ الاطفال ٹرسٹ

ضخامت: 186 صفحات

ناشر: القاسم اکیڈمی جامعہ ابوہریرہ برانچ پوسٹ آفس، خالق آباد، نوشہرہ، سرحد۔ پاکستان

عکس جمیل حضرت اقدس مفتی جمیل خان شہیدؒ کی سوانح حیات ہے جسے مفتی خالد محمود زیدہ مجدہٗ نے مفتی جمیل خان شہیدؒ کی زندگی کے تمام واقعات سے پردہ اٹھانے اور ان کے کارناموں کو اجاگر کرنے کی کوشش کی ہے۔ مفتی جمیل خان عقیدہ تحفظ ختم نبوت کے محافظ اور جانباز سپاہی تھے اس مشن کیلئے انہوں نے ہر ممکن کوشش اور جدوجہد کی۔ مسلمان بچوں کی تعلیم و تربیت کے لئے اقراء روضۃ الاطفال کے نام سے ایک ادارہ قائم کیا جو انکے باقیات الصالحات میں شمار ہوتا ہے۔ اقراء ڈائجسٹ جاری کر کے صحافت کی دنیا میں بھی اپنا حصہ ڈالا، سپاہ صحابہ کے بانی مولانا حق نواز جھنگوی شہیدؒ کے ساتھ تعلق اور تعاون، یہ سب اس کتاب میں تفصیل کے ساتھ درج ہے خوبصورت ٹائٹل اور عمدہ طباعت کیساتھ اسے مولانا عبدالقیوم حقانی مدظلہٗ کی قائم کردہ القاسم اکیڈمی خالق آباد نوشہرہ نے شائع کیا۔ کتاب پر قیمت درج نہیں۔ القاسم اکیڈمی جامعہ ابوہریرہ، برانچ پوسٹ آفس خالق آباد ضلع نوشہرہ سے براہ راست منگوائی جاسکتی ہے۔

نوٹ

کتابوں پر تبصرہ شائع کروانے کے لئے ہر کتاب کے دو نسخے آنا ضروری ہیں ورنہ تبصرہ شائع نہیں کیا جائے گا۔

ایڈیٹر

نظام خلافت راشدہ

جامعہ عمر فاروق اسلامیہ سمندری فیصل آباد

واقعہ کربلا کی من گھڑت کہانیاں

حضرت مولانا محمد علی نقشبندی کے قلم سے

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی دونوں صاحبزادیوں کی شادی واقع کربلا سے پہلے ہونا حقیقت ہے۔اس کے باوجود ذاکرین شادی اور مہندی کے جھوٹے قصے بیان کرنے سے باز نہیں آتے ہیں۔

شاہنامہ کربلا مصنفہ اقبال دائم:

یہ کتاب اقبال دائم کی تصنیف ہے۔جو پنجابی نظم میں ہے۔اس کتاب کے متعلق کچھ لکھنے سے قبل اپنے ساتھ پیش آیا ایک واقعہ لکھنا ضروری سمجھتا ہوں۔وہ یہ کہ میں 1957ء سے 1967ء تک نارووال ضلع سیالکوٹ کی جامع مسجد شاہ جماعت میں خطابت کی ذمہ داریاں سرانجام دیتا رہا ہوں۔ ایک مرتبہ دائم شاعر، صاحبزادہ فیض الحسن مرحوم کے ساتھ نارووال کے بازار سے گزر رہا تھا۔ایک شخص صوفی اللہ رکھا خراسی کی نظر اس پر پڑی۔کسی نے بتایا کہ یہ دائم ہے۔اس نے اُس کی خوب پٹائی کی اور وجہ یہ تھی کہ اس کی ایک کتاب صوفی صاحب موصوف کی نظروں سے گزری تھی۔جس میں اس نے امیر معاویہ کو ہامان، نمرود وغیرہ کفار کے ساتھ ملایا تھا۔دائم نے کہا کہ مجھے صاحبزادہ فیض الحسن صاحب کے پاس لے چلو، جو وہ فیصلہ کریں گے وہ مجھے منظور ہوگا۔مختصر یہ کہ دائم شاعر حقیقۃً ایک رافضی شیعہ تھا بلکہ رافضیوں سے بڑھ کر یہ شخص امیر معاویہؓ کا دشمن تھا۔

ہمارے کچھ کم علم سنی واعظین اور شیعہ ذاکرین نوحہ خوانی اور اپنی مجالس ومحافل میں رونے کا انداز پیدا کرنے کے لئے پنجابی اشعار اسی دائم کے پڑھتے ہیں میں نے اس کے شاہنامہ کو پڑھا، وہی من گھڑت واقعات و حکایات جو پچھلے اوراق میں ہم بیان کر چکے ہیں انہی واقعات کو دائم نے پنجابی نظم میں ڈھال کر بیان کیا۔میں شاہنامہ کے تمام اشعار نقل کرنے سے رہا۔صرف امام مسلم کے بارے میں جو دائم نے رونے رُلانے کے انداز میں اشعار لکھے وہ صفحہ 46 تا صفحہ 56 پر تقریباً ایک سو پچیس اشعار ہیں۔انہیں آپ اگر پڑھیں گے۔تو میری بات کی تصدیق کریں گے۔ان اشعار میں سے ایک شعر بھی ایسا نہیں جو حقیقت پر مبنی ہو۔جب واقعات من گھڑت ہیں تو من گھڑت واقعات کو خواہ نظم میں ڈھالا جائے یا نثر میں لکھا جائے وہ بہرصورت غلط ہیں۔دائم کے بارے میں مختصر طور پر ہم یہ گزارش کریں گے کہ وہ قطعاً اہل سنت کا فرد نہیں ہے بلکہ اس کے عقائد شیعہ لوگوں کے عقائد ہیں اور وہ کوئی دینی علوم بھی نہ جانتا تھا بالکل جاہل تھا۔اس لئے اس کی کسی بات، کسی شعر اور کسی حکائت کو اہل سنت کے خلاف حجت کے طور پر پیش کرنا قطعاً درست نہیں ہے۔دوسرا یہ کہ اس نے شعروں میں ایسے واقعات و حکایات کو ڈھالا جن کی کوئی اصلیت نہیں ہے۔آخر میں اہم اسی شاہنامہ کے آخری اشعار میں سے ایک شعر لکھ کر مضمون ختم کرتے ہیں۔لکھتا ہے

گوشہ مَل کے بیٹھ مکان دا
سو کیتی سیر پئی لا مکان دی

مطلب یہ کہ میں نے شاہنامہ تنہائی میں لکھا اس حال میں مجھ پر جو گذری سو گزری اور صبر استقامت کی بدولت مجھے لامکان کی سیر کرائی گئی۔کہاں یہ مونہہ اور کہاں مسور کی دال۔

وَاللّٰهُ يَهْدِىْ مَا يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ

''اوراقِ غم'' مصنفہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری

اس کتاب کے مصنف علامۃ الدھر، محسن اہل سنت، شیخ الحدیث والتفسیر سید دیدار علی شاہ نور اللہ مرقدہٗ کے بڑے صاحبزادے ابوالحسنات سید محمد احمد ہیں۔ان کے چھوٹے بھائی فقیہہ اعظم اور مفتی اعظم ابوالبرکات محمد احمد ہیں۔اس گھرانے نے خطہ پنجاب میں خصوصاً اہل سنت کے عقائد و نظریات کی جڑیں مضبوط فرمائیں۔جید علماء پیدا کئے جن میں سے ایک کم ترین راقم الحروف محمد علی عفاء اللہ بھی ہے۔اس گھرانے کی خدمات پر دنیائے سنّیت پر ان کے احسانات نہیں بھول سکتی۔دونوں بھائی اکابر علماء اور افاضل میں شمار ہوئے تھے لیکن صاحب اوراق غم سید محمد احمدؒ کا زیادہ رجحان سیاست اور خطابت کی طرف تھا۔اسی رجحان کی وجہ سے اوراق غم میں بہت سی باتیں واعظانہ رنگ میں لکھ دیں جو عقائد اہل سنت کو مجروح کرتی ہیں۔اسی لئے جب قبلہ استادی المکرم مفتی اعظم قبلہ ابوالبرکاتؒ نے اس کی عبارات کو پڑھا تو سخت مغموم ہوئے اور اس کے مندرجات کی مخالفت کی، بہرحال قبلہ ابوالحسنات کے سنّی ہونے میں تو کوئی شک نہیں اور ان کی خدمات سنہری حروف سے لکھے جانے کے قابل ہیں۔جہاد کشمیر اور دیگر مختلف مواقع پر ان کی خدمات اہل پاکستان کو ہمیشہ یاد رہیں گی۔میرا مقصد اس وقت صرف یہ ہے کہ ''اوراقِ غم'' چونکہ غیر محتاط اور واعظانہ طریقہ پر لکھی گئی اس کا اکثر حصہ ''خاک کربلا'' سے ملتا جلتا ہے بلکہ بعض مقامات پر تو اس سے بھی بڑھ کر رولانے اور چیخنے چلانے کا رنگ بھر دیا گیا ہے اس کتاب کا صرف ایک واقعہ نقل کرتا ہوں جس سے آپ میری تائید کریں گے اور مقصد صرف یہ ہے کہ کوئی شیعہ اپنے مذموم عقائد واعمال کو ثابت کرنے کے لئے یہ نہ کہے کہ دیکھو تمہارے ایک بہت بڑے سنّی عالم نے اپنی کتاب میں یہ لکھا ہے ''اوراق غم'' کی عبارات ہم اہل سنت کے خلاف حجت نہیں ہیں۔

''اوراقِ غم: قاسم ابن حسنؓ کی کربلا میں

ابوالحسنات سید احمد قادری کی کتاب اوراق غم غیر محتاط اور غیر خطیبانہ انداز میں لکھی گئی ہے۔اس کا اکثر حصہ خاک کربلا سے ملتا جلتا ہے۔اس کتاب کی کوئی عبارت اہلسنت کے عقائد کے خلاف حجت نہیں ہو سکتی ہے۔

اہلسنت کے اسٹیج پر نظمیں پڑھنے والا شاعر اقبال دائم حقیقتاً رافضی شیعہ تھا بلکہ شیعوں سے بڑھ کر سیدنا امیر معاویہؓ کا دشمن تھا۔ اس کی پوری شاعری میں ایک بھی شعر حقیقت پر مبنی نہیں ہے

شادی کا افسانہ

"سیدنا حسنؓ نے وقت وصیت لکھ کر دیا تھا اور کہا تھا کہ بیٹا! (قاسم) اسے بازو پر باندھے رہو جب تمہیں سخت سے سخت فکر اور اشد ترین مصیبت نظر آئے تو اسے کھول کر پڑھنا اللہ اس پریشانی کو دور کردے گا (حضرت قاسم نے) سوچا اس مصیبت اور پریشانی سے بڑھ کر اور کون سی پریشانی ہوگی جو آنے والی ہے۔ تعویذ کھولا، دیکھا کہ امام حسنؓ کے قلم مبارک کا ایک حکم ہے۔ جس کا مضمون یہ ہے۔ "بیٹا قاسم تمہارے چچا کربلا میں شکار بلاؤ" مصائب بنیں تو ان پر فدا ہوجانا اور اپنی جان صدقے کردینا کہ تمہارے لئے ذریعہ سعادت ہوگی۔ آپ اس کو پڑھتے ہی خوش ہوگئے اور اس نام کو لے کر خدمت امام میں پہنچے اور عرض کی چچا جان! اب تک اگر اجازت نہ دی تھی تو اب آپ کو اجازت دینی ہی پڑے گی۔ یہ نامہ ملاحظہ فرمائیں۔ امام نے نامہ ہاتھ میں لیا تو دیکھتے ہی اپنے بھائی حسن کو یاد کرکے رونے لگے۔ مضمون پڑھ کر فرمانے لگے۔ اچھا بیٹا قاسم! اب تم ضرور وصیت پر عمل کرو گے مگر ذرا ٹھہرو، ایک وصیت مجھے یاد ہے۔ اس کی تعمیل اب تک نہ کرسکا ہوں۔ چنانچہ آپ قاسم کو لے کر خیمہ میں تشریف لائے اور جامہ عروسی زیب تن کرایا اور اپنی صاحبزادی کا عقد ان سے فرمایا اور پھر فرمایا بیٹا! یہ تمہارے باپ کی امانت تمہارے سپرد ہے یہ کہہ کر باہر تشریف لائے۔ قاسم دلہن کا ہاتھ تھامے ان کا منہ تکتے رہے کہ تھوڑی دیر میں لشکر سعد سے مبارز طلبی ہوئی آپ نے ہاتھ چھوڑ کر عزم میدان فرمایا دلہن نے دامن تھام لیا اور عرض کی

بگو گز من چرامی روی
مرامی گزاری چرامی روی

(یعنی میرے قریب سے جا رہے ہو اور مجھے یہیں چھوڑ رہے ہوں کیوں؟)

قاسم نے فرمایا۔ اے نور دیدہ عم مکرم کارزار میں جا رہا ہوں اور تمہارے باپ پر فدا ہوکر عنقریب آرہا ہوں۔ تمہارے میرے رشتے کا لطف قیامت کے دن آئے گا۔ دلہن نے عرض کی قیامت کے دن آپ مجھے کہاں ملیں گے۔ آپ نے فرمایا تمہارے باپ دادا کی خدمت میں حاضر ہوں گا اور اپنی آستین کا ایک ٹکڑا پھاڑ دیا کہ اس طرح وہاں میری آستین بریدہ دیکھنا۔ اس کے بعد قاسم کی روانگی کے صدمہ نے اہل بیت حرم کو بے تاب کردیا اس طرح رو رو کر سب کہنے لگے۔ قاسم ایں چہ ظلم و بیداد یست ایں نہ آئین ورسم ودامادی است اے قاسم یہ کیسا ظلم ہے یہ قاعدہ اور رسم دامادی نہیں ہے۔"

(اوراقِ غم صفحہ 249، 250 مطبوعہ رضوی کتب خانہ سرکلر روڈ اردو بازار لاہور)

اوراقِ غم کی عبارت کا جائزہ:

مصنف مرحوم نے امام حسنؓ کے صاحبزادے کی شادی کا ذکر کیا اور ان کی دلہن امام حسینؓ کی صاحبزادی کو بنایا۔ ہم گزشتہ اوراق میں تفصیل سے لکھ چکے ہیں کہ امام حسینؓ کی صرف دو صاحبزادیاں تھیں فاطمہ اور سکینہ۔ سیدہ فاطمہ کی شادی امام حسن کے بیٹے حسن مثنیٰ سے اور سیدہ سکینہ کی شادی انہی کے فرزند عبیداللہ سے واقعہ کربلا سے پہلے ہی ہوچکی تھی۔

قابل غور یہ بات ہے کہ تیسری صاحبزادی کہاں سے آگئی کہ جس کا نکاح میدان کربلا میں پڑھا جا رہا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ قصہ از اول تا آخر من گھڑت اور جھوٹ پر مبنی ہے۔ سنی تو سنی شیعہ بھی اسے تسلیم نہیں کرتے۔ بلکہ اس شادی کی وہ بھی سخت تردید کرتے ہیں پھر اس واقعہ میں استعمال کلمات تو دیکھیں کہ حضرت امام حسینؓ جامۂ عروسی مدینہ منورہ سے ساتھ لے کر آئے تھے، ایسی شادی کا کیا فائدہ کہ جس کے بعد میاں بیوی ایک دوسرے کا منہ تکتے رہے اور قیامت کے وعدہ پر بات ختم ہوگئی۔

یہ واقعہ سراسر اختراعی ہے جو رونے رُلانے کیلئے گھڑا گیا ہے مشہور شیعہ مؤرخ صاحب ناسخ التواریخ اس واقعہ کے بارے میں لکھتا ہے۔

ترجمہ:

قاسم بن حسن کو امام حسین کا اپنا داماد بنانا اور فاطمہ نامی لڑکی کا میدان کربلا میں ان سے عقد کرنا جھوٹی روایت ہے۔ امام حسین کی صرف دو صاحبزادیاں تھیں ایک فاطمہ کہ جن کی شادی حسن مثنیٰ سے ہوئی اور دوسری سکینہ تھی بعضے کہتے ہیں کہ ان کی ایک اور صاحبزادی زینب نام کی تھی اور اگر غیر معتبر روایات سے یہ ثابت بھی ہوجائے کہ امام کی ایک تیسری صاحبزادی تھی ہم اسے قبول بھی کرلیں اور اسے فاطمہ صغریٰ کہا جائے جو مدینہ منورہ میں ہی پیچھے رہ گئی تھیں تو پھر اس کا قاسم کے ساتھ نکاح کس طرح ہوگیا؟

(ناسخ التواریخ در احوال حضرت سیدالشہداء جلد دوم صفحہ 223 تا 224 ذکر حال حسن مثنیٰ مطبوعہ تہران)

قارئین کرام! ناسخ التواریخ کی مذکورہ عبارت کا کچھ ترجمہ تھا اور خاص مقصد کے لئے جو اصل عبارت تھی وہ فارسی میں ہی ذکر کی گئی ہے۔ صاحب ناسخ التواریخ نے ایک تو یہ ثابت کیا ہے کہ امام عالی مقام کی صرف دو صاحبزادیاں تھیں اور دوسری بات یہ لکھی کہ اگر تیسری صاحبزادی مان بھی لی جائے اور اس کا نام صغریٰ بھی تسلیم کرلیا جائے اور اسے مدینہ منورہ ہی پیچھے رہ جانا تسلیم کرلیا جائے تو ان تمام باتوں کے ہوتے ہوئے امام عالی مقام نے ان کا نکاح قاسم کے ساتھ کیا۔ یہ کس طرح درست ہوسکتا ہے؟ اس لئے حضرت قاسم بن حسن کی شادی ایک جھوٹ اور ناممکن عمل قرار دیا۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ حسن مثنیٰ نے امام حسین کے ساتھ میدان کربلا میں یزیدیوں کے ساتھ جہاد کیا۔ ان کی زوجہ فاطمہ بھی کربلا میں موجود تھیں۔ اسی فاطمہ کو اگر فاطمہ صغریٰ کہا جائے تو ان کے خاوند (یعنی حسن مثنیٰ کے ہوتے ہوئے کسی اور سے امام حسینؓ کا نکاح کردینا کس قدر بہتان عظیم ہے اور اگر کوئی بدبخت یہ کہے کہ حسن مثنیٰ کی وفات کے بعد یہ نکاح ہوا۔ یہ بھی غلط ہے کیونکہ تاریخ گواہ ہے کہ حسن مثنیٰ واقعہ کربلا کے بعد کافی عرصہ تک زندہ رہے یعنی 37 سال تک کیونکہ ان کا وصال 97ھ میں ہوا۔ (عمدۃ الطالب کے حاشیہ پر صفحہ 100 ذکر حسین)

اور امام قاسمؓ کی شہادت کربلا میں ہوئی تو جب امام قاسم حسن مثنیٰ کی موجودگی میں شہید ہوگئے تو پھر الٹا یہ کہنا کہ حسن مثنیٰ کے وصال کے بعد امام قاسم کی فاطمہ صغریٰ سے شادی ہوئی۔ کتنا بڑا جھوٹ اور صریح بہتان ہے اور پھر کمال ڈھٹائی اور ہٹ دھرمی سے ان باتوں کی نسبت امام عالی مقام کی طرف کی جارہی ہے ان اکاذیب کا جواب ان سنی واعظین و غیر محتاط مصنفین کے ساتھ ساتھ امام حسین کی محبت میں مرنے والے شیعہ ذاکرین کو رب کے حضور کل قیامت کو ضرور دینا پڑے گا۔ انہی اکاذیب کے پیش نظر مرزا تقی مزید لکھتا ہے کہ اگر فاطمہ صغریٰ مدینہ میں تھیں اور قاسم میدان کربلا میں تھے دونوں کا نکاح حضرت امام حسینؓ نے باندھا یہاں تک تو بات بنتی نظر آتی ہے لیکن نکاح کے بعد امام قاسم اپنی بیوی کا ہاتھ تھامے کربلا میں کھڑے رہے۔ یہ بیان کیا جاتا ہے تو اس کا صاف صاف مطلب یہ ہے کہ سیدہ فاطمہ صغریٰ بھی مدینہ کی

> واقعہ کربلا کی جھوٹی کہانیاں بیان کرکے رونے اور رلانے والے واعظین کی مانگ دوسروں کی نسبت زیادہ ہوتی ہے جس سے لاشعوری طور پر شیعہ مذہب کی ترویج ہو رہی ہے۔

بجائے کربلا میں تھیں ۔اگر کربلا میں تھیں تو امام عالی مقام کا ان کا مدینہ میں نکاح پڑھانا کیا تُک ہے۔ان تمام باتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ میدان کربلا میں جناب قاسم کی شادی کا واقعہ از اول تا آخر جھوٹ پر مبنی ہے۔

نوٹ:

شیعہ ذاکرین سنی نام نہاد واعظین اس قسم کے قصہ جات بیان کرتے ہیں اور اپنی تصانیف میں ذکر کرتے ہوئے

> **واقعہ کربلا کی جھوٹی کہانیاں بیان کرنے والے کسی سُنّی واعظ یا لکھنے والے سُنّی مصنف کی ایسی تصانیف مسلک اہلسنت کے ہاں معتبر نہیں ہیں**

اس کا پس منظر کیا ہے؟ جب کہ دونوں طرف کی معتبر کتب تاریخ ایسے واقعات سے خاموش نہیں بلکہ تردید کرتی ہیں ۔آیئے ہم آپ کو اس کا پس منظر بتاتے ہیں ،جس دور میں ایسے فرضی واقعات گھڑے گئے اس میں ذاکرین و واعظین نے لوگوں میں یہ مشہور کر رکھا تھا کہ جو ذاکر یا واعظ امام عالی مقام کی مظلومیت بیان کرے گا وہ سیدھا جنتی ہوگا ،مظلومیت کے بیان کرنے کے لئے انہیں فرضی واقعات و حکایات کا سہارا لینا پڑا، تا کہ عوام کو خوب رُلائیں اور امام عالی مقام کی مظلومیت ثابت کر کے خود کو جنت کا مستحق سمجھیں ۔ایسے من گھڑت واقعات لوگوں نے سُن سُن کر یاد کر لئے ۔پھر ایسے ذہن نشین ہوگئے کہ انہیں جب بھی وہ سنتے یا کسی کتاب میں رقت آمیز لہجے میں لکھے گئے، پڑھتے تو خوب روتے جب عوام کے جذبات اس قدر پختہ اور آگے بڑھ چکے تھے تو راسخ علماء نے اسے ضرور بھانپا لیکن مخالفت کی وجہ سے انہیں بھرپور طریقے سے روک نہ سکے اور کچھ چپ سادھ لی ، پھر انہیں دیکھا دیکھی مختلف لوگوں نے ایسے واقعات فرضیہ کی کتابیں لکھ ماریں ،بعد میں آنے والے ذاکرین و واعظین کے لئے انہی کتابوں کے واقعات و انداز بیان عوام سے داد وصول کرنے کے لئے بہترین سرمایہ تھے ۔ایسے واقعات کو بیان کر کے سامعین کو رُلانا اور نوحہ وغیرہ پر ابھارنا ان کی من پسند روش ہوگئی ۔یہ سب کچھ کسی اور طریقہ سے ممکن نہ تھا۔ پھر ایسا دور آیا کہ واعظین و ذاکرین میں سے انہی باتوں کو بیان کر کے روتا رلاتا ہے اس کی بکنگ دوسروں کی نسبت زیادہ ہوگئی اور جو زیادہ رقت بھرے انداز میں ایسے فرضی واقعات بیان نہیں کرتا اس کی بکنگ دوسروں کے مقابلہ میں کم ہوگئی اور یوں یہ لوگ اپنے مذموم مقاصد میں کامیاب ہوئے اور ہو رہے ہیں ۔امام قاسم کی شادی ،فاطمہ صغریٰ کا رونا اور واویلا کرنا گھوڑا اور اس کے پاؤں تھامنا وغیرہ ایسے ہی واقعات میں سے ہیں جن کی کوئی اصل نہیں بلکہ ایک کتاب بنام "روضۃ الشہداء" جو ملا حسین کاشفی کی تصنیف ہے اس میں یہ جھوٹی کہانیاں اور افسانے ایسے رنگین انداز میں لکھے جنہیں پڑھ کر قاری غموں کے سمندر میں ڈوب جاتا ہے اور اس کی آنکھیں بے اختیار اشکبار ہو جاتی ہے ایسا شخص سُنّی کہلاتا ہے لیکن مسلکاً شیعہ یا اس کے قریب ہے ۔اسکی صحیح حقیقت ہماری اسی کتاب میزان الکتب کے کئی مقامات پر واضح ہو چکی ہے ہم نے ان پیشہ ور واعظین و ذاکرین کا جو طرز عمل بیان کیا ہے اس کی ایک جھلک شیعہ مجتہد شیخ عباس قمی کی زبانی میزان الکتب میں کی ہے۔

قارئین کرام! شیخ عباس قمی نے واقعہ کربلا کے ضمن میں رونے رُلانے اور پیٹنے کے لئے من گھڑت واقعات کا پس منظر بڑی خوبی سے بیان کیا اور حقیقت بھی تقریباً یہی ہے ابتداء شیعہ ذاکرین نے پیسے بٹورنے کی خاطر رونے پیٹنے کے واقعات گھڑے ، پھر زمانہ گزرنے کے ساتھ ساتھ وہ من گھڑت واقعات کتابوں میں لکھے جانے لگے ۔انہی واقعات میں سے ایک امام قاسم کی میدان کربلا میں شادی کا واقعہ بھی ہے ۔اس طرح ہر آنے والے نے من گھڑت واقعہ میں مزید اضافہ کیا اور بات کا بتنگڑ بنا دیا ۔پھر شیعوں کی کتابوں مثلاً فاضل کاشفی سے جھوٹے واقعات اہل سنت واعظین نے بھی اسی غرض کے پیش نظر بیان کرنے اور لکھنے شروع کر دیئے اور یوں ان نادانوں نے نادانستہ طور پر شیعیت کے اصول کو مضبوط کرنے میں بہت کردار ادا کیا اور خوب دنیا کمائی ۔ان سُنّی واعظین نے مسلک اہل سنت کو نقصان عظیم پہنچایا۔ شیعہ ذاکرین کی جگہ اب ان سُنّی واعظین نے لے لی اور خوب دنیا سمیٹ رہے ہیں ،ہم نے ان کی کتب اور ان کے طرز خطابات کو اس لئے بیان کیا تا کہ بعد میں آنے والی نسلیں بھٹکنے سے بچی رہیں ۔وہ یوں کہ اگر کوئی شیعہ رُلانے اور پیٹنے کے متعلق ان واعظین کے کیسٹ یا ان کی تصانیف پیش کر کے اسے ثابت کرے اور کہے کہ دیکھو تمہارے سُنّی عالم نے یہ کہا ہے، یہ لکھا تو ہم ان کے بارے میں صاف صاف لکھ دیتے ہیں کہ ایسے واعظ اور ان کی ایسی تصانیف مسلک اہل سنت کے ہاں معتبر نہیں ہیں اس لئے ان کا کوئی حوالہ ہمارے لئے قابل قبول نہ ہوگا۔

(از کتاب "میزان الکتب" ص 718 تا 730)

کیا آپ چاہتے ہیں......؟

محترم مکرم جناب ________

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

ہم سب سے پہلے آپ کو پیغام شہداء ہر گھر تک پہنچانے کی مہم میں معاونت کرنے کا عہد کرنے پر خراج تحسین پیش کرتے ہیں جیسا کہ آپ نے جان لیا ہے کہ شہداء کا یہ پیغام ماہنامہ نظام خلافت راشدہ کی شکل میں ہمارے پاس موجود ہے اس پیغام کو آپ اپنی طرف سے جس طبقے تک پہنچانا چاہتے ہیں وہاں یہ نشان لگائیں۔ ✓

- اعلیٰ حکومتی عہدیداروں تک
- قومی وصوبائی اسمبلیوں اور سینٹ کے ممبران تک
- ملک بھر کے پرائمری اور ہائی سکولوں کے اساتذہ تک
- کالجوں اور یونیورسٹیوں کے لیکچرارز اور پروفیسروں تک
- دینی مدارس کے مہتممین اور معلمین تک
- ملک بھر کی سیاسی مذہبی جماعتوں کے ذمہ داروں تک

یا آپ خود پتہ جات فراہم کر کے وہاں یہ رسالہ پہنچانا چاہتے ہیں تو آپ اس فارم کی فوٹوسٹیٹ کروا کر ساتھ تمام ایڈریس بھی منسلک کر دیں۔

نظام خلافت راشدہ کا سالانہ ہدیہ فی کس ~~300/-~~ 400/- روپے ہے آپ کتنے لوگوں تک پیغام شہداء پہنچانا چاہتے ہیں۔

100	50	10	5	1

آپ کا مثبت جواب آنے کے بعد ان تمام لوگوں کے ایڈریس بھی آپ کو بھیج دیئے جائیں گے جنہیں آپ کی طرف سے نظام خلافت راشدہ جاری کیا جائیگا۔

میں ________

پتہ ________

مبلغ ______ روپے بذریعہ ______ دینا چاہتا ہوں رقم ملنے پر مجھے رسید بھیج دیں۔

تاریخ ______ دستخط

منجانب: ایڈیٹر: محمد یونس قاسمی

نظام خلافت راشدہ

جامعہ حیدریہ اعظم کالونی لقمان خیرپور سندھ

بزم قارئین

☆...... خدا تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ طویل عرصہ کے بعد ہر دل عزیز رسالہ نظام خلافت راشدہ دوبارہ منظر عام پر آ گیا ہے۔ بہت دعا مانگیں تھیں اس رسالہ کیلئے، الحمدللہ اللہ تعالیٰ نے قبول فرمالیں، اسی طرح اس مقدس مشن (جھنگوی شہید) کیلئے بھی بہت خلوص سے پروردگار کے دربار میں دل سے دعا کرتے ہیں کہ یا اللہ اس مشن کیلئے اتنی قربانیاں دی گئی ہیں جن کی مثال دورِ حاضر میں بالکل نہیں ہے۔ بلاشبہ سپاہ صحابہ نے قرونِ اُولیٰ کے دور کی یاد تازہ کردی ہے یا اللہ اب اس مشن کو منزل تک پہنچادے (آمین)

رسالہ کی تعریف تو سورج کو چراغ دکھانے کے مترادف ہے۔ کراچی کے رہنما کا انٹرویو زبردست ہے، بابا جی شہید (حضرت حیدری شہیدؒ) کا خطاب بہت خوبصورت ہے اور علامہ احسان الٰہی ظہیر شہیدؒ کا خطاب خطابِ لاجواب ہے اور حافظ ارشاد احمد دیوبندی کی تحریر بہت پیاری ہے۔ اس اللہ کے ولی سے ہمیں بہت غائبانہ عقیدت ہے۔ صحابہ کرام کے دفاع کے سلسلے میں ان کی تحریریں بہت بے مثال ہوتی ہیں۔ اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ ہو۔ باقی پورا شمارہ ہی بار بار پڑھنے کے قابل ہے نہ جانے کیوں ہمیں خلافت راشدہ سے لے کر نظام خلافت راشدہ تک یہ رسالہ شروع سے ہی بہت پیارا اور عزیز ہے شاید یہ مشن جھنگوی شہیدؒ کا ترجمان ہے اس لئے ہمیں اس رسالہ سے خصوصی عقیدت ہے چونکہ مشن جھنگوی شہید سے وابستہ ہر شے ہماری عقیدت کا محور ہے، ماہ محرم کے شمارہ میں کراچی کی شہادتیں پڑھ کر بہت صدمہ ہوا، صحابہ کرام کے سپاہیوں کی پے در پے شہادتیں۔

فروغ شمع تو باقی رہے گا صبح محشر تک
مگر محفل تو پروانوں سے خالی ہوتی جاتی ہے

اتنے مصائب آلام اور شہادتوں کے باوجود مجاہدین سپاہ صحابہ کا میدان میں موجود ہونا دشمن کو سبق دیتا ہے کہ

اگر تیغ جفا ہم پر یونہی تم آزماؤ گے
ہمارے خون کے سیلاب میں تم ڈوب جاؤ گے

اور ہمارے مجاہدین کی جرأت واستقامت کے کیا کہنے کہ

عجب انداز ہے ان کشتگان راہ اُلفت کا
مصائب بڑھتے جاتے ہیں مسافر کم نہیں ہوتے

اللہ تعالیٰ مشن جھنگوی شہید سے وابستہ ہر شخص کو اپنے حفظ وامان میں رکھے۔

ہم اس رسالہ کی وساطت سے اپنے قائدین تک چند گزارشات پہنچانا چاہتے ہیں امید ہے غور فرمائیں گے

1۔ ڈسپلن درست نہیں جیسا کہ غلامان صحابہ کے نام سے رکنیت سازی مہم میں بعض کارکنان نے جماعتی ڈسپلن سے ہٹ کر ایک انداز کو تنظیم میں بدلنے کی کوشش کی تو ترتیب ایسی ہونی چاہئے کہ عام کارکن سے لے کر ذمہ دار تک تمام لوگ جماعت کے نظم ونسق اور فیصلوں کے پابند ہوں

2۔ اور خاص طور پر تربیت کا فقدان پایا جاتا ہے۔ تمام شہروں میں تربیت کے عنوان پر تربیتی کنونشن ہونے چاہئیں، دیہاتوں، گاؤں میں بھی توجہ دی جائے۔ عام تربیتی کنونشن کے علاوہ سالانہ اجتماع ہونا چاہئے جس طرح تبلیغی جماعت کا رائے ونڈ میں سالانہ اجتماع ہوتا ہے اس طرح سپاہ صحابہ کا جھنگ میں 3 روزہ سالانہ اجتماع ہونا چاہئے۔ جس میں پورے ملک سے تمام کارکن ذمہ داری سے شرکت کیا کریں اور جماعت کی طرف سے انہیں تربیتی پمفلٹ دیئے جائیں جن پر تربیت کے عنوان سے سال بھر کی ہدایات درج ہوں۔ ہمارے بھائی سے ایک شخص نے یوں اظہار افسوس کیا تھا کہ ہماری تربیت نہ ہونے کے باعث کبھی کبھی ہم دشمن کے سوالوں کا جواب بھی نہیں دے سکتے یہ بہت سنجیدہ مسئلہ ہے اس پر خصوصی توجہ دی جائے۔

3۔ جماعت کی 24 سالہ تاریخ میں خواتین کی تربیت پر توجہ نہیں دی گئی بلکہ خواتین کے لیول پر کام کا اہتمام کیا ہی نہیں گیا۔ ہر شعبہ میں خواتین کے تعاون کے بغیر کام نہیں ہوسکتا۔ حتیٰ کہ اکابر نے تبلیغی جماعت کے پلیٹ فارم پر خواتین کی جماعت تشکیل دے دی ہے تو شرعی حدود کے اندر رہ کر پردہ کی پابندی کے ساتھ مشن جھنگوی کے فروغ کیلئے خواتین کو اس عظیم جدوجہد میں شریک کیا جائے۔ سیرت صحابیات وامہات المومنین کے مقام مرتبہ سے عام عورتوں کو روشناس کروایا جائے۔ اس مقصد کے لئے نظام خلافت راشدہ میں ایک صفحہ مخصوص ہو سیرت صحابیات کے موضوع پر تحریریں ہوں خواتین کی تربیت نہ ہونے کے باعث ہوتا یوں ہے کہ جب کوئی کارکن کسی جلسہ میں دشمن کے حملہ اور فائرنگ سے شہید ہوتا ہے تو گھر کی خواتین کہتی ہیں کہ کتنی دفعہ منع کیا تھا جلسوں میں نہ جایا کرو، سب سے بڑا مسئلہ تو یہ ہے کہ عام عورتوں کو صحابہ کرام اور ازواج مطہرات کے متعلق بالکل علم نہیں، وہ جانتی ہی نہیں صحابہ کرام کون ہیں تو پھر وہ اپنے بیٹوں کو اور بھائیوں کو کیسے دفاع صحابہ کے لئے میدان میں بھیجیں گیں

4۔ نمبر پر ہماری جماعت کا بڑا مسئلہ مالی وسائل کی کمی بھی ہے تو اس سلسلے میں پوری جماعت سے میری گزارش ہے کہ جماعت سے تعلق رکھنے والا ہر فرد دیانت داری کے ساتھ خون شہداء سے وفا کرتے ہوئے جماعت کی طرف سے سالانہ فنڈ کا ٹکٹ اپنی ذمہ داری سمجھ کر حاصل کرے اس کے علاوہ اپنی حیثیت کے مطابق جماعت پر خرچ کریں یہ ہم پر شہداء کا حق بھی ہے اور ہمارا فرض بھی ہے۔ ہمیں ایک معتبر شخص کی وساطت سے علم ہوا ہے کہ ایک شیعہ کی دن بھر کی مزدوری 100 روپے تھی جس میں سے 25 روپے روزانہ باقاعدہ اپنی جماعت کے ادارہ میں بطور فنڈ کے جمع کرواتا تھا تو دشمن یہاں تک سرگرم ہو اور ہم صرف ایک ٹکٹ پر ہی اکتفا کرلیں؟ ہمیں چاہئے کہ اپنی ذاتی ضروریات میں کمی کر کے جماعت پر زیادہ سے زیادہ خرچ کریں اور چندہ مہم میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔

اپنی قیادت پر بھرپور اعتماد رکھا کریں وہ اپنی جان کو ہتھیلی میں رکھ کر میدان میں کھڑے ہیں تو ہمیں بھی قائد قدم بڑھائیں ہم آپ کے ساتھ ہیں کہ مصداق ان کے ساتھ کھڑا ہونا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے قائدین و کارکنان کی حفاظت فرمائیں۔

یارب تو خود ہی حفاظت فرما گلشن جھنگوی کے پھولوں کی
تو تو جانتا ہے کہ یہ پھول صحرا میں بھی مرجھایا نہیں کرتے

محترم ایڈیٹر! اس تحفظ ناموس صحابہ کے عنوان پر کام کرنے والی اہم شخصیات واکابرین کی فہرست میں حضرت اقدس مفتی یوسف لدھیانوی شہید اور مولانا مہر محمد میانوالی کا ذکر نہیں کیا اسی طرح حضرت ڈاکٹر خادم حسین ڈھلوں کی تحریر میں بھی دونوں بزرگوں کے نام نہیں ہیں جبکہ حضرت مفتی شہید کی اس سلسلے میں بڑی جدوجہد شامل ہے۔ انٹرویو کا سلسلہ بہت اچھا ہے لیکن علامہ مسعود الرحمٰن عثمانی کا انٹرویو آج سے چند سال قبل خلافت راشدہ میں بھی

CamScanner

قارئین کے پُرزور اصرار کے باوجود شائع نہیں ہوا تھا ان کا انٹرویو شائع کیا جائے۔ اس کے علاوہ شعراء کرام کا انٹرویو بھی لیا کریں ان کا شاعری کلام تحریک میں چار چاند لگاتا ہے اور مجاہدین کے جذبات کو گرما کر امی عائشہ صدیقہؓ و صحابہ کرام کی ناموس پر قربان ہونے کا جذبہ پیدا کرتا ہے تو شاعر اسلام حضرت مفتی سعید ارشد الحسینی آف کراچی اور طاہر جھنگوی کے انٹرویو ضرور شامل اشاعت کئے جائیں۔ بہت بہت شکریہ

(بنت مظفر علی بٹ۔ سرگودھا)

☆......"نظام خلافت راشدہ" کے اجراء پر ہم تمام حب چوکی ضلع لسبیلہ کے ساتھی آپ کی پوری ٹیم کو مبارکباد پیش کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ رب العزت اس رسالہ کو دن دگنی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے (آمین)

میاں ذوالفقار علی سمندری نے شیعہ اور سُنّی کے درمیان مباہلہ کو جس احسن اور واضح دلائل وقرائین وشواہد اور تمام ثبوتوں کیساتھ جس طرح نصاحت سے لکھا ہے دل سے دعا نکلتی ہے کہ اللہ تعالیٰ میاں صاحب کو مزید اس طرح کی خدمات سے نوازیں (آمین) یقیناً میاں صاحب مبارکباد کے مستحق ہیں۔ مولانا عبدالغفور ندیم کا انٹرویو بھی بہت اچھا لگا انٹرویو کے اس سلسلے کو ضرور جاری رکھیں اور تمام قائدین کے انٹرویوز اس میں شامل کریں شکریہ۔

(مولانا فضل اللہ شاہوانی سرپرست اہل سنت والجماعت ضلع لسبیلہ بلوچستان)

☆......سلسلہ وار خلافت راشدہ کا جب دوسرا شمارہ دیکھا تو یقین نہیں آرہا تھا کہ واقعی جماعت کا رسالہ دوبارہ شروع ہوگیا ہے دیکھ کر دل باغ باغ ہوگیا میں اس پر آپ تمام حضرات کو دل کی گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہوں اور دعا گو ہوں کہ اللہ پاک حاسدین کے حسد سے شرورین کے شر سے اپنی حفظ وامان میں رکھے اور اللہ تعالیٰ قائد محترم کو بہت ہی زیادہ اپنی طرف سے اجر عظیم عطا فرمائے اور آپ کو استقامت کے ساتھ اسکی بہتری کے لئے توفیق نصیب فرمائے آمین۔ ان مشکل حالات میں اس کا اجراء کرنا بہر حال شہداء ناموس صحابہ کی قربانیوں کا ثمر ہے۔ مزید یہ کہ اسکی پروف ریڈنگ پر خصوصیت کے ساتھ توجہ فرمائیں۔ اللہ نظر بد سے محفوظ فرمائے۔

(ابومعاذ قاضی نعیم اللہ غفاری (ڈیرہ غازی خان)

☆......سب سے پہلے "نظام خلافت راشدہ" کی دوبارہ اشاعت پر ڈھیروں مبارکباد۔ اللہ جل شانہٗ آپ لوگوں کو جزائے خیر عطا فرمائے اس رسالہ کو تا قیامت قائم ودائم رکھے ماہ محرم کا شمارہ ملا پڑھ کر خوشی ہوئی، معلومات میں کافی اضافہ ہوا، تمام سلسلے نہایت ہی عمدہ تھے۔ خاص طور پر ڈاکٹر خادم حسین ڈھلوں اور مولانا ریحان محمود ضیاء کی خصوصی بات چیت بہت پسند آئی۔ اللہ ہمارے سارے اکابرین کو دین اسلام اور مشن جھنگوی پر استقامت عطا فرمائے (آمین)

(ہمشیرہ محمد نعیم انصاری فیصل آباد)

☆......ہمارے قائد محترم علامہ فاروقی شہیدؒ نے فرمایا تھا کہ اگر ہمارا کارکن محنت سے اور جانفشانی سے کام نہیں کرے گا تو آنے والے وقت میں ہمارا دشمن ہم سے جینے کا حق بھی چھین لے گا لیکن جو شخص بھی اس جماعت سے وابستہ ہوا اس نے مشن کا حق ادا کرنے کی کوشش کی ہے اب آپ نے دوبارہ نظام خلافت راشدہ کے نام سے رسالہ جاری کرکے واقعی اس دور میں افضل جہاد کیا ہے ہمارے پانچ قائدین اسی مشن پر اپنی جان قربان کر چکے ہیں اور ہزاروں کارکن آج بھی جیلوں میں بند ہیں ایسے وقت میں حق اور مشن کی آواز بلند کرنا یقیناً ایک بڑا کارنامہ ہے۔ جب سے میں نے اردو پڑھنا سیکھا ہے اس وقت سے رسالہ پڑھ رہا ہوں پہلے خلافت راشدہ کے نام سے اور اب نظام خلافت راشدہ کی شکل میں مجھے جب یہ رسالہ پہلی دفعہ امام اہل سنت کانفرنس پر ملا تو خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی کیونکہ اتنے عرصے کے بعد اپنے محبوب میگزین کی زیارت ہو رہی تھی میں تمام سُنّی بھائیوں سے درخواست کروں گا کہ یہ رسالہ ضرور پڑھیں اس لئے کہ یہ ہمارے قائدین کی نشانی ہے اللہ پاک نظام خلافت راشدہ کی پوری ٹیم کی حفاظت فرمائے آمین ثم آمین۔ آخر میں پوری ٹیم کو میری طرف سے مبارکباد اور ہاں ایک بات اور آپ سے گزارش ہے کہ ثانی اعظم طارق شہید مولانا مسعود الرحمٰن عثمانی کا انٹرویو شائع کریں نوازش ہوگی۔

(خادم مشن جھنگوی محمد حذیفہ بلال رحیمی۔ جامعہ صدیقہ متصل تبلیغی مرکز رحیم یار خان)

☆......سلسلہ وار نظام خلافت راشدہ کا چوتھا شمارہ ملنے پر بہت خوشی محسوس ہوئی، آپ حضرات کیلئے دل سے ڈھیروں دعائیں نکلیں، اللہ تعالیٰ آپ حضرات کے علم وعمل میں مزید برکت عطا فرمائے۔ نظام خلافت راشدہ کی اشاعت میں آنے والی ہر مشکل کو دور فرمائے اور اللہ تعالیٰ آپ کو ہمیشہ خوش رکھے۔ آمین

(کارکن ملت اسلامیہ نوید احمد خان ڈاھا چوک چک نمبر 163 ج ب محمد نگر تحصیل عارفوالہ ضلع پاکپتن)

☆......الحمدللہ نظام خلافت راشدہ کا پانچواں شمارہ ملا دیکھ کر بہت خوشی ہوئی، خوبصورت ٹائٹل، دلکش اور لاجواب تحریریں، دل کو بہت اچھی لگیں، بے خطر کود پڑا آتش نمرود میں عشق، سُنّی نوجوان غازی سرفراز احمد کی داستان سے ایمان کو تازگی ملی اور مولانا عبدالغفور ندیم کا انٹرویو بہت پسند آیا۔ قارئین سے گزارش کروں گا کہ اس رسالہ کو زیادہ سے زیادہ عام کریں۔

(حافظ نادر علی فاروقی۔ آف کنگن پور ضلع قصور)

اظہار تشکر

کاروان ناموس صحابہؓ کے عظیم ورکر اور رہنما اہل سنت والجماعت کے مرکزی سیکرٹری جنرل اور میرے بھائی جناب ڈاکٹر خادم حسین ڈھلوں جو گزشتہ دنوں شدید بیمار ہوگئے تھے۔ اللہ رب العزت نے انہیں صحت یابی سے نوازا ہے۔ اس غمگین اور افسردہ موقع پر وہ تمام احباب، بزرگان دین، علمائے کرام، دینی مدارس کے شیوخ الحدیث اور دیگر اساتذہ کرام طلباء عظام، دینی، مذہبی وسیاسی جماعتوں کے اراکین اور بالخصوص کاروان ناموس صحابہ کے جانباز کارکن جنہوں نے ہسپتال آکر، فون کرکے خیریت دریافت کرتے رہے یا اپنی مقبول بارگاہ دعاؤں میں یاد رکھا۔ ہم ان سب کا خصوصی طور پر شکریہ ادا کرتے ہیں اور اپیل کرتے ہیں کہ وہ اپنی دعاؤں میں ڈاکٹر خادم حسین ڈھلوں کو یاد رکھیں تاکہ اللہ رب العزت انہیں صحت کاملہ عاجلہ مستمرہ عطا فرمائے اور وہ مکمل صحت یاب ہوکر ایک مرتبہ پھر کاروان ناموس صحابہ کی رہنمائی کا فریضہ سرانجام دے سکیں۔

منجانب: قائد سنی انقلاب، جانشین امام اہل سنت علامہ محمد احمد لدھیانوی، سربراہ اہل سنت والجماعت پاکستان

آپ کی مشکلات کا روحانی حل

مرتبہ: قاری عمر فاروق راولپنڈی 03025034802

قرآن پاک کی آیات مبارکہ اور احادیث پرمبنی عملیات کی تاثیر اور ان سے روحانی وجسمانی علاج میں استفادہ مشاہدے میں آنے والی چیز ہے جس سے انکار ناممکن ہے خود قرآن نے دو مقامات سورۃ بنی اسرائیل آیت نمبر ۸۲ اور سورۃ یونس آیت نمبر ۱۵۷ پر اپنے آپ کو شفا کہا ہے۔ بلاشبہ اصل شفا بخشنے والی ذات تو اللہ تعالیٰ کی ہے۔

لیکن دنیا چونکہ اسباب کے ذریعے چل رہی ہے جس طرح دیگر مختلف نسخوں اور ادویات میں اللہ تعالیٰ نے شفا رکھی ہے اس طرح مختلف عملیات میں بھی یہ تاثیر اسباب کے درجے میں موجود ہے، خود رسول اللہ ﷺ سے کئی احادیث میں دم کرنا اور دوسروں کو اجازت دینا ثابت ہے۔ حضرت عائشہؓ آپ ﷺ کا معمول نقل فرماتی ہیں کہ جب آپ ﷺ بیمار ہوتے تو سورۃ الفلق، سورۃ الناس پڑھ کر اپنے اوپر دم کر لیتے تھے، جب آخری دنوں میں تکلیف بڑھ گئی تو میں خود آپ ﷺ پر یہ سورتیں پڑھا کرتی۔ (صحیح مسلم) روحانی وظائف تب فائدہ دیتے ہیں جب انہیں شرائط کے مطابق پڑھا جائے وظائف کی شرائط میں سے اہم اور بنیادی شرائط یہ ہیں آدمی کا عقیدہ صحیح ہو، نماز پانچ وقت ادا کرے، گناہوں سے پرہیز کرے، حرام وحلال کی تمیز کرے، یقین کے ساتھ عمل کرے، پاک جگہ اور پاک لباس کا اہتمام کرتے، جو ان شرائط کو پورا کرے اس کو میری طرف سے نظام خلافت راشدہ میں دیئے جانے والے وظائف وعملیات کی مکمل اجازت ہے

نبی کریم ﷺ کی زیارت کا عمل:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ

کسی قمری مہینے کی پہلی جمعرات کو شام کے وقت پاک کپڑے پہن کر بعد از نماز عشاء دس ہزار مرتبہ درود شریف ان الفاظ میں:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدِ نِ النَّبِيِّ

الْاُمِّيِّ وَاٰلِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

پڑھ لیں اس کے بعد ایک ہزار مرتبہ سورہ کوثر پڑھ لیں پھر درود شریف پڑھتے ہوئے جنوب کی طرف پاؤں کر کے دائیں کروٹ قبلہ کی طرف منہ کر کے سو جائیں انشاء اللہ زیارت نصیب ہوگی۔

دنیا میں مقبولیت حاصل کرنے کیلئے:

يَا عَزِيْزُ

ایک لاکھ مرتبہ پڑھ کر روغن زیتون پر دم کر لیا جائے ہر صبح اسے چہرے پر مَل لیا جائے انشاء اللہ وجاہت ومقبولیت نصیب ہوگی۔

ہر لاعلاج مرض کیلئے تیر بہدف:

يَاذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَام

21 دن تک روزانہ ایک سو گیارہ مرتبہ پانی پر دم کر کے پلایا جائے انشاء اللہ شفا ہوگی۔

جملہ پریشانیوں سے نجات کا عمل:

اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ بِحَقِّ مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ

تین تسبیح صبح وشام پڑھے انشاء اللہ جملہ مشکلات سے نجات ملے گی دشمن دفع ہوگا مقدمہ میں فتح حاصل ہوگی قید سے رہائی ملے گی ظالم کے پنجہ سے خلاصی ہوگی۔

برائے حفاظت جان ومال:

بوقت صبح پڑھے: آیت الکرسی اور چاروں قل آخر تک پڑھ کر دونوں ہاتھوں پر دم کر کے بدن پر پھیرے اور مال پر پھونک دے انشاء اللہ کامیابی ہوگی۔

برائے محبت شوہر وبیوی

مندرجہ ذیل کلمات لکھ کر شربت یا کسی بھی میٹھی چیز میں گھول کر پلا دیں انشاء اللہ محبت پیدا ہو جائیگی وہ کلمات مندرجہ ذیل ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اللّٰهُ كَافِيْ اَللّٰهُ شَافِيْ اَللّٰهُ حَافِظْ

نئے کپڑے پہننے کا عمل:

سورۃ لیلۃ القدر 36 مرتبہ اور سورہ اخلاص 10 مرتبہ پڑھ کر پانی پر دم کر کے نئے کپڑے پر چھڑک کر اس کپڑے کو پہنے تو انشاء اللہ تمام لوگوں کے سامنے باوقار رہے گا اور وہ کپڑا عمدہ طریقہ سے اس کے پاس رہے گا اور وہ کپڑا کبھی چوری نہ ہوگا۔

اللہ تعالیٰ کی محبت کیلئے:

نماز صبح کی سنت اور فرض کے درمیان اکتالیس بار اول آخر درود شریف 3 بار پڑھا کرے اللہ تعالیٰ اسکو اپنی محبت کے طریق آسان فرما دے گا۔

يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ اَنْ تُحْيِيَ قَلْبِيْ بِنُوْرِ مُحَبَّتِكَ اَبَدًا يَااَللّٰهُ يَا اَللّٰهُ۔

دشمن سے نجات کا عمل:

عشاء کی نماز کے بعد ایک سو مرتبہ دشمن کا تصور کر کے پڑھیں۔ يَا بَدِيْعُ

مقدمہ میں یقینی کامیابی کیلئے:

ہر قسم کے مقدمے میں کامیابی کیلئے سات دن تک گیارہ ہزار مرتبہ روزانہ پڑھتا رہے انشاء اللہ ضرور کامیابی ہوگی۔ آیت یہ ہے:

اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ

ناگوار آدمی کو محفل سے اٹھانے کا عمل:

اگر کوئی مجلس میں ناگوار آدمی آجائے اور اس کا اٹھانا مطلوب ہو تو دل میں چند مرتبہ یہ آیت پڑھے۔

تَذْرُوْهُ الرِّيَاحُ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُّقْتَدِرًا

برائے مغلوبی دشمن:

بعد از نماز بغیر بسم اللہ سورہ مزمل 21 مرتبہ رائی کے دانوں پر دم کر کے جلا دے انشاء اللہ دشمن مغلوب ہوگا۔

دجال کے فتنے سے بچاؤ کا ورد

دجال کے فتنے سے محفوظ رہنے کیلئے سورہ الکہف کی ابتدائی دس آیات پڑھا کرے۔

خط و خطابت کے لئے رابطہ کریں:

محمد ابوبکر جامع عمر فاروق اسلامیہ سمندری

فیصل آباد: 041-3420396